U23068. Date 23-12-09

Title - BAZM-E-SUKHAN

Creator - Sayyed Ali Hasan Khan.

Publisher - Matba Naami Mufeed Aam (Agra).

Date - 1209 H

Pages - 156.

Subjects - Urdu Shayari - Intikhab May Tazkira; Tazkira Shora May Intikhab.

الشعر کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال تذکرہ رشک چمن مسمیٰ

بزم سخن

سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی

بکوشش بلیغ و عرق ریزی تمام باہتمام عاصی احمد خان صوفی مدظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U23068

116
80

فہرست

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۱-۳	دیباچہ ....
	حرف الالف
۴	آباد - مہدی حسن لکھنوی ...
〃	آبرو - نجم الدین ....
〃	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی
〃	آرزو - سراج الدین علیخاں اکبرآبادی
۵	آرزو - مرزا علاء الدین دہلوی
〃	آزاد - خواجہ ضیاء الدین دہلوی
〃	آزاد - مرزا اعظم شاہ شہزادہ ..
〃	آزاد - میر فخر اللہ دکھنی ......
〃	آزردہ - مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی ....
۶	آشفتہ - مرزا رضا قلی لکھنوی
〃	آشفتہ - عظیم الدین خاں دہلوی
〃	آشفتہ - حکیم سید منور علی شاہجہاں آبادی
۷	آشفتہ - گلاب سنگھ دہلوی ...
〃	آشفتہ - امرناتھ دہلوی ...
〃	آشفتہ - حاجی عبداللہ ساکن سلہٹ پور

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
〃	آشوب - میر امداد علی خان ..
۸	آشنا - میر امیر علی مرشدآبادی ..
〃	آشنا - میر زین العابدین دہلوی
〃	آشنا - عبدالکریم خان ساکن کلکتہ
〃	آغا - آغا مرزا دہلوی ......
〃	آفتاب - ابومظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ ......
〃	آگاہ - میر حسن علی لکھنوی ...
〃	آگاہ - محمد صلاح دہلوی ....
〃	آگاہ - سید محمد رضا دہلوی ..
۹	آگہ - پنڈت جوالا ناتھ ساکن کلکتہ
〃	آہی - میر عبدالرحمن دہلوی ....
	حرف الف مقصورہ
۹	اثر - سید محمد ....
〃	اثر - عبدالرزاق شاہجہان آبادی
۱۰	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دہلوی
〃	احسن - مولوی محمد احسن صفی پوری
〃	احسن - مرزا احسن علی دہلوی ..
۱۱	احسن - مولوی محمد احسن کاکوروی

RESERVE BOOK

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۱	احسن - احسن اللہ خان جہان آبادی		وزیر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ...
〃	احفاذ - سید احفاد علی سہسوانی -	〃	اصغر - سید اصغر علی ساکن نرسنگپور
〃	احقر - غلام نبی دہلوی	۱۵	اظہر - سردار مرزا لکھنوی .....
〃	احمد - مرزا احمد بیگ	〃	افسوس - میر شبیر علی ساکن نارنول -
〃	اختر - واجد علی شاہ بادشاہ اودہ	〃	افسر - مرزا محمد دہلوی ......
〃	اختر - قاضی محمد صادق خان ساکن	〃	افضل - سید افضل حسین لکھنوی
	ہوگلی نواح کلکتہ	〃	افسون - آغا حیدر لکھنوی .....
۱۲	اختر - مرزا وجیہہ الدین دہلوی	〃	افضل - سید افضل علیخان لکھنوی
〃	ارشد - مرزا عبد الغنی دہلوی ..	۱۶	افضل - منشی حسن یار خان لکھنوی
〃	ارمان - شاہ علی	〃	افضل - افضل علی خان ....
۱۳	اسد - میر امانی دہلوی	〃	افغان - الف خان ....
〃	اسکر - مرزا سپہر شکوہ شہزادہ ..	〃	اکبر نواب محمد اکبر خان دہلوی ....
〃	اسعد - مرزا اسعد بخت شہزادہ	〃	اکرام - حکیم اکرام اللہ خان دہلوی
〃	اسیر - مظفر علیخان ساکن امیٹھی	〃	الفت - ساکن مظفر نگر ....
〃	اسیر - میر مکرم علی بریلوی ...	〃	الفتی - راجہ پیارے لال عظیم آبادی.
〃	اسیر - سید نہال نبی	۱۷	الم - محمد علی دہلوی ....
۱۴	اسیر - گلزار علی خلف نظیر اکبر آبادی	〃	امامی - خواجہ امامی دہلوی ....
〃	اشک - مولوی ہادی علی لکھنوی	〃	امانت - سید آغا حسن لکھنوی ..
〃	اصالت - سید فضل علی لکھنوی	〃	امراو علی خان کولوی ساکن آگرہ.
〃	اصغر - نواب علی اصغر خان بہادر	〃	امیر - نواب علی محمد خان دہلوی ..

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۸	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی ....
〃	انجام - عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی ....
۱۹	انشاء - میر انشاء اللہ خان مرشد آبادی
〃	انیس - میر ببر علی دہلوی مقیم لکھنؤ
〃	انیس - امین الدولہ نوازش خان دہلوی
	باے موحدہ
۲۰	باقی - مولوی سید عبد الباقی سہسوانی
〃	بحر - لا اعلم ....
〃	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی .....
〃	بدر - مرزا بلاقی بیگ شہزادہ دہلی
۲۱	بدر - میر بدر الدین ساکن کرنال ..
〃	برق - مرزا محمد رضا خان بہادر
〃	برق - قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد
〃	برکت - برکت علیخان ساکن خیر آباد
۲۲	بسمل - محمد عبد الحکیم دہلوی ...
〃	بسمل - سید جبار علی ساکن چنار گڑھ
〃	بسمل - حافظ محمد حسین دہلوی
〃	بسمل - مرزا عنایت علی لکھنوی
۲۳	بلند - صفدر علی بیگ دہلوی ..
〃	بنو - طوایف شاہجہان آبادی .
〃	بہادر - رن بہادر سنگھ ساکن اکبر آباد
〃	بہار - منشی ٹیکچند جامع بہار عجم دہلوی
〃	بہار - مرزا علی لکھنوی ......
۲۴	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
〃	بیباک - میر نجف علی کولوی ....
〃	بیتاب - خداوردی خان ....
〃	بیتاب - عباس علیخان رامپوری .
〃	بیجواب - لا اعلم ....
〃	بیخود - سید ہادی علی لکھنوی .
۲۵	بیدار - میر محمد علی دہلوی ....
〃	بیدل - حکیم غلام حسین دہلوی -
〃	بیمار - شیخ علی بخش ساکن مراد آباد
	تاے فوقانی
۲۶	تابان - میر عبد الحی دہلوی ...
〃	تابش - محمد جعفر الہ آبادی ....
〃	تپش - یوسف علی دہلوی ....
۲۷	تپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...
〃	تجلی - میر محمد حسین دہلوی ....
〃	تجمل - حکیم تجمل حسین خان دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۲۷	تجمل ـ لا اعلم لکھنوی ......
۲۸	تحیر ـ غلام مصطفےٰ دہلوی ......
〃	تحسین ـ محمد حسین خان دہلوی مالک مطبع مصطفائی ......
〃	ترقی ـ آغا محمد تقی خان بہادر نیشاپوری فیض آبادی ساکن
〃	تسلی ـ ٹیکا رام لکھنوی ....
〃	تسلی ـ میر شجاعت علی دہلوی ..
〃	تسلیم ـ شیخ مہدی بخش سہارنپوری
۲۹	تسلیم ـ حاتم خان رامپوری ..
〃	تسلیم ـ شیخ امیر اللہ فیض آبادی .
〃	تسلیم ـ منشی انوار حسین سہسوانی
〃	تسکین ـ میر حسین دہلوی ....
۳۰	تشنہ ـ محمد علی دہلوی ......
〃	تصور ـ سید حیدر حسن خان ساکن ٹنکوڑا ....
〃	تصور ـ نبی بخش دہلوی ....
〃	تصویر ـ ببّن دہلوی ....
۳۱	تعشق ـ مولوی سید محمد شاہجہان آبادی
〃	تمکین ـ مولوی غلام بتول ساکن میدانی بیگ
〃	تمکین ـ میر سعادت علی عظیم آبادی
〃	تمنا ـ لا اعلم باشندۂ کلکتہ ......
〃	تنویر ـ خدا بخش خان دہلوی ...
۳۲	تنہا ـ محمد عیسیٰ دہلوی ......
〃	توقیر ـ عبد القادر پنجابی .....
〃	تہور ـ مرزا غلام فخر الدین ....
〃	تیمور ـ مرزا سعادت سلطان دہلوی
	ثائے مثلثہ
〃	ثابت ـ شیخ ثابت علی ساکن نواح پورب
۳۳	ثاقب ـ مرزا مہدی ....
〃	ثاقب ـ نواب شہاب الدین احمد خان رئیس لوہارو ......
〃	ثبات ـ مہر علی ساکن بڑہانہ ......
〃	ثمر ـ احمد سعید دہلوی ....
	جیم تازی
۳۴	جانصاحب ـ میر یار علی لکھنوی ...
〃	جانی ـ بیگم جان اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر ....
〃	جرأت ـ شیخ قلندر بخش دہلوی ...
۳۶	جرّار ـ میر محمد حسین لکھنوی ....

صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر
۳۶	جلال - میر ضامن علی لکھنوی
"	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی
۳۷	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی
"	جوش - نظام الدین پنجابی
"	جوشش - شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد
"	جولان - شاہ الف نام درویش
۳۸	جوان - مرزا نعیم بیگ ساکن جہان آباد
"	جہاندار - میرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ
	حاے مہملہ
"	حاتم - شیخ ظہور الدین جہان آبادی
"	حجام - عنایت اللہ سہارنپوری
۳۹	حزین - میر بہادر علی
"	حسرت - حافظ عبد الرحمن پانی پتی
"	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی
۴۰	حسرت - میر محمد حیات عظیم آبادی
"	حسرت - میر محمد علی دہلوی
"	حسن - سید غلام حسن دہلوی
۴۱	حسن - خواجہ حسن

صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر
"	حسن - مولوی ابو الحسن کاندہلہ
"	حسین - غلام حسین خان شاہجہانپوری
"	حسین - سید غلام حسین دہلوی
"	حشم - حکیم باقر علی لکھنوی
"	حشمت - مرزا غلام فخر الدین شاہزادہ دہلی
"	حشمت - میر محمد علی
"	حقیر - منشی نبی بخش ساکن اکبر آباد
۴۲	حقیر - سید امام الدین دہلوی
"	حقیقت - میر شاہ حسین بریلوی
"	حکیم - محمد پناہ خان دہلوی
"	حمزہ - شاہ حمزہ دہلوی
۴۳	حنا - عبد الکریم لکھنوی
"	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی
"	حیات - محمد حیات خان رامپوری
"	حیدر - منشی حیدر علی ساکن ہوگلی
"	حیدر - میر حیدر علی خان
"	حیدر - منشی مصطفی حیدر ساکن چاٹگام
	خاے معجمہ
۴۴	خادم - منشی محمدی خان

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
۴۴	خاص - محمد حیدر خان دہلوی
//	خبیر - سید مہدی بلگرامی ....
//	خرد - نواب فخر الدین خان دہلوی
//	خرد - پنڈت رام نراین دہلوی
//	خضر - مرزا خضر سلطان ابن بہادر شاہ
۴۵	خطیر - سید امداد علی فرخ آبادی
//	خلیق - میر مستحسن لکھنوی ....
//	خلق - میر احسن دہلوی ....
//	خلیل - میر دوست علی ساکن قصبہ بٹولی ....
//	خلیل - محمد ابراہیم علیخان بہادر وزیر محمد علی شاہ ....
۴۶	خموش - مرزا خدا یار دہلوی
//	خیال - غلام حسین خان ...
	دال مہملہ
//	داغ - میر مہدی دہلوی ....
//	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۴۸	دبیر - مرزا سلامت علی لکھنوی
//	درد - خواجہ میر دہلوی .....
۴۹	درخشان - سید علیجان لکھنوی

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
//	دردمند - کریم اللہ خان ......
//	درویش - میر شاہ علی دہلوی ....
۵۰	دریغ - سید زین العابدین دہلوی
//	دل - زور آور خان متوطن کول
//	دل - آزاد خان ....
//	دلگیر - میر حمایت اللہ خان دہلوی
//	دولہ - نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال ....
	حرف ذال
۵۱	ذاکر - مولوی ذاکر علی ساکن بنارس
//	ذکا - خوب چند کایستھ دہلوی ...
//	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی ....
۵۲	ذہین - حافظ محمد اسمٰعیل خان دہلوی
	حرف رائے مہملہ
۵۳	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی ...
//	راحت - شیخ کریم الدین ساکن اعظم پور
//	راسخ - سعادت علی خان دہلوی ...
//	راغب - احمد حسین دہلوی .....
//	رافت - شاہ رؤف احمد سرہندی ..
//	راقم - بندرابن ساکن متھرا ......

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۳	رمز۔ مرزا فتح الملک ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ دہلی ....
۵۴	رند۔ سید محمد خان فیض آبادی
〃	رنگین۔ سعادت یار خان ..
۵۵	روشن۔ روشن شاہ درویش دہلوی ....
〃	رہا۔ غلام محمد خان اکبرآبادی۔
	حرف زائے معجمہ
〃	زار۔ میر مظہر علی لکھنوی ....
〃	زکی۔ شیخ مہدی علی مرادآبادی
۵۶	زیب۔ مرزا جمال الدین دہلوی
	حرف السین
〃	سالک۔ مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی ....
۵۷	سائل۔ مرزا محمد یار بیگ ابوزکیہ دہلوی ....
〃	سپہر۔ شتاب خان دہلوی۔
〃	سجاد۔ میر سجاد ساکن اکبرآباد
〃	سحر۔ میر ناصر علی ساکن کول ..
〃	سحر۔ منشی دیبی پرشاد ساکن بانگرمئو

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۸	سحر۔ مرزا افضل علی لکھنوی .....
〃	سحر۔ منشی عبدالمجید ساکن کاکوری
〃	سحر۔ منشی امان علی لکھنوی .....
〃	سحر۔ راجہ نواب علی خان خیرآبادی
〃	سرسبز۔ مرزا زین العابدین خان ...
۵۹	سرور۔ نواب میر محمد خان جہان آبادی
〃	سرور۔ مرزا رجب علی بیگ لکھنوی ...
〃	سخنور۔ مرزا عزیز الدین دہلوی ...
〃	سعادت۔ سید سعادت علی ساکن امروہہ
〃	سعید۔ مرزا آغا نجف لکھنوی .....
〃	سعید۔ حکیم سید اکبر حسین لکھنوی ...
۶۰	سلطان۔ خواجہ طالب علیخان عظیم آبادی
〃	سلیمان۔ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ
۶۱	سلیم۔ میر عباس ساکن لکھنؤ ...
〃	سلیم۔ علی حسن خان مولف بزم سخن ابن نواب والاجاہ امیرالملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ....
۶۲	سلام۔ نجم الدین علیخان اکبرآبادی ...
〃	سودا۔ میر محمد رفیع ابن محمد شفیع دہلوی
۶۴	سوز۔ مولوی عبدالکریم خلف اکبر صہبائی ....
〃	سوز۔ محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۶۵	سیاح ـ میاں دادخاں ساکن اورنگ آباد
	حرف الشین
〃	شاد ـ شخصے از باشندگان شہر بانہ
〃	شاد ـ شیخ محمد جان لکھنوی ....
〃	شاد ـ فضل علی ....
۶۶	شادان ـ مرزا حسین علیخان دہلوی
〃	شادان ـ رحمن بخش ساکن فریدپور
〃	شاعر ـ میر بسم اللہ لکھنوی ....
〃	شاکر ـ شاہ شاکر علی دہلوی ....
〃	شاکر ـ منشی عبدالسبحان ساکن کلکتہ
〃	شاکی ـ مرزا انجتاد شاہ ....
〃	شرر ـ حافظ میر حافظ دہلوی ...
۶۷	شرر ـ مرزا غیاث الدین ....
〃	شفق ـ مرزا علی جان لکھنوی ..
〃	شمیم ـ سید قدرت علی سہسوانی
〃	شمس ـ میر آغا علی لکھنوی ....
۶۸	شناور ـ صاحب مرزا فیض آبادی
〃	شوق ـ شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی
〃	شوق ـ مولوی قدرت اللہ ساکن سنبھل مرادآباد
〃	شوکت ـ میر حسین علی دہلوی ....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۶۹	شہرت ـ مرزا حاجی شاہزادہ ...
〃	شہیدی ـ منشی کرامت علیخان لکھنوی
۷۰	شیرین ـ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال
۷۱	شیفتہ ـ اعظم بیگخان لکھنوی ..
〃	شیفتہ ـ نواب محمد مصطفٰے خان ...
۷۳	شیخ محمد جان لکھنوی ....
	حرف الصاد
〃	صابر ـ مرزا قادر بخش دہلوی ....
〃	صاحب ـ شیر زمان خان دہلوی
۷۴	صادق ـ صادق علیخان ....
〃	صالح ـ مرزا مصلح الدین نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ
〃	صبا ـ منشی محمد صابر حسین سہسوانی
〃	صبا ـ میر وزیر علی لکھنوی ....
۷۵	صبا ـ کانجی مل فیروزآبادی ..
〃	صبا ـ مرزا راجہ شنکر ناتھ ......
〃	صبر ـ اجودھیا پرشاد کایستھ شاہجہان آبادی
〃	صدق ـ شیخ محمد اشارت علی ساکن میرٹھ
۷۶	صریر ـ محمد میر خان ....
〃	صفدر ـ نواب صفدر علیخان عم نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور ......

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۸	صفا - مرزا سعید الدین دہلوی ..		**حرف الظاء**
رر	صفا - پیرن شاہ دہلوی	۸۱	ظالم - ظالم سنگھ دہلوی ....
رر	صفدر - صفدر بیگ ساکن کرنال	۸۲	ظاہر - رام پرشاد دہلوی ....
رر	صفیر - محمد نور خان ساکن میرٹھ ..	رر	ظاہر - خواجہ محمد خان، دہلوی
رر	صولت - قاسم علیخان ساکن بنارس	رر	ظریف - میر امان اللہ لکھنوی ..
	حرف الضاد	رر	ظفر - ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ شاہ دہلی
۷۹	ضابط - مہر علی شاہجہان آبادی ..	۸۳	ظہور - مولوی ظہور علی دہلوی ..
رر	ضامن - حکیم محمد ضامن اکبرآبادی	رر	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
رر	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ..	رر	ظہیر - سید محمد خان دہلوی ....
رر	ضیا - ولی اللہ اکبر آبادی		**حرف العین**
رر	ضیغم - حافظ اکرام احمد رامپوری ..	۸۳	عارف - محمد عارف دہلوی ....
	حرف الطاء	رر	عارف - نواب زین العابدین خان دہلوی
۸۰	طالب - حافظ طالب رامپوری ..	۸۴	عابد - میر عابد علی لکھنوی .....
رر	طالب - الایچی رام ساکن جلال آباد	رر	عاجز - مرزا عبداللہ بیگ شاہجہان آبادی
رر	طبیب - حکیم محمد حسن خان فرخ آبادی	رر	عاشق - اقبال حسین دہلوی ....
رر	طپان - مرزا احمد بیگ خان دہلوی	رر	عاشقی - آغا حسین قلی خان لکھنوی
رر	طپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ..	رر	عاصی - منشی امداد حسین .....
۸۱	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری ..	۸۵	عاصی - لالہ گھنشام رائے دہلوی
رر	طرز - احمد حسین دہلوی	رر	عالی - مرزا عالی بخت بہادر شاہزادہ دہلی
رر	طوبی - محمد رضا لکھنوی	رر	عزلت - سید عبدالولی سورتی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۵	عزیز۔ بہکاری لال دہلوی ...
"	عزیز۔ نواب عبدالعزیز خان دہلوی
"	عزیز۔ راجہ یوسف علیخان دہلوی
۸۶	عزیز۔ مولوی محمد عبدالعزیز دہلوی
"	عزیز۔ محمد عبدالعزیز خیرآبادی ..
"	عسکری۔ عسکری احمد سہسوانی ..
"	عسکری۔ محمد حسن ساکن کالپی ..
"	عشق۔ شاہ رکن الدین دہلوی۔
"	عشق۔ حکیم عزت اللہ خان دہلوی
۸۷	عزت۔ میر غلام علی بریلوی .....
"	عشرت۔ مرزا کلن بن مرزا حیدر شکوہ
"	عظمت۔ میر عظمت اللہ بریلوی ...
"	عیش۔ حکیم آغا جان دہلوی ...
	حرف الغین
"	غالب۔ مکرم الدولہ بہادر بیگ خان دہلوی
۸۸	غالب۔ مرزا اسد اللہ خان اکبرآبادی دہلوی مسکن
۸۹	غافل۔ منور خان لکھنوی ....
"	غضنفر۔ غضنفر علیخان لکھنوی ...
"	غمگین۔ میر عبداللہ دہلوی ....
۹۰	غمگین۔ مولوی عبدالقادر خان رامپوری

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
"	غمخوار۔ مرزا محمد علی بیگ لکھنوی۔
	حرف الفاء
۹۰	فاخر۔ منشی محمد فاخر حسین سہسوانی
"	فاخر۔ مرزا جھنیگا دہلوی ....
۹۱	فارغ۔ میر علی حسین لکھنوی ...
"	فارغ۔ میر احمد علیخان .....
"	فدا۔ منشی فدا حسین خان لکھنوی
"	فدا۔ امام الدین خان فریدآبادی
"	فدا۔ منشی فدا حسین وکیل ....
۹۲	فراق۔ اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی
"	فراق۔ حکیم ثناء اللہ خان دہلوی۔
"	فرحت۔ شیخ فرحت اللہ فرخ آبادی ..
"	فروغ۔ محمد عمر سلطان دہلوی ..
"	فسون۔ مرزا اسمٰعیل نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ دہلی
۹۳	فغان۔ اشرف علیخان کوکلتاش دہلوی
"	فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی ....
"	فکری۔ مرزا ممن دہلوی شہزادہ دہلی
"	فگار۔ میر حسین دہلوی .....
۹۴	فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۹۴	قایم - قیام الدین ساکن چاندپور ضلع بجنور
۹۵	قابل - مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ
"	قادر - مرزا قادر شکوہ شاہزادہ دہلی
"	قادر - سید قادر بخش فرخ آبادی ۔ ۔
"	قاری - علی احمد دہلوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
"	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی ۔
"	قاسم - حکیم قدرت اللہ خان دہلوی ۔
۹۶	قاصر - مرزا مہر علی بیگ دہلوی ۔ ۔
"	قدرت - مولوی قدرت اللہ رامپوری
"	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
"	قرار - میر حسین تلمیذ میر نصیر رنج ۔ ۔
"	قلق - نواب اسد اللہ دہلوی ۔ ۔
۹۷	قلق - امجد علی لکھنوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
"	قمر - مرزا قمر الدین لکھنوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
"	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین ۔ ۔ ۔
"	قیس - مرزا احمد علی لکھنوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۹۸	قیس - محمد عنایت اللہ ساکن بھیکم پور
	حرف الکاف
"	کاظم - کاظم علی منڈرا والا ضلع بجنور ۔
"	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی ۔ ۔ ۔

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
"	کرم - شیخ غلام ضامن دہلوی ۔ ۔
"	کلیم - ابو الخیر سید ابو الحسن خان ولد امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۹۹	کلیم - میر محمد حسین دہلوی ۔ ۔ ۔ ۔
"	کوثر - مرزا مہدی علیخان لکھنوی ۔ ۔
"	کوثر - حکیم عابد علی خیرآبادی ۔ ۔ ۔
۱۰۰	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی ۔ ۔ ۔
	کاف پارسی
"	گرم - مرزا حیدر علی بیگ ۔ ۔ ۔ ۔
"	گمان - نظر علی خان دہلوی
"	گویا - حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر لکھنوی
۱۰۱	گوہر - کنز الدولہ خورشید علیخان لکھنوی
	حرف اللام
"	لطیف - سید شمس الدین سورتی لکھنوی
"	لطیف - منشی عبد الحق ساکن کرلہ
"	لطف - مرزا علی دہلوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
	حرف المیم
"	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ فرخ آبادی
۱۰۲	ماہر - مرزا جمعیت شاہ شہزادہ دہلی
"	مائل - میر غلام علی سہسوانی ۔ ۔ ۔

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
١٠٢	مبتلا - مرزا لعلیخان ساکن بنارس	١٠٧	منیر - سید اسمٰعیل حسین شکوہ آبادی
〃	مبین - حافظ غلام دستگیر	〃	مومن - حکیم مومن خان دہلوی
〃	مجذوب - مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی	١٠٩	میر - میر محمد تقی اکبر آبادی باشندہ لکھنو
١٠٣	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی		**حرف النون**
〃	مجنون - درویش برہنہ نام ...	١١٠	نادر - سید نجم الدین حسین مقیم شالی گنج
〃	محب - شیخ ولی اللہ دہلوی	〃	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی ....
〃	محبت - نواب محبت علیخان لکھنوی	١١١	ناظم - نواب یوسف علیخان مرحوم بہادر والی رامپور
〃	محبوب - محبوب خان دہلوی ...	١١٢	نامی - مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین
١٠٤	محزون - مولوی ظہور النبی ساکن نواح کلکتہ		حیدر خان دہلوی مقیم لکھنو ....
〃	محنت - مرزا حسین علی بیگ دہلوی	〃	نثار - محمد امان دہلوی ......
〃	محترم - خواجہ محترم علیخان عظیم آبادی	〃	نسیم - اصغر علیخان دہلوی مقیم لکھنو
〃	محو - نواب غلام حسن خان	١١٣	نسیم - محمد یعقوب ....
〃	مخبر - منشی احسان اللہ دہلوی	〃	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی ..
〃	مصحفی - غلام ہمدانی باشندہ امروہہ مقیم لکھنو	〃	نطق - منشی مقصود احمد کاکوروی
١٠٥	مضطر - داروغہ قیوم بخش سہسوانی ..	١١٤	نواب ظہور اللہ خان بدایونی ....
〃	مضطر - اسد اللہ پلکنہ ضلع علیگڈہ	〃	نواب - نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد
١٠٦	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی		صدیق حسن خان صاحب بہادر
〃	مقبول - منشی مقبول احمد مراد آبادی	١١٦	نواب - نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور
〃	مقصود - مرزا مقصود بیگ لکھنوی		**حرف الواو**
〃	ممنون - فخر الشعرا میر نظام الدین سونی پتی	١١٨	واحد - شیخ عبد الواحد شاہجہان آبادی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۸	واقف۔ واقف شاہ درویش ساکن غازیپور
"	وحشت۔ میر غلام علیخان دہلوی ..
"	وزیر۔ خواجہ وزیر لکھنوی ......
	حرف الہاء
۱۱۹	ہدایت۔ ہدایت اللہ خان دہلوی ..
"	ہوس۔ نواب مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	حرف الیاء
"	یاد علی نام خاموش تخلص سہسوانی ...
"	یاس۔ حافظ حفیظ الدین دہلوی .
"	یاس۔ حکیم خیر الدین دہلوی ...
۱۲۰	یقین۔ انعام اللہ خان دہلوی ..
"	ہز ہیہ جنرل فریدون قدر میرزا محمد نصیر علی بہادر
۱۲۲	تقریظ از طرف منشی جمیل احمد سہسوانی ..
۱۲۴	قطعہ تاریخ ایضاً ....
"	قطعہ تاریخ حافظ خان محمد خان صاحب متخلص بہ شہیر
۱۲۵	ایضاً منشی سوہن لال صاحب ....
"	ایضاً ایضاً از منشی خلیل احمد سہسوانی ..
"	ایضاً ایضاً منشی اللہ دیہ عبدالحی خان بہلوی متخلص بہ تمنا
"	قطعہ تاریخ از منشی صابر حسین صاحب صبا
۱۲۶	قطعہ تاریخ منشی عبدالعزیز متخلص بہ عزیز

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۲۶	قطعہ تاریخ از منشی یاور علی صاحب بریلوی
"	تقریظ طور کلیم و بزم سخن از مولوی احسن اللہ خان متخلص بہ ثاقب ......
۱۲۹	قصیدہ عربی در تہنیت ازدواج از تصنیف شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین عرب ..
۱۳۱	سہرہ از تصنیف خان محمد خان متخلص بہ شہیر
۱۳۲	قصیدہ فارسی تصنیف حکیم اعظم حسین سندیلوی
۱۳۴	قطعہ تہنیت از منشی کنج منوہر لال
۱۳۶	قطعہ تاریخ فارسی از منشی صابر حسین صاحب صبا
"	ولہ قطعہ تاریخ ایضاً اردو ....
"	منہ غزل اردو مع تاریخ شادی .....
۱۳۷	سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد سہسوانی
۱۳۹	منہ قطعہ تاریخ جشن شادی .....
۱۴۰	سہرہ از تصنیف منشی عبدالعزیز بھوپالی
۱۴۱	فقرہ تاریخ محمد عباس متخلص بہ رفعت
"	قطعہ تاریخ از منشی فدا حسین فارغ مرادآبادی
۱۴۲	منہ قطعہ تاریخ فارسی ....
۱۴۳	قطعہ تاریخ از سید محمد حسین صاحب حسیب سہارنپوری
۱۴۴	بزم مشاعرہ ....
۱۵۰	خاتمۃ الطبع بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

الشعر کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیهٔ ریاست بهوپال تذکرهٔ رنگین مسمی

بزم سخن

ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب سلمه الله القوی المنان

بکوشش بلیغ و عرق ریزی تمام باهتمام عاصی احمد خان صاحب صوفی مدظله العالی

در مطبع نامی مفید عام آگره زیور طبع پوشید

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد از که آید و نعت که سراید خویش گفته اند ہ

محمد حامد حمد خدا بس   خدا مدح آفرین مصطفی بس

کاسه لیسِ اربابِ سخن **علی حسن** نگارش مدعا را ساز میدهد و به هم نفسان را آواز که امروز بر جای بالش نازش کج نشسته با گرانمایگان برابری میخواهم و به گرامی پایگان همسری ہ

قطره ام دعوی سحاب کنم   ذره ام لاف آفتاب کنم
الف و با ندانم از ابجد   کج نشینم به بزم اهل خرد
حرف از مدح خویش می رانم   ورنه آنم که خوب می دانم

الله الله درین بے بضاعتی سخن و قدر مایگی این گرامی فن رتبۂ خویش فراموش نمودم و در پهلو نقادان دوکان خود فروشی کشودم ہ

خویشتن دانی و خود آرائی   می نوازد دہل زر رسوائی

منشار این نازش و منتهاے این افتخار جز این بیش نیست که فرمان حضرت والد ماجد عز مجدہم بران

آورد کہ تذکرہ سخن سنجان ریختہ بضبط نگارش در آید اگرچہ بندہ باین جنس گرانمایہ ارزش نداشت اما بہ فحواے الامر فوق الادب ہمت بامتثال امر برگماشت بافضال الٰہی و بہ اقبال قبلہ گاہی در اندک زمان کار بپایان رسید و بگار امید غازۂ مدعا بررو کشید ع
مشکلے بود بآسان بگذشت ٭ چون از نگارش نامہ فراغ یافتم بہ بزم سخن موسوم ساختم از ارباب بصیرت چشم آن دارم کہ اگر خطاے رفتہ باشد ازان چشم پوشند و بہ صلاح واصلاح کوشند

بیا ساقی باندازِ دلاویز	بده نوشینہ دارو سے طرب بیز
بیا ساقی بمستانہ ادا سے	برآر از خاطر یاران صدا سے
بیا بگذر ز درد و صاف ساقی	بده کز دیگران باقیست باقی
مے خواہم کہ در جام دگر نیست	ز دُردش ہم بآشامِ دگر نیست
نخواہم صد ایاغ از بادہ لبریز	بده جامی و لیکن کیفیت انگیز

دلم از کیف آن بلبل نوا کن
لبم با نغمۂ خوش آشنا کن

RESERVE BOOK

حرف الف

آباد مہدی حسن خان فرزند غلام جعفر خان لکھنوی بر ناسخ سخن میگزرانید در سنہ ۱۲۴۱ ہجری بوجود در بر کشید دیوانے گزاشتہ از وست ؎

کیا عجب شوق اسیری مین اگر منقار سے / بلبلین دامن پکڑ لین دوڑ کر صیاد کا
دل لگانے مین تو ہے جور اوٹھانے کا مزا / لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو
لطف جینے کا یہہ ہے جان کسی پر نکلے / نہ جئے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

آبرو نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک نسبت تلمذ و قرابت با سراج الدین علی خان آرزو داشت بعہد محمد شاہ قالب تہی کرد در صنعت ایہام مائل بود سخن با سلوب بایستہ بر کرسی می نشاند خوش گفتہ ؎

نہ دیوے لیکے دل وہ عہد شکین / اگر باور نہین تو مانگ دیکھو

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی و از تلامذۂ مصحفی در ۱۲۶۲ جا بہ گزاشت دو دیوان دارد فکر بلند و طبع ارجمند داشت از وست و بس نکوست ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا / جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری / خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
تھی آرزو کہ تجھے گل کے روبرو کرتے / ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
شب کو دم دے دیکے لیجاتا ہی کوے یار مین / مین تو تنہا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا / زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

آرزو سراج الدین علی خان اکبرآبادی از تلامذۂ میر عبد الصمد سخن دہلوی در فارسی بیشتر فکر میکرد و در ریختہ کمتر در سنہ ۱۱۶۹ بہ لکھنو جا بہ گزاشت و بدہلی مدفون گشت ؎

جان تجھہ پر کچھہ اعتماد نہین
زندگانی کا کیا بھروسا ہے

میخانے بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج دیکھے اپنے پیو کے پھوڑے

آرزو مرزا علاؤالدین عرف مرزا کالے خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلی سخن بر مرزا قادر بخش صابر میگذاشت ۵

رو رو کے خون اوسنے بھی حسرت نکال لی
عاشق کا تونے خون نہ بہایا تو کیا ہوا

اسپر بھی بد دماغ وہ ہوتے ہین یا نصیب
ہر چند بات کہتے ہین ہم التجا کے ساتھہ

آزاد خواجہ ضیاءالدین دہلوی غیر از ین بر حالش آگہی ندارم ۵

کہتے ہین نعش پر تری آیا نجائے گا
تو خاک مین بھی اوس سے ملایا نجائے گا

آزاد مرزا اعظم شاہ پسر مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر طبع خوشی داشت جوانے زیبا مردے رند مشرب بود شوق تصوف بر مزاجش استیلا یافتہ از وست ۵

وہ اور ہین جنکی شب ہجران کو سحر ہے
یان شام ہوئی حشر کی اور یار نہ آیا

آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر بُرا ہے
پھٹ جائیگا کلیجا کچھہ بات بھی کیا کر

ہم یہہ سمجھے تھے چھپائیگا گنہگارونکو
پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد کو مت پوچھو کیا اوسکا ٹھکانا ہے
جس کوچہ مین دن گذرا اون شب بھی وہا ہوگا

آزاد میر فقیر اللہ دکھنی از شعرائے متقدمین بود ۵

سب صنعتین جہان کی آزاد دیکھو آئین
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مفتی محمد صدرالدین خان بہادر صدرالصدور دہلی اوستاد حضرت پدر والا گہر نامہ نگار محامد جمیلہ اش ہمچو ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز غازۂ شہرت بر رو دارد محتاج بیان نیست در طور کلیم حضرت مہین برادر زید مجدہم ترجمہ حافلہ اش مفصلاً ضبط فرمودہ درینجا برہمین قدر اکتفا میرود کر اگرچہ شاعری دون مرتبہ ایشان بود و بقاعدۂ شعراء در شعر انہماک نمی داشتند اماانچہ

فکری فرمود نداز لطافت وسلاست تہی نمی بود نبذے از گفتارش ثبت افتاد از روانی فکرش ہویداست ٥

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھیرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہہ سیماب نہ ٹھیرا

ہو نہ دامن گیر کوئی جا نکر قاتل تجھے
تو بھی روتا چل جنازہ کو ہمارے دیکھکر

برگشتہ بخت جذبۂ دل تمکو آفرین
آکر وہ پھر گیا مری بیت الحزن کے پاس

الجھنے کو بلا ہین آپ بہی کچھ خیر ہی سمجھا
لگایا ہاتھ کس نے آپکی زلف پریشان کو

مختصر حال چشم و دل یہہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عالم خراب ہین نہ نکلنے سے آپکے
نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

آشفتہ میرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی بالکھنوی ست طبیب حاذق بود و بزم شاعرہ می آراست از میر سوز اصلاح سخن میگرفت از گفتار اوست ٥

جی تہا آنکھو نمین یار تہا دلمین
اسقدر انتظار تہا دلمین

مر گئے پر بہی ہمکو خاک ندی
آج تک یہہ غبار تہا دلمین

دم آخر جو ہچکی آئی تھی
وہ فراموش کار تہا دلمین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مر گیا اک صنم پہ آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ عظیم الدین خان عرف بھورے خان از افغانان دہلی بود و سخن خود بہ میر مجہدی مائل مینمود در اواخر عمر شعر و شاعری را ترک گفتہ بیاد الہی بر آسود ٥

پنڈت پوچھ ہاتھہ دکھا فال کہلا کوئی پہ
بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسیکے پھیرے پھرتے ہین

آشفتہ حکیم سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات بارہا متوطن شاہجہان آباد در طب دستگاہ بلند داشتہ و کسب این فن از غلام حیدر خان کردہ و سخنوری از مومن خان آموختہ فکر بلند داشت ٥

بہت روئیے تو اپنی جان کہوئی
کسیکا ہم نے تبلاو لیا کیا

نہ قتل کا خیال اونہین اور نہ موت کو
قسمت مین کیا نہ امری مرنا لکہا نہین

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان
اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین

ابہی دلربائی کو کیا جانتا ہے
ستم کو وہ بد خو ادا جانتا ہے

آبلہ پائی سے یہہ رتبہ ہوا حاصل کہ بس
ہم زمین کیا آسمان پر بہی قدم رکہتے نہین

سنا تہا ہمنے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے
کئی دن ہوگئے اوسکو نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے

آشفتہ گلاب سنگہہ دہلوی مسکن برزنے فریفتہ بود عاقبت برگلوی خنجر کشیدہ بمرد از دست

پوچہتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا
اوسمین کیا باقی رہا تہا بندہ پرور مرگیا

زلفون سے بہی زیادہ کیا رخ نے دل پہ جبر
کافر جو تہے سو تہے یہ مسلمان کو کیا کہون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین

آشفتہ امرناتہہ دہلوی تلمیذ تنویر جوانے رعنا بود ؎

اندنون تم جو ہوا آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش اپنے کہوئے ہین کہان دل آیا

بہیجدو خاک پہ شہیدون کے
پہینکتے کیون ہو فرش خواب کے پہول

آشفتہ حاجی منشی عبد اللہ از باشندگان سلہٹ پور عبد الحمید از شاگردان حافظ ضیغم در ہر دو زبان پارسی و ریختہ مہارتے داشت ؎

دیکہنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا
کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

آشوب میر امداد علی خان نقد میر روشن علیخان فروغ از سادات شاہجہان آباد از پادشاہ وقت اجداد او بخطاب خانی ممتاز بودند اصلاح سخن از میر نظام الدین ممنون میگرفت بروش استاد خود سخن میگفت ؎

پوچہا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق
شوخی سے اک چراغ کو اوسنے بجہا دیا

دلکو سمجہے تہے کہ اوس بزم سے لے آئینگے
ہائے اپنا ہی ہوا اونسے پہر آنا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین ‎ ‎ وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین

آشنا میر امیر علی ولد میر سبز مرشدآبادی از تربیت یافتگان غلام حسین آتش افروز است

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا ‎ ‎ کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا میر زین العابدین خلف حکیم اصلح الدین گجراتی مسکن دہلوی موطن خان آرزو را دریافت از گفتار اوست ؎

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین ‎ ‎ ان بتونکا کوئی خدا بھی ہے

آشنا منشی عبدالکریم خان از باشندگان کلکتہ بود ؎

ضبط نالہ باعثِ چاکِ گریبان ہوگیا ‎ ‎ کام یون دستِ جنونکا اپنے آسان ہوگیا

آغا آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت دہلوی موطن کانپوری مسکن گفتارش جزین قدر دست نداد ؎

کل اوس تلک پہونچ تو گیا تہا یہ ہمدمو ‎ ‎ کچھہ مجھکو چپ سی لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

آفتاب ابوالمظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ چہل و نہ سال بر سریر سلطنت دہلی حکمرانی فرمود با اہل سخن مودّتے داشت فکر رفیع یافتہ از وست ؎

صبح اوٹھہ جام سے گذرتی ہے ‎ ‎ شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ‎ ‎ ابتو آرام سے گذرتی ہے

آگاہ میر حسن علی افسانہ خوان سلطانی درین فن دستی داشت این بیت از وراست ؎

ہان تیغ کہینچ اے بتِ آتش مزاج تو ‎ ‎ مرنے پہ آج یہہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ محمد صلاح دہلوی زمانہ محمد شاہ بادشاہ را دریافتہ از وراست ؎

پیری مین کردن سیر جہانکی تو بیجا ہے ‎ ‎ دن ڈہلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

آگاہ سید محمد رضا عرف احمد مرزا از ساکنان دہلی اکتساب این فن از مرزا نوشہ نمود

ہجر کے ہاتھوں کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ۔۔ غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین تیار تھا
گھر غیر کا ہو راہ مین یہہ تھی مری قسمت ۔۔ لایا تو اوسے جذب محبت کا یہین تھا

آگہ پنڈت جوالا ناتھہ پسر و اتارام برہمن باشندۂ کلکتہ در پارسی ہم فکر میکرد او راست

جان جاتی ہے تڑپتا ہوں پڑا ۔۔ دیکھئے کیا ہو تماشا کیا ہے

آہی میر عبد الرحمن ابن میر حسین تسکین دہلوی موطن اکتساب کتب درسیہ از مولوی امام بخش صہبائی کردہ و سخن سرائی از مومن دہلوی آموختہ فن معما نیکو میدانست او راست

اوٹھہ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان ۔۔ اہل محشر مجھکو یہہ مژدہ سنا کر لیگئے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر برادر خورد خواجہ میر درد ظاہر و باطنش از حلیۂ صلاح آراستہ بود بہ تصوف نسبتے داشت دیوانے و مثنوی گزاشت او راست ؎

بیوفا تیری کچھہ نہین تقصیر ۔۔ مجھکو میری وفا ہی راس نہین
یون خدا کی خدائی برحق ہے ۔۔ پر نہین تو اثر کی آس نہین
مر تو چلے کہا نتک اب درگزر کرین ۔۔ یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
ہر دم فزون ہین کجروییان روزگار کی ۔۔ کچھہ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی
کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے ۔۔ سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے

اثر عبد الرزاق فرزند عبد الرحمن تمنا از سکنا رشاہجہان آباد حضرت صہبائی را بادستادی گرفتہ اشعار پر مضمون میگفت او راست ؎

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا ۔۔ باتین یہہ سب ہین اس دل الفت شعار کی
عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر ۔۔ دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

احسان حافظ عبد الرحمن خان خلف غلام رسول خان اوستاد و ملازم مرزا فرخنده بخت دہلوی مسکن طبع نیکو داشت جانب صنائع لفظی مائل بود از وست ہ

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بہید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تہے بہول گئے
وگرنہ یاد تہین ہمکو شکایتین کیا کیا

خفا مت ہو مجہکو ٹہکانے بہت ہین
مرا سر ہے یہ آستانے بہت ہین

مرتے مرتے بہی نہ اکبار تجہے دیکہ لیا
اسقدر بہی نہ مری جان قضا نے جانا

احسن اوستادی مولوی محمد احسن خلف الصدق مولوی منشی محمد احمد بلگرامی اصل و صفی پوری مسکن سلسلۂ نسبش بحضرت صدیق اکبر میرسد ترجمۂ حالاتش از صبح گلشن دریاب خامۂ نامہ گرد آورد از قحط فرصت یارائے آن ندارد کہ حرفے از کمالات و نبذے از فضائل او برطراز دمختصر اینست کہ سلیقۂ نظم و نثر انچہ قسمتم کردہ اند ہمہ از اثر فیضان اوست تا پاے اقامت اندرین ریاست افشردہ پنج تا مجلد در فن لغت و انشا علاوہ تصانیف سابقہ از معدن طبع بر آوردہ چنانچہ در چار دانگ کمال عَلَم شہرت برافراشتہ و نقشہا در فن سخنوری ایجاد کردہ کہ مضمون تازہ بے یاریگری فکرت از و بر ہیچ شدہ گاہے بریختہ گوئی ملتفت نشدہ الّا دو چار بار بابرام بعض احباب در عنفوان ذوق سخن او راست ہ

اپنی غفلت سے گیا ہاتہہ سے جانان اپنا
ہوگا کل اپنے ہی ہاتہون گریبان اپنا

ہون مین بیمار محبت نہ سہی کوئی انیس
تپش دل سے ہون خود مروحہ جنبان اپنا

حشر کردیگی بپا پہر کسی رخسار کی یاد
نہ دکہا تو مجہے اے صاعقہ جولان اپنا

پیا مین اسقدر اوس چشم سرمہ سا کے لئے
کہ سر ہو گیا تن چشم نقش پا کے لئے

احسن مرزا احسن علی خوشنویس دہلوی از خوشہ چینان خرمن صحبت ضیا و سودا در سرکار آصف الدولہ بزمرۂ شعرا بسر می برد او راست ہ

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن | تیرے نالونکا کوئی دن جو یہہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہرک مہ پارہ گرم لاف تھا | گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی | دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یان جان تلک ہے حاضر | بات یہہ بھی ہے کوئی آپکے فرمانے کی

احسن مولوی محمد احسن ابن مولوی حسن بخش متوطن کاکوری در مین پوری اقامت ورزیده اوراست ؎

خال ابرو نے مار ڈالا | کعبہ والون نے رہزنی کی
رونے پر آگئے ہنسے تھے ہم | اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن احسن اللہ خان جہان آبادی این بیت ازوست و نکوست ؎

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا | یہہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احفاد سید احفاد علی فرزند میر یاد علی از خوش فکران سہسوان ضلع بدایون است از والد مستعد خود سرمایۂ علم اندوختہ و فن سخنگوئی از تسلیم سہسوانی آموختہ طبع شگفتہ دارد اوراست ؎

ہے کیا جو تم ادب کہتے ہو اہل نیاز سے | چھوڑا ہے کیا اونے جو سمجھو گے ناز سے

احقر غلام نبی باشندۂ دہلی پارسی بیشتر میگفت احیاناً بریختہ ہم فکری کرد اوراست ؎

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ | ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ

احمد احمد بیگ عمزاد مرزا فاضل بیگ خان در عملیات دستگاہ داشت ؎

ہوئے جو خاک اوس کوچہ مین تو یہ آبرو پائی | لگے سو بار قدمونسے لگے سو بار دامن سے

اختر واجد علی شاہ بادشاہ اودہ امروز در کلکتہ جا دارد مثنوی و دیوانے ازوست

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا | ناتوان ایک یہہ جو زنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر قاضی محمد صادق خان بہادر ولد قاضی محمد لعل از باشندگان ہوگلی نواح کلکتہ

از مستفیدان مرزا قتیل بود پارسی نیک میدانست و فن شعبدہ را ماہر بود و سوداے مہوسی در سر داشت از تصنیفات اوست تذکرۂ آفتاب عالمتاب و محامد حیدری و دیوان پارسی و ریختہ و گنج نیرنج از اوست ٥

کل بنکے شیخ مجتہد عصر ساقیا	دکہلا کے باغ سبز عذاب و ثواب کا
کہنے لگا براہ تبختر مجہے بطنز	معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا
ہنسنے کہا کہ یہہ تو ہین ہم خوب جانتے	پر کیا کرین کہ ہے ابہی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون	کیجیے نہ آپ گر مجہے مورد عتاب کا
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست	اور ہو یقین آپکے اس اجتناب کا
می ہو وے کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش	اور وان کوئی مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتہ ڈال کے وہ شوخ بیحیا	دے ذائقہ زبان کو دہانکے لعاب کا
کہینچے ہنسی سے اپنا دہ منہہ سے ملاکے منہہ	یہہ ریش جسمین جلوہ ہے رنگ خضاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پئیے	گرڈی سنجائیے جلد یہہ پیالہ شراب کا
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو	گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام	قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اختر مرزا وجیہ الدین دہلوی نبیرۂ سلیمان شکوہ این شعر در بدایت شعر گفتہ ازوست

یہہ عمر اور عشق کا آزار دیکہنا	اور دل پہ پہر یہہ صدمہ شب انتظار کا

ارشد مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا صابر او راست ٥

صاحب ہماری جان بہی صدقہ ہو دل تو کیا	بندہ کچہہ ان ہٹون سے ہٹا یا سنجائیگا
غم ہجر اور اوسپہ تشکر طبیب	مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان شاہ علی پور جعفر علی حسرت است کہ سخنور معروف بود ٥

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گہبراؤ تم	یہہ کوئی بات تسلی کی تو کرجاؤ تم

اسد میر امانی دہلی مولد و ظرافت پیشہ بود زانوے تلمذ پیش سودا تہ کردہ در اثنار راہ لکھنو از دست جور رہزنان نقد جان باخت ؎

جون تون اسد کو لائے تھے اوسکی گلی سے ہم
خانہ خراب راہ مین آکر بچھل گیا

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار مرزا سپہر شکوہ ابن مرزا طہماسپ نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ عمرہا در صحبت اولیاء کرام ماندہ بہرۂ وافی اندوخت از وست ؎

پھر محو خیالِ رخ جانانہ ہوا ہے
پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسعد مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ ؎

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسیر تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان خلف میر مدد علی موطن امیٹھی خوشباش لکھنو ست و مصحفی اوستاد او از یادگاران ریختہ گویانِ لکھنو ہمین باقی ماندہ است اور است

مسجد کو میکدہ سے نہ زاہد بلا مجھے
تعجیل کیا ہے وقت تو آئے نماز کا

مے کھچتی ہے خوشے ٹوٹتے ہین
توبہ کے نصیب پھوٹتے ہین

شیشہ ہاتھ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

آہ سوزان سے کچھ امید ہوئی
یہہ ہمین خاک مین ملائیگی

ہوئی تکرار لیجانے مین کیا کیا جب لکھا نامہ
صبا سے نامہ بر بگڑا الجھا ہدہد کبوتر سے

بیگانۂ جہان ہمین عزلت نے کر دیا
کچھہ کچھہ کسی کسی سے ملاقات رہگئی

اسیر میر مکرم علی ولد میر کرم علی باشندۂ بریلی مقیم دہلی ادر است ؎

یہہ بہی کوئی ادا ہے کہ سو شوخیونکے ساتھہ
باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کیطرف

اسیر سید نہال نبی پسر غلام نبی احقر ست نسبت تلمذ با برادر خود سید آل نبی لاغر دارد از وست ؎

روز کے وعدون مین مر جائینگے ہم		یون ہی گذری تو گذر جائین گے ہم
بہتر نہین کسی سے یہ ہر دم کی چھیڑ چھاڑ		کہتے نہ تھے اسیر وہ آخر بگڑ گئے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط		ایسا نہو وہ جواب دیدے

اسیر گلزار علی پسر نظیر اکبرآبادی دیوانے گذاشتہ ہ

خدا کو یاد کر اور جام بھر کے لا ساقی		غم زمانہ فراموش ہو تو اچھا ہے

اشک مولوی ہادی علی خلف شیخ حسین علی از عمائد لکھنؤ ست مشق سخن از برق بہم رسانیدہ در ہر سہ زبان مہارتے دارد ہ

دل ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان		انھیں ہین یہی دو تین چار پہلو مین

اصالت سید فضل علی از اولاد سید وارث علی باشندۂ لکھنؤ امانت مصلح کلام اوست ہ

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے		مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر نام جنگ دستور ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ابن مولوی علی اکبر از تلامذۂ خواجہ آتش کشمیری موطن و لکھنوی مسکن بود در سنہ ۱۲۷۶ طائر روانش از قفس قالب پرواز کرد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر میکرد مثنوی و دیوانے گذاشت از وست ہ

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین		تمھین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا
نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین		وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

اصغر تخلص سید اصغر علی ابن سرفراز علی نرسنگپوری ست کہ درین ایام منشی سر رشتۂ اہتمام مطابع ریاست است در فارسی و انگریزی و ہندی مہارت دار د از وست

واہ رے شوخی کہ وہ کہتے ہین مجھسے لیکے دل		مضطرب ہو کس لئے کیا آپ کا جاتا رہا
کثرتِ یاس کو سو جانسے دیتے ہین دعا		آئے باقی ہی نہین دلمین تمنا کوئی

اظہر سردار مرزا از شاگردان میرزا علیجان شفق متوطن لکھنو خوش باش کلکتہ این بیت از وست

تمہارے کوچہ مین آجکی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے
خبر بہی تم نے نہ لی ہماری یہہ کوئی پتھر ہے یا جگر ہے

افسوس میر شبر علی پور میر مظفر خان ملازم نواب قاسم خان عالیجاہ از باشندگان نارنول تلمیذ میر حیدر علی حیران و میر سوز از نسل امام جعفر صادق بود دیوانے گذاشتہ

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہہ کہنا قاصد
ہجر اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو
وہی غمخوار جو یان آئے تہے سمجہانیکو

کچھہ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیرونکے گھر ملے

افسر مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر او راست

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیے

افضل سید افضل حسین خلف اسیر لکھنوی از والد خود اصلاح سخن میگیرد

گلستان مین اگر آنا ہوا ہے کچھہ تو جی بہلے
ہنسو بولو نسے تم مین چھیڑتا ہون جا کے بلبل کو

ادہر آئے ادہر صحن چمن سے فصل گل گذری
مقدر سے ملی فرصت نہ دو باتونکی بلبل کو

غذا خون جگر ہے جامہ اپنا رخت عریانی
عدم سے ساتھہ ہم لائے ہین اسباب توکل کو

افسون آغا حیدر برادر الفت آگہی دست نداد

وصل مین ہجر کا ڈر ہجر مین امید وصال
وصل مین شاد یہہ دل ہجر مین محزون ہوا

کبھی مجنون کبھی مٹی کا بنایا فرہاد
اے صنم کھیل ہمارے یہہ لڑکپن مین سے ہے

عین مستی مین ہمین ساقی ہی توبہ کا خیال
توڑین ہم شیشہ تو آواز آئے استغفار کی

افضل سید افضل علیخان عرف سید صاحب خلف رشید قاسم علیخان قاسم

زاد بومش لکھنؤ است و والد او مصلح کلام او از دست ہ

ہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا — کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
جھانکتے ہین وہ روزنِ در سے — نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

افضل منشی حسن یار خان بہادر المخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان از امراے لکھنؤ و از تربیت یافتگان خواجہ آتش است ہ

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غمّاز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان اوراست ہ

پہلو مین بیٹھکر مرا دلشاد کیجیے — بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افغان الفا خان مردے درویش خصلت بود زیادہ ازین آگہی ندارم ہ

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا — مجنون یہہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر نواب محمد اکبر خان کہین برادر نواب مصطفےٰ خان شیفتہ از تلامذہ مومن خان بود از جودت طبع در مدت قلیل مشق سخن بہم رسانید ہ

سوجہی حضرتِ ناصح کوئی تدبیرِ وصال — حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا جی تیرا — ہمکو بہی اودر سے آتا ہے لگانا دل کا
اکبر تباہ دیکہہ کے دشمن کو ہنسدیا — اوس بیوفا کو مجہسے محبت کہین نہو

اکرام حکیم اکرام اللہ خان فرزند حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی بود ہ

آرزو وصل کی مٹائی تہی — کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

الفت یکے از ساکنان مظفر نگر بود بر شعر این وقوف ندارم ہ

ہمیشہ کہتے تہے الفت کو لوگ زشت نصیب — سو آج کوچہ مین اوسکے ہوا بہشت نصیب

الفتی راجہ پیارے لال عظیم آبادی پارسی خوش میدانست ہ

سنہ ہجری ۱۲۵۵

خاکساری سے مثالِ نقش پا ۔۔۔ جس جگہہ بیٹھے وہین سکے ہوگئے

الم محمد علی دہلوی از شیخ محمد ابراہیم ذوق باستفادہ پرداخت از وست ہ

نہتا تحمل اگر اوسکے ناز کا توسہے ۔۔۔ آلم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

اماحی خواجہ اماحی مسقط الراس او دہلی ست نور چشم خواجہ آثمی در مرثیہ گوئی مہارت داشت در ۱۲۷۱ در مجلس عزاے امام حسین ؑ از اندوہ و ملال جامۂ ہستی گذاشت ہ

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا ۔۔۔ اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
سینہ مین جبہہ ہر روہو ترا پہونکے ای آہ ۔۔۔ ٹک دل سے خبردار کہ یہ گھر ہے کسی کا

امانت سید آغا حسن خلف الرشید میر آغا رضوی لکھنوی از شاگردان دلگیر مرثیہ گو بود جادۂ رعایتِ لفظی بسیار می پیمود واسوخت و دیوانے از و یادگار است

گلوری غیر نے بہیجی وہ نہین تو مینے کہا ۔۔۔ سمجھ کے کہائیو یہ پان ہے لگاوٹ کا
نادان کی صحبت مین ہے سو طرحکا دہڑکا ۔۔۔ دل دون کسی نادانکو مین ایسا نہین لڑکا
خط اونکا دیکھے مجھکو نامہ بر دیکے بیٹھا اگالی ۔۔۔ کہا مین نے یہ کیا اولا کہ پیغام زبانی ہے
جی چاہتا ہے صنعتِ صانع پہ ہون نثار ۔۔۔ بت کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کرون
رفتار کے چلن سے غضب دل لبہا لیئے ۔۔۔ چہوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیئے

امراؤ علی خان نام متوطن کول و مقیم اکبرآباد از علم بہرہ نداشت اما فکر بلند نصیبش کردہ بودند اور است ہ

دد پہول گر کسی نے چڑہا کے اوڑا دیئے ۔۔۔ باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے
نزع مین دیکہا تو بولے ضعف آیا ہی اسے ۔۔۔ مرگ تک ہمسے رہین کافر کی ٹہٹے بازیان

امیر نواب علی محمد خان از افاغنہ دہلی بود و پیوند تلمذ بہ قیام الدین علی قایم داشت انجمن مشاعرہ می آراست ہ

ہاے شوخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب ۔۔۔ جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جائے ہے

بس ہین آیا جو تمہارے او سے جا ہو سو کرو | کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری ہین

امیر منشی امیر احمد خلف مولوی کریم احمد لکھنوی سلسلۂ نسبش تا حضرت شاہ مینا قدس سرہٗ منتہی میشود زانوے تلمذ پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ آما یقین نامہ نگار آنست کہ از اوستاد خویش گوے سبقت ربودہ امروز در رامپور باوستادی کار کیا ر آنجا مشتغل و مسرور ست ترجمہ و کلام شان مفصلاً در طور کلیم گذشت از انجا کہ او از گرامی شعرا این زمان ست نبذے از ان ثبت افتاد او راست ۵

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی ہے یاد دلمین خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا کشتون کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
جو لوگ شمار صف محشر سے بڑھینگے

کریگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون

دیر مین کون ہے کعبہ مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر ہے اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر پہ تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے مری جان جگر کسکا ہے

آلہی وہ بھی دن آئیگا کہ لیکر ہاتھ مین خنجر
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامان پر

گلا کٹوا دے لیکے ای دل پھر کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

نہین جب کہتا ہون اوس سے مجھکو تری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھتی ہے مری چتون پر

ندامت سے عبث یہ ابر اپنے خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک ہم پانی کی چادر سے

انجام عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی از تلامذۂ رشادت پیوند مرزا بیدل بود و با سلاطین صفویہ قرابت داشتہ در ۱۱۵۹ بدیوان عام دہلی از زخم سنان وفات یافت او راست ۵

نعش میری دیکھکے مقتل مین یون کہنے لگے — کچھہ تو یہہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص مرشد آبادی مولد لکھنوی مسکن از ہواخواہان نواب سعادت علی خان بہادر بود چندے از مصحفی باستفادہ پرداخت سپس انحراف ورزید در ہر فن دستگاہ کامل پیداشت علی الخصوص در سخن مذاقے خاص بہم رسانیدہ کہ دیگران را از وے نصیبے نبود از وست ع

آ نجو رہے بر ہنہ کے انشا کو بھیجے آپنے — اسکے یہہ معنی کہ لو تقسیم تمہارا ہمگیا

گرچہ شے پینے سے کی تو بہ ہی ہیئے ساقی — بھول جاتا ہون مگر تیری مدارات کیوقت

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر — فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر

کی ہینے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی — میری طرف سے اپنے وہ منہہ کو موڑ بیٹھے

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

گر یار مئے پلاسے تو پہر کیون نہ پیجیے — زاہد نہیں مین شیخ نہیں کچھہ ولی نہیں

غصہ مین ترے ہمنے بڑا لطف اوٹھایا — ابتو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے دور کی سوجھی — لا لا تھا ادھر دیکھہ بہت دور کی سوجھی

دو گھڑی دن سے کہا مینے کہ کیا ارشاد ہے — سنکے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

انیس میر ببر علی ابن میر مستحسن خلیق نبیرۂ میر حسن متوطن دہلی و مقیم لکھنو بود در مرثیہ گوئی شہرۂ آفاق است و در مرثیہ خوانی ہم یگانہ و طاق اما بر دیگر اصناف سخن دستی نداشت او راست ع

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا — آج کی شب تو نکل جاسے مرے قابو سے

انیس امیر الدولہ نوازش خان از باشندگان دہلی بود نسبت تلمذ بمیر ممنون داشت اوائل در سخن گوئی مہارتے بہم رسانیدہ آخرش ترک کردہ او راست ع

آہ یہہ کسکی یادگاری ہے — آج جو دلکو بیقراری ہے

باءِ موحّدہ

باقی مولوی سید عبد الباقی خلف مولوی سید سراج احمد النقوی السہسوانی در علوم عربیہ مہارتے دارد گاہے ماہے در کوے سخنوری پا میگزارد امروز بملازمت ریاست بہوپال اوقات عزیز خود بسر می برد او راست

بڑہا جب دستِ وحشت آستین سے
کہین سے جیب لی دامن کہین سے

الماس گر نہین تو نمک ہی بہرا رہے
زخمون سے چہیڑ چہاڑ کا کچہہ تو مزا رہے

بجر شاعر مجہول الحال است از گلشن بیخار بیتے بر داشتہ آمد

سو دلتین اوٹہا کے ہم آخر سمجہہ گئے
تم نے نہ اپنا بہید بتایا تو کیا ہوا

بحر شیخ امداد علی ابن شیخ امام بخش از سخنوران مستعد لکہنؤ بود و ناسخ استاد او در علم عروض و قوافی ید طولےٰ داشت دیوانے ازو یادگار است ازوست

بتو خدا یہ نرکہو معاملہ دل کا
برا بہلا یہین ہوجاے فیصلہ دل کا

کچہہ ریاضت سے نہین پشت خمیدۂ زاہد
بارِ عصیان وہ اوٹہایا کہ ہوئی چور کمر

جان نکلے ہجومِ غم مین کیونکر
کچہہ بہیر چہٹے تو راستا ہو

جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتہہ ملتا ہے
ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

بعد مدت مقرر وعدہ خلافی وہ ہوا
کہل گیا قفل دہن یار کا جہوٹا ہوکر

بادر مرزا ابلاقی فرزند شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی تلمیذ مرزا پیارے رفعت از افکار اوست

لب تک بہی میرے وا نہین ہوتے کہ کچہہ کہون
منہہ دیکہتا ہون مین دمِ گفتار آپکا

اپنی ہی باز پرسش مین ہوگا ختم وہ ہنگامہ سب
گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کہلا

گھٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا
ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

تو نہ آتا تری آواز تو آیا کرتی
گھر بھی قسمت سے ترے گھر کی برابر نہوا

چارہ گر کھینچ لے اس دلکو بھی پیکان کے ساتھ
گر یہی دل ہے تو دل بھی نہین درکار مجھے

بیدار میر بدر الدین از نام آوران کرنال بود گویند کہ از شجاعت و تہور نصیبے وافر داشت اوراست ؎

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ
دمبدم سینہ سے آنکھون مین چلا آتا ہے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر فرزند مرزا کاظم علی از تلامذہ رشادت پیوند شیخ ناسخ در ۱۸۵۶ء ہمراہ رکاب واجد علیشاہ در کلکتہ فرود آمد و ہمین جا نقد جان بہ اجل سپرد دیوانے ازو یادگار عالم ست ؎

پردہ تو پردہ اور سنو لن ترانیان
آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے

دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے
روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے

مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کر
جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

برق قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد فکر صائب دارد اوراست ؎

کیا کیا اوڑی ہین جیب و گریبان کی دھجیان
ہاتھ سے جبکہ یار کا دامن نکل گیا

ہم سمجھتے تھے کہ جنت مین لگے گا کیا جی
ارے کچھ اوسمین تو نقشہ ترے گھر کا نکلا

رشک رقیب حسرت وصل آرزوی مرگ
صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

برکت برکت علی خان از خاکدان خیرآباد است زمانے بہ مختاری راجہ پٹیالہ گذرانید آخر الامر بسبب اتحاد ناظم دہلی مرجع و مآب ارباب دہلی گشتہ روانی از کلامش پیدا است ؎

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو
نالۂ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹھیرائے کوئی ‏— مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

بسمل محمد عبد الحکیم ابن حکیم پیر بخش برادرزادہ صہبائی در پارسی جدار تے تام و در ریختہ دستگاہ تمام دارد سخنگوے ذی اعتبار است و شاعر ریختہ کار او راست

نہ آشنا بدگمان ہو تو نہ تڑپینگے نہ تڑپینگے ‏— خدا کیواسطے منہ کھول زخمو پر نمک انکا
تعجب ہے تمہاری شان سے کچھ حال تو کہیے ‏— کہان تم حضرت بسمل کہان یہ ستہیا بانکا
لائے گا سر پہ دیکھیے کیا کیا قیامتین ‏— رخ سے بیک ایک اوسکا اولٹنا نقاب کا
دیر و حرم مین جا کے جو دیکھا بچشم غور ‏— پایا کچھ ایک رنگ عذاب و ثواب کا
شیخ سے کو ترا اثبات سے ہو ‏— اسکا تلکو مزا چکھائینگے ہم

بسمل سید جبار علی رئیس جبار گڈہ در سرکار راجہ بنارس متعلق بود از دست

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا ‏— انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے ‏— گویا اسی لئے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش از باشندگان دہلی و تلامذہ مرزا صاحب او راست ؎

نہ آوینگا یہان تک اور نہ مطلب کے لیے ہونگے ‏— نہ سمیٹے گا قیامت تک کبھی دامن تمنا کا
ہم بسمل کیون نہ مجھکو چھوڑتا ہنگام ذبح ‏— یار کو میرے تڑپنے کا تماشا ہو گیا
ہم گئے تھے دلکو لینے وہ طلب کرتے ہین جان ‏— دلکو کیا روتے تھے ہم اب جانکا رونا ہو
دل تو نے ہم سے اوس بت کافر اوٹھا لیا ‏— اس نازکی بدن پہ جب یہ کیونکر اوٹھا لیا

بسمل مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی از بہرہ اندوزان خرمن صحبت آتش بود دیوانے گذاشتہ ؎

جفائیں سہتے ہیں جور و ستم اوٹھاتے ہیں　　نہیں ہیں یار جو تجھسے نباہ کرتے ہیں
ناز تیرے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے　　گزر گیا تا ہے آسانی سے اور چھٹنا تری مشکل ہے

باشد صفدر علی بیگ فرزند مرزا افضل علی بیگ باشندہ دہلی اصلاح سخن از مرزا صابر میگرفت در سپاہ دستگاہے قوی داشت او راست ہ

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر　　غیر سے دہیان ہے سوا اپنا
کچھہ نہ کچھہ پیدا رہی ہی سوز غم کے ہاتھ سے　　مٹ گیا گر آبلہ اک داغ پیدا ہو گیا
سینے کیا ناصحونکی باتونکو　　اب وہ اپنا نہیں دماغ رہا
توبہ تو مدت سے کی تہی ہمنے پر اسکے سبب　　ہو گئی مے کی ہوس کچھہ ابر و باران دیکھکر
سیکڑوں بندہ خدا ایسے　　ان بتونکے ہی گہر خدائی ہے

بتو نام زنے خانگی از سکونت ورزان شاہجہان آباد از حلیہ حسن و جمال آراستہ بود بیتے ازو بدست آمد ہ

موت پر بس نہیں چلتا ہی کروں کیا ورنہ　　تو نہیں ہے تو نہیں زیست گوارا مجھکو

بہادر رن بہادر سنگہ نقد فتح بہادر سنگہ از باشندگان اکبر آباد ہست و تلامذہ مرزا حاتم علی مہر ہ

ایک دم بہی جدا نہیں ہوتا　　کیا محبت ہے درد کو دل سے

بہار منشی ٹیک چند جامع لغات بہار عجم از اقامت گزینان دہلی بود و با سراج الدین علی خان آرزو نسبت تلمذ داشت او راست ہ

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں　　کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

بہار مرزا علی خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی بیشتر در مرثیہ گوئی انہماک داشت و احیاناً بہ تغزل ہم میل میکرد در شاگرد کربلائی باصلاح گفتارش می پرداخت

رد کون حضور کو میں یا تو تہام لوں کلیجہ　　پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر میں

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی مسکن از تلامذۂ مرزا مظہر رح بود با مولانا فخر الدین رح باستفادہ باطنی پرداخت در حیدر آباد تعلق ملازمت داشت از انجا بعدم آباد شتافت از نتایج افکار اوست ؎

قفس میں میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا	تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی	ظالم یہہ تری نگاہ کیا تھی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشین	شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی

بیباک میر نجف علی عربی الوطن کولوی مولد از احفاد امام موسی کاظم سفر بود و با مصحفی واسطۂ تلمذ داشت اوراست ؎

ایکسا دن ہو تو کوئی صبر کرے	روز کے انتظار نے مارا
داد خواہوں سے گھر گئے رستے	اوسکا جسکو یہہ سیر گزار ہوا

بیتاب خدا وردی خان از شاگردان میر نظام الدین ممنون و گاہے ظریف ہم تخلص می نمود اوراست ؎

مجھسے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکر	قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب عباس علی خان ابن نواب عبد العلیخان از نوابزادگان رامپور است امروز جہان آباد از نور وجودش منور است از مومن خان سرمایۂ استفادہ اندوختہ ؎

داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم	یہہ نظر آئی ہے طول شب ہجران مجھکو

بیخواب تخلص شاعریست کہ گونہ از حال او اطلاع رونداد ؎

مدعا تجھکو یاں نہ آنا تھا	روٹھنے کا بھی اک بہانا تھا

بیخود سید ہادی علی ولد میر ناصر علی سحر از خواجہ وزیر باستفادہ پرداخت و در لکھنؤ اقامت داشت مثنوی و دیوانے گزاشت ؎

نہ تمہیں رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو	تم بھی مجبور رہو بندہ کا بھی لاچار ہی دل

جدا ہو نہ پہلو سے اے دردِ عشق
بہلتی ہے تجھسے طبیعت مری
کیا مین نے شکوہ تو برہم نہو
تمہین نے بگاڑی ہے عادت مری

بیدار میر محمد علی معروف بہ میر محمدی دہلی نژاد بود و بہ تلمذ مرتضے قلی خان فراق بہرہ ہار بود و آنانکہ از تلامذہ ثنار اللہ فراق نوشتہ اند بہ غلط رفتہ اند وے در اکبر آباد قالب تہی کرد گفتار ریختۂ او یادگار روزگار است ؎

ہم خاک بہی ہو گئے ولیکن
جی سے نہ ترے غبار نکلا
بہر انہ مثل نگین زخم یہہ مرد کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام تیرے قاتل کا
ہم تری خاطرِ نازک سے حذر کرتے ہین
ورنہ یہہ نالے تو پتہر مین اثر کرتے ہین
شکوۂ کم نگہی آنکہونسے اوس کے نکرو
گفتگو خوب نہین مردمِ بیمار کے ساتھ
ابتک مرے احوال سے وان بیخبری ہے
اے نالۂ جانسوز یہہ کیا بے اثری ہے
ربط جو چاہئے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل حکیم غلام حسین ابن خواجہ محمدی خان باشندۂ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان این چند اشعار از افکار موزون اوست ؎

جان تو ہو کے خفا جب مرے گہر سے نکلا
ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
دل کر چکے پہلے ہی نیاز غم فرقت
اب کیا ہے ادہر قصد جو ہے ناز و ادا کا
بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل
تمہین یہہ دن لگے قدرت خدا کی

بیمار شیخ علی بخش از مشاہیر سخنوران سنبہل مراد آباد بود از مصحفی باستفادہ گفتگو پرداخت سلسلۂ ملازمت بہ رامپور افغانان داشت اوصاف او مستغنی از بیانست پرواز طائر خیالش بالاتر از گمانست قوت بیان و لطف زبان او اگر از میر و مصحفی بیش نیست اینہم نتوان گفت کہ کمتر است ہان تقدم زمانے و تجدد زمانے چیزے دیگر ست از نغز گفتار اوست ؎

لب جو کون سیر کو آیا ۔۔۔ موج منھہ چومتی ہی ساحل کا
جس کسی نے دل دیا اونکو جیسے چوری دیا ۔۔۔ ایک مین کمبخت نادان تہا کہ رسوا ہوگیا
موت سے بہاگنے لگے بیمار ۔۔۔ کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل ۔۔۔ لیکن وہ زبان مجہکو ہلانے نہین دیتے
نصیب ہمکو ملا سنگ رہگذر کا سا ۔۔۔ کہ ٹہوکر و نہین رہا سر کا عمر بہر کا سا
مسجد مین پہا نہر اب پڑہی دیر مین نماز ۔۔۔ بیمار کو شعور کسی بات کا نہین

تاء فوقانی

تابان میر عبد الحی دہلوی از شاگردان سودا بود و از اولاد موسی رضا عالی مرتبہ شمع جمال او بود و جہانے عقیدتمند کمال او در عنفوان شباب چہرہ ہستی در نقاب عدم پوشید از وست ؎

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین وصل کا ۔۔۔ ہر گز کسیطرح مجہے آرام ہی نہین
بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی ۔۔۔ مجہے بات کہنے کی طاقت کہان ہے
کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے ۔۔۔ کب آئیگی یارب قیامت کہان ہے

تابش محمد جعفر الہ آبادی موطن دہلوی مسکن علایق دنیوی را یک گوشہ نہادہ گوشہ نشینی ورزید سخن دلپذیر میگفت ؎

کبہی بن بادہ رہ نہین سکتے ۔۔۔ توبہ کچہہ ہمکو سازگار نہین
دلمین خوش ہین عدو پراے تابش ۔۔۔ وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تپش یوسف علی از خوش سوادان دہلی با مرزا قادر بخش صابر نسبت تلمذ دارد از نتیجہ افکار اوست ؎

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا — اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دی — روز کے جھگڑونسے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا
بے طرح پہنسگیا ہے مصیبت مین سہل مو — آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پہ
اک روز اسے تپش کوئی آفت اوٹھائیگا — حسرت سے دیکھنا یہہ اودہر بار بار کا

تپش مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا محمد جان بن مرزا یوسف بیگ اصلش از بخارا است و مولد او دہلی سید جلال بخاری از بزرگان اوست میر درد را تلمیذ رشادت پیوند است ہمانا ذہنش رسا ست و فکرش بلند او راست ؎

کچھہ تیرے سلیقے سے پہنسے ہم نہین صیاد — لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری
کیسکی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

تجلی میر محمد حسین و بقولے میر حسن المعروف بہ میر حاجی خلف میر محمد حسن کلیم میر تقی را ہمشیرہ زادہ و تلمیذ رشید بود در دہلی نشو و نما یافت و از ہمانجا بعدم شتافت طبع جولان و فکر رسا داشت مثنوی لیلی و مجنون از فارسی بریختہ آوردہ از وست ؎

مری وفا پہ تجھے روز شک تہا اے ظالم — یہہ سر یہ تیغ ہے لے ابتو اعتبار آیا
عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث — وہ بچارا کبھی اوس کوچے مین آیا نہ گیا
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا — وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

تجمل حکیم تجمل حسین خان دہلوی منشا فرزند نواب غلام رسول خان از تلامذہ آغا جان عیش بود ؎

بعد فنا جنازہ پہ آیا نہ جائیگا — اون سے تو خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

تجمل از شعرا لکھنؤ بودہ است بر نام او آگہی ندارم بیتے از وے شنیدہ آمد ؎

جسکے گھر لیکے مین یہہ دیدۂ تر بیٹھہ گیا — اوٹھتے اوٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھہ گیا

تسخیر غلام مصطفےٰ یا صرف مصطفےٰ اعلی اختلاف الاقوال فرزند شاہ رفیع الدین قدس سرہ از گرامی زادگان دہلی بود اما برعکس خانوادہ خودش از علم و فن چندان حظے نداشت گاہ گاہ در سخن فکر میکرد ؎

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانیکی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسین محمد حسین خان دہلوی مالک مطبع مصطفائی طبع ہموارہ دارد و راست

جب بُت سے نہ راضی ہوں تو بتخانہ سے کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہاں کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے
اگر نہیں ہے تجھے ذوق میکشی تحسین	تو تیرے ہاتھ میں یہ ساغر و سبو کیا ہے

ترقی اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر بن سید محمد امین خان نیشاپوری متوطن فیض آبادی مسکن از شاگردان میر سوز بود دیوانے گذاشت ؎

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست	آئینہ خانہ مرا گوشۂ تنہائی ہے
اوس نے تو دکھہ یہہ دکھایا ہی کہ جی جانے ہے	پہ مزا میں نے یہہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلی ٹیکا رام ولد گوپال راے بخشی وزیر الممالک وطن اصلی او اٹاوہ بود و مولد او لکھنؤ در پارسی بمرزا فاخر مکین و در ریختہ با مصحفی مشورت داشت او راست ؎

گو دلمیں خفا ہے تو پر اس بات کو نالو	کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہہ پر
اب بھی اس نیم جان میں کچھہ ہے	فائدہ امتحان میں کچھہ ہے

تسلی میر شجاعت علی دہلوی مولد از تلامذۂ نصیر بود در اواخر عمر لذات دنیا را ترک گفتہ ؎

مجھے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہیں	ہمنشیں وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

تسلیم شیخ مہدی بخش از سکنائے سارن پور شاگرد الفت حسین فریاد دیوانے دارد

ہمارے داغ دل اور چشم گریاں دیکھتے جاؤ — چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم حاتم خان از افغانان رامپور است و در زمرۂ تلامذۂ شیخ علی بخش بیمار مشہور طبع سلیم و ذہن مستقیم دارد او راست ؎

پہلے اے غنچۂ گل سونہہ تو ذرا بنوا لے — کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم شیخ امیر اللہ خلف مولوی عبد الصمد فیض آبادی نسیم دہلوی باصلاح گفتارش پرداختہ در مثنویات نصیبے وافر از آن اوست و در نستعلیق خطاطے ست ممتاز مثنوی شام غریبان یکسرہ ملاحظہ نمودم لطفیکہ بخشید نتوانم گفت گویند کہ وے امروز بملازمت سرکار والی رامپور بسر می برد از وست و خیلے نکوست ؎

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن — مرا جہان میں کوئی نظر نہین آتا
ہیں عاشق اپنے مطلب کی کہیں گے — تمنا کیا ہماری مدعا کیا
اک دور سرسری میں نہ گل ہے نہ ہے چمن — بھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

تسلیم منشی محمد انوار حسین ابن منشی احتشام الدین از نام آوران سواد سہسوان از مدتے اقامت لکھنؤ ورزیدہ در فن تاریخ گوئی عدیم المثل ست اصلاح سخن از بیمار می گرفت اکنون مصلح گفتار دیگران ست بسوے پارسی بیشتر میل خاطر دارد شنیدم کہ کلام ریختۂ خود را بہ تلامذہ قسمت کرد او راست ؎

مانند ابر اشک سے دامن بھگوئیں کیوں — اک بوند آبرو بہا دے ہم ڈبوئیں کیوں
بہتر ہے مر رہیں کہ ٹلے سر سے بار عشق — انصاف کی ہے بات کہ بیگار ڈھوئیں کیوں
مجھسے وحشی زیادہ سمجھے آپ — قدر دان شاخ کیا ہرن میں ہے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد میر حیدر قاتل فرخ سیر بود سخن بمشورت شاہ نصیر و مومن خان می گفت در سنہ ۱۲۶۸ھ انفاس زندگانی بسر برد از بلند خیالات اوست ؎

ہمکو ہر دام مین لازم ہے پہنسانا دل کا / سیکہے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا

وحشت اب لاش کو لے بہاگیگی / تنگ ہے گور سے گہر یاد آیا

کوچۂ یار مین مین نے تسکین / پاؤن رکہا تہا کہ سر یاد آیا

سہل سمجہے ہو اسکا آجانا / تمنے تسکین دلکو کیا جانا

قاصد آیا ہے وہانسے تو ذرا تہم تو سہی / بات تو کرنے دے اوس سے دل بیتاب مجہے

دلکے جاتے ہی چلی جان یہہ جلدی کیونکر / صبر بہی چند قدم پیچہے رہا جاتا ہے

دیکہتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار / حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

تشنہ محمد علی در دہلی توطن دارد مرزا جان عیش و ذوق را اوستاد خویش می شمارد از وست

نہون وہ لب جو کہلین شکوۂ جفا کے لئے / وہ ہاتہ ٹوٹین جو اوٹہین کبہی دعا کے لیے

ہوئی تہی ایسی کہان کی صفائی اوس بت سے / کہ آسمان نے عوض خاک مین ملا کے لیے

تصور نبی بخش نواسۂ شاہ نصیر دہلوی در عین شباب بعدم آباد راہ برداشت

کس نے کہا تہا تجہ سے تصور کہ اوس سے مل / دل اپنا دیکے آپ تو مجبور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر / چور کو آتے نہین دیکہا کبہی ہشیار پر

تصور سید حیدر حسن خان باشندۂ بلدۂ بنکوٹہ سلسلۂ نسبش تا امام زید شہید میرسد رحمۃ اللہ علیہ با جرات تلمذ داشت بعض ارباب تذکرہ بجاے حیدر حسن احسان حسین ولد حیدر حسین نگاشتہ اند واللہ اعلم از وست

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے / وہ ادہر رونے لگے اور ہم ادہر رونے لگے

رونا کوئی ہو توقف کرین ہین مری آنکہین / جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرمجوشی یار کی مجہکو رلاتی ہے / بہت گرمی کا ہونا مینہہ برسنے کی علامت ہے

تصویر بہن از باشندگان دہلی بودہ از انقلاب زمانہ پیشۂ نیچہ بندی ذریعہ معاش

خود کردہ اگرچہ ناخواندہ بحث بود اما فکر رفیع و ذہن رسا داشت ؎

فدا نا آشنائی پہ تو ہین لاکھون دل و جانسے
اگر وہ بت کسیکا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بہی نزاکت آنے تمہین ندیتی
کچہ اور تہا ارادہ یان جان ناتوان کا

ہمکو کرنا ہی نہین شکوہ بیجا و بجا
اب تمنا ہی تری دلسے اوٹہا دیتے ہین

مین باز آیا تمہاری دوستی کی ان نگاہونسے
مجہے بہی یون ہی دیکہو دیکہتے ہو جیسے دشمن کو

تعشق مولوی سید محمد از اکابر شاہجہان آباد بودہ در علوم متداولہ دخل متکاثر داشت و بفن طب قدرت وافر سخن بر حکیم قدرت اللہ خان قاسم عرض می نمود او راست

تو اسے پیمان شکن وعدہ پہ کس دن میرے گہر آیا
سدا سنتے رہے یون ہی کہ شام آیا سحر آیا

کس پری سے ہے تعشق گرمجوشی اندنون
پہر فزون ہمکو نظر آتی ہے وحشت آپکی

تمکین میر سعادت علی عظیم آبادی موطن دہلوی مسکن از وست ؎

درد و غم رنج و اضطراب و قلق
حال کیجے بیان تو کس کس کا

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم
راتدن بیقرار رہتا ہون

تمکین مولوی غلام بتول خان خلف مولوی غلام رسول خان بہادر زاد بوم شش میدنی پور بر عہدہ ہاے جلیلہ از سرکار انگریزی سرفراز گشتہ این بیت از وست ؎

لن ترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچہہ نہین
ادس ستمگر نے سنا ہے جیسے قصہ طور کا

تمنا تخلص شخص مجہول الحال است جز اینکہ از باشندگان کلکتہ است اطلاع ندارم

صبا یہہ کہنا خدا بچالے فقط ہین اب آخری سنبہالے

گزرتے ہین ناز اوٹہانیوالے جو دیکہنا ہو تو آکے دیکہو

سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے بڑہ کے کاروانسے

قدم اوٹہا کے چلو یہانسے کہ یہہ جگہہ ہے رواروی کی

تنویر خدا بخش خان دہلوی مسکن از شاگردان قطب الدین ہنر از ابو ظفر بہادر شاہ

بوده است ٥

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک ۔ یون ہی چلوگے وان بہی جو دامن سنبہالکے

تنہا محمد عیسیٰ مولدش دہلی ومنشاش لکہنو ست اکتساب سخن از مصحفی کرده اوراست

غیر سے شکوہ مرا بس دیکہی دانائی تری ۔ مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

توقیر عبد القادر پنجابی الاصل دہلوی مسکن مردے ظریف ولطیف طبع بوده ست

توقیر دل رسیده پہر آواره ہوگیا ۔ کس نے سنا دیا اوسے موسم بہار کا

مجہکو کیون دیکہا بت نا آشنا کو دیکہکر ۔ ناصحو دیکہو کہ کچہہ کہنا خدا کو دیکہکر

انتظار نامہ برمین اسقدر بیہوش ہون ۔ جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکہکر

تہور مرزا غلام فخر الدین برادر مرزا صابر بود با حافظ عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ داشت وگاہے از مومن اصلاح سخن میگرفت در آغاز جوانی نقد جان باجل سپرد

سنتے ہی نام غیر تہور یہی ہے غضب ۔ اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہوگیا

اب ہے کیا باقی جو ہو کاوش تری سست اے جنون ۔ چاک دامان ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا

پہر خدا لاے اوسے یاد تن بےخبر ۔ کیا تہور بے تکلف یار تہا

تہور مرزا سعادت سلطان دہلوی ابن قادر بخش تلمیذ مرزا صابر واحسان ست ٥

اس سادہ مزاجی پہ بہی مرتے ہین ہزارون ۔ اللہ رے عالم ترے بیساختہ پن کا

ثا مثلثہ

ثابت شیخ ثابت علی فرزند شیخ محمد علی ساکن نواح پورب ملازم راجہ بہرت پور بود اوراست ٥

آنکہ کسیکی کیا نشنی ہے ۔ جان لب پہ ٹہر گئی ہے اگر

ثاقب مرزا مہدی ابن مرزا انور علی بیگ شاگرد ناسخ و استاد محسن الدولہ ہ

نکیونکر صاف ہون بعد شہادت مین شکر سے ۔ غبار دل مرا قاتل لے دہویا آب خنجر سے

ثاقب نواب شہاب الدین احمد خان خلف ارشد نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو تلمیذ رشادت پیوند مرزا غالب سخن عاشقانہ میگفت ہ

نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین ۔ بڑے تجربے ہمکو حاصل ہوئے ہین

چیر کر سینہ کو دل دیکہتے ہین قتل کے بعد ۔ اک چہری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتہہ

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹہائیے ۔ اس چندروزہ زیست مین کیا کیا اوٹہائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیغمی ۔ یہہ روئیے کہ شورش دریا اوٹہائیے

ثبات مہر علی متوطن بڑہانہ مقیم دہلی از دولت جمال و کمال بہرہ وراست از قوت حافظہ ہمہ کلام میر و سودا نوک زبان وار دار است ہ

دیکہا مجھے تو ہوکے خفا غیر سے کہا ۔ اس بزم مین ہر ایک کو آنا نچاہیے
کہل جائیگا وہان کسو نا کسو پہ راز عشق ۔ اے دل اس اضطراب سے جانا نچاہیے

ثمر احمد سعید فرزند سعد اللہ خان از ارباب دہلی ست علاوہ فن سخن از علم فقہ بہرہ تمام دارد از وست ہ

مثال آئینہ ہے کہلی حقیقت حسن ۔ کہ ہمکو دیکہہ کے اپنا تجہے غرور رہا
نگاہ گرم کا ہی تیری کچہہ اثر اولٹا ۔ کہ غیر سر پڑی اور دل جلا دیا میرا
نگاہ مست سے ساقی کی یہہ سرور رہا ۔ کہ دل سے حسرت مے کا خمار دور رہا
خلش غمزہ کی تہی کم کہ مرے زخمون پر ۔ تبسم لب دلبر نمک فشان ہوتا

جیم تازی

جانصاحب میر یار علی بن میر امن لکھنوی از ارشد تلامذۂ عاشور علیخان بہادر ہمہ در ریختی فکر میکند و جز این بر دیگر صنف سخن قادر نیست مگر در فن خود نظیر ندارد اگر راہ انصاف پویند غیر ازین نگویند کہ اندرین باب از رنگین و انشا بیش قدم است وے از مدتے بقدر دانی رئیس در رامپور پاے اقامت افشردہ او راست ہ

شانہین اللہ کی مطلع وہ ہو دیوان کا — جیسے بسم اللہ بہا ٹک ہے ہوا قرآن کا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ — برسون کے بعد پھر وہی الّو نظر پڑا
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے چپ چلے آئے — کسیلیے گھر مین کوئی بنخط نہین آتا
یہہ بدگمان ہے دل اوس نگوڑے نٹ کھٹ کا — لگایا مینے جو سرمہ موئے کا دل کھٹکا
مجھے نفرت ہی صورت سے نگوڑے جانصاحب کی — وہ اوسکی شکل کیا ہے ای بوا قربان کی صورت
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈیکو گھر مین ڈالا
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنے ڈھا کر
ایک پر بیٹھہ رہون اور کسی سے نہ ملون — ایسے بندی نے کبھی ہی نہین اقرار کہین
پاس اوسکے گر نجاؤنہین تو لوگو کیا کرون — چین ہی لینے نہین دیتا نگوڑا دل مجھے

جانی بیگم جان عرف بہو بیگم اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر از گفتار اوست ہ

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی — کچھہ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

جرأت شیخ قلندر بخش فرزند حافظ امان دہلوی اقامت گیر لکھنؤ بود جعفر علی حسرت اوستاد او در موسیقی دستگاہ کامل داشت در نوزدہ سالگی بصارتش زائل گشتہ بنا بر علیہ خانہ نشینی گزید سخن بر اسلوب شایستہ میگفت الحق اوستاد قیامت کار است و خداوندگیتی ریختہ گفتار در ۱۲۲۵ھ از کشاکش آخشیجان وارست

از نادر گفتار اوست ہ

کیا کہین دل ہوے پر بہی زبان سے اپنی یار — حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ہے حال اب تو یہہ ترے بیمار ہجر انکا
دم مارتے نہیں اور اوٹھاتے ہیں ظلم یار
تیرے مریض غم کی زبان پر نہیں کچھہ اور
دلکو تھامے ہو چپکا سا ہی کیون کہہ تو سہی
کیا لڑکپن کا ہی عالم اوس بت نادان کا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا

ق

کیجو زمین سے قبر برابر مری کہ مین
کل واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہہ بات
کیا جانیئے کمبخت نے کیا ہمپہ کیا سحر
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اس آرزو مین
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
طفلان اشک کو دین آنکھون سے کیون نکہ ہم
ندیا مینے جو ہمدم تری باتون کا جواب
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
زبس وہ آپکو ہمتیل سمجھے ہے زمانے مین
نہین دہیان ہے بات سنتے کیسکی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
ندیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتھہ
گر جیرا ایا نہین ہے تم نے دل
دلِ وحشی کو خواہش ہے تمہارے در پہ آنیکی

کہ جس نے کھولکر منہہ اوسکا دیکھا بس وہین مچلا
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا
اک تار بندہ گیا ہے فقط آہ آہ کا
جرأت اک بات بہی کرنا تجھے دشوار ہی کیا
بہولی بہولی صورت اور اوسپر وہ بالا کان کا
مزا دکھلا رہا ہے اندنون دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھائیے گا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
جو بات نہتی ماننے کی مان گئے ہم
کس کس مزےکی باتین اپنی زبان پہ ہین
یہہ کہتا تھا کہ ہی لطف محبت راز داریمین
گو شوخ ہین یہہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
مت برا مانیو اسوقت مین تہا اور کہین
تو کرے غیرونسے باتین اور ہم دیکھا کرین
ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے مین
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو
یہہ ساری باتین ہین پیارے مرے اوٹھانیکو
طبیبو اب مرے جینے سے تم اوٹھاؤ ہاتھہ
مسکراتے ہو کیون ادہر کو دیکھہ
دوانہ ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

ناصح مین اور ہم مین بہی ہین طرفہ صحبتین | ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جائے ہے
یاد جب آتا ہی یہہ کہنا تو اوڑجاتی ہی نیند | اپنی ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے
پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر | لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے
آج بہی اوسکے جو آنیکی نہ ٹھہریگی تو بس | ہم وہ کر بیٹھینگے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے
کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے | جب مین نے پکارا اوسے آواز بدل کے
ہزار افسوس یون آئی زندگانی | چلی تو خاک مین ہمکو ملا کے

جرّار میر محمد حسین تلمیذ اسیر از اہالی لکھنؤ ست و شاعر خوشگو ست ۵

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنیکی امید | میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا
اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم | جو ٹھنی دلمین ٹھنی جیمین جو ٹھہرا ٹھہرا

جلال میر ضامن علی ولد حکیم اصغر علی افسانہ گو از نامی سخنوران لکھنؤ ست
در برق و ہلال اوستاد او بیشتر سخن بروش لکھنؤ میگفت الحال بہ طرز دہلی فکر
می نماید مدتہا بہ سرکار رامپور بسر بردہ از دست ولی نکو ست ۵

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین | چند اشک گرم ہین کبھی چھالے زبان کے ہین
گذری خبر جو غیر کے دلمین بہی تم چھپے | ہر کارے ہر جگہ مرے وہم و گمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین | مٹ جائے حوصلے جیسے نام و نشانکے ہین
حسرت اوس صحبت کی دلمین آئی ہے | ہم نے اک شئے کسی کی پائی ہے

جلیل سید جلیل احمد بن مولوی سید اولاد احمد از سادات بلدہ سہسوان ست
و سلسلہ نسبش تا حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ میشود الحال ملازم ریاست بھوپال
است با نامہ نگار ہمیشہ مودت دارد گاہے گاہے بہ سخن فکر میکند و آنہم بفرمایش
و اصرار دیگران ۵

لے لیا گر ہمنے بوسہ زلف عنبر بار کا | کہئے اس مین کونسا نقصان ہوا سرکار کا

کیون بنائین دل صد چاک نشانہ اپنا — کیا نگاہ غلط انداز تری تیر ہوئی

جمیل سید جمیل احمد خلف میر امتیاز علی نقوی از باشندگان سہسوان ضلع بدایون است فکرش رسا و طبعش موزون مشق سخن از منشی صابر حسین صبا بہم رسانیدہ امروز بملازمت ریاست بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال سر افتخار بر فلک میسایید چنین می سراید

کیا پوچھتے ہو داغ جگر مین کہانکے ہین — کچھ آپکے دئیے ہوئے کچھ آسمان کے ہین
قاصد کی گفتگو مین دلاویزیان کہان — اسکی زبان مین لفظ کہان اوسکی زبانکے ہین

جوشش نظام الدین خلف وجیہ الدین پنجابی موطن کولوی مسکن طبع شگفتہ دارد

بار اوتارا ہے دوش سے سر کا — ہے یہہ احسان تمہارے خنجر کا
ہے پرستش سنگ کی عشق بتان مین بندگی — جاوین گر کعبہ تو پہلے سنگ اسود چوم لین
سرکو تو تیغ پر رکھکے مرے — ثابت قدمی کا امتحان لو

جوشش شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد فکر بلند و خاطر ارجمند داشتہ از عروض بہرہ وافی نصیبش کردہ بودند او راست ه

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ مین اثر تہا — یہی چشم خونفشان تہی یہی دل یہی جگر تہا
گر یون ہی یہہ دل در پئے آزار رہیگا — اک روز نہ اک روز مجہے مار رہیگا
اوسکی بخشش کا تجہے خوف عبث ہے جوشش — ہو چکا ہے وہ اسیطرح سے سو بار خفا
نہ نشکل شیشہ آتی ہے نظر نے جام کیصورت — رہی زیر فلک پہر کون سی آرام کیصورت
دیکہئے ہم مین اور اون آنکہون مین کیا ہو لگی — لہو کے پیاسے ہین وہ تشنۂ دیدار ہین ہم

جولان شاہ الف نامی درویشے آزاد مزاج بودہ است از وست ه

کیا بتائین کہ کہان ہے مسکن — لوگ قاتل ہین رہا کرتے ہین
اوٹہایا ہے گلی سے اوس پری رو کی اگر مجہکو — تو لے چل وحشت دل اب جدہر چاہے اودہر مجہکو
معشوق پہ بہی ہوتی ہے تاثیر عشق کی — چٹکی کلی جو بلبل بیدل نے آہ کی

جوان مرزا نعیم بیگ از باشندگان جہان آباد و مرشد زادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بود اورا است ؎

پہلو میں دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا	یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
کسیکو اپنی سفارش کیواسطے اوس پاس	جو لیکے جاؤں تو اوسکا وہ آشنا نکلے
جیتا نہیں پہرتا ہے کوئی اوسکی گلی سے	مجھ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جہاندار مرزا جہاندار شاہ معروف بہ مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ بود از معاصران خود گوئے سبقت می ربود در سنہ ۱۲ بعلوی عالم شتافت ؎

مرنیکے انتظار میں یہ بے اجل گیا	آنکھیں جو یون کھلی ہیں اور دم نکلگیا
آخر کو گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی	پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو

حا مہملہ

حاتم شیخ ظہور الدین عرف شاہ حاتم مردے سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود در جہان آباد عالمی از وبہرہ متوافر ربود وہو وا ہم یکے از ایشانست دو دیوان گذاشتہ

تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور دماغ اے حاتم	کیا قیامت کرے جو دولت ہو
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو	ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو
بیخود اس دور میں ہیں سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے

حجام عنایت اللہ المعروف بہ کلو باشندہ سہارنپور ست و بہ پیشہ حجامان منسوب و مشہور با سودا نسبت تلمذ داشت سخن خوش میگفت اورا است ؎

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہیں وہان	حجام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین

ہے جی مین کہ اگر وزمین اون آنکھون سے یہ جیون
بیچتے نہین کسواسطے بیمار تمہارے

اوس کا وش مژگان کا گلہ مجہسے عبث ہے
اے آنکہو یہہ ہوتے ہوئے ہین خار تمہارے

حزین میر بہادر علی از مقربان مرزا ولیعہد بہادر از زین العابدین خان عارف باستفادہ پرداخت و مرزا نوشہ راہم دریافت ے

ہے یہی رونا تو خط کا ہمکو لکہا جائے گا
ہم جو لکہتے جائینگے اشکو نسے مٹتا جائے گا

اک تماشا جانکر قاتل اگر ٹہرا رہا
ہم بہی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

دنیا کی حسرتین ترے گوشہ مین آگئین
اللہ رے وسعتین تری آتنگناے دل

دیکہا وہ اپنی آنکہہ سے جو کچہہ سنا نہ تہا
اور دیکہیے حزین ابہی کیا کیا دکہائے دل

بیخودی کہو کے لیئے سر پہ ہزارون جہگڑے
توبہ مے سے ہوئے ہم تو پشیمان اولٹے

حسرت حافظ عبد الرحمن پانی پتی از احفاد قاضی ثناء اللہ رحمہ ے

ہم تو حسرت کو سمجہتے تہے کہ اک عارف ہے
یہہ تو اے واے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بہی رو بیٹہو گے دلکو ہمین ہنستے کیا ہو
اگر آئینہ کبہی تمنے مری جان دیکہا

اوس نے حسرت کو کیا قتل کہین ہا کہ آج
مین نے اوس شوخ سے ظالم کو پشیمان دیکہا

گر نہین دوست خدایا مری جانکے دشمن
کیون شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہین

حسرت مرزا جعفر علی فرزند ابو الخیر عطار دہلوی ہموطن لکہنوی مسکن عمرہا برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ با سرپ سنگہ دیوانہ نسبت تلمذ درست کردہ درسنہ ۱۲۸۱ھ جامۂ حیات از بر کشیدہ دیوانے یادگار اوست ے

گیا دل سو گیا رونے سے کچہہ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو سکے جی کہو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

آشیان چہوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو
تو ہی لیجا ئیو سر پہ یہہ گلستان اوٹہا

درس تہا مکتب مین مجکو آہ کا
یہہ سبق تہا پہلی بسم اللہ کا

کل کہو نسے تہی خوش جو نہین ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بہی نہ پایا مزاج خوش

ہواسے بال اون زلفونکے رخسارون پہ ہلتے ہین	
	دل بیچارہ او تہہ بیٹھو کہ دونون وقت ملتے ہین
جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپئے جان ہے	
	تو پھر اک روز میرا ہاتھہ اور اوسکا گریبان ہے

حسرت میر محمد حیات از سکنائے عظیم آباد و بہرہ یاب از خدمت مرزا مظہر رحمہ بود خاطر شگفتہ و طبع خندان داشت ؎

سنا ہے آج میخانے مین جام مے پہ مستون نے	لٹا یا دین و دنیا دونون ہمت اسکو کہتے ہین

حسرت میر صمد علی دہلوی خوش باش میرٹھہ شاگرد رحیم بیگ رحیم ؎

سخت جانی کی آس ٹوٹ گئی	لوہا مانا تمہارے خنجر کا

حسن سید غلام حسن بن میر غلام حسین ضاحک اصلش از ہرات است و مولد او دہلی بر اصناف شاعری دستے داشت مثنوی بدر منیر از و مشہور آفاق است در سنہ ۱۲۰۱ راہ عدم پیمود شاعر شیرین زبان تاریخ رحلت اوست دیوانے ہم دارد

دامن صحرا سے اوٹھنے کو حسن کا جی نہین	یاد ان دیوانہ نے پھیلائے بیابان دیکھکر
دل کو کہو یا ہے کل جہان جا کر	جی مین ہے آج جی ہی کھو آؤن
غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو	کیا غضب کرتے ہو ادہر دیکھو
شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کٹھی ہے سبھی	گریبان سحر کو ٹانک کہنا دامن شب سے
آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دلکو لیلیا	لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا
اک جان کے درپے ہین مرا تنے ستمگر	غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے
ہین تجھے تو بھر نظر ابھی دیکھا نہین	رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی
مزے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے	یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے
حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر	ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہہ چھیڑ چھاڑ مرے جیکو بہا گئی ‏— لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم مودودی در درویشی بسر مزاجش استیلاداشت ازین رو ترک دنیا کردہ از موسیقی بہرہ مند بود در نظم مرزا جعفر علی حسرت را تلمیذ رشادت پیوند از وست ؎

اُمڈ کے آنکھوں سے یکبار بہہ چلے آنسو ‏— ہنسی ہنسی میں جو ذکر وداع یار ہوا

بہلا میں دیوانہ سہی پر یہہ ناصح ‏— مرے ساتھہ بکتا ہے عاقل کو دیکھو

آہ کس کس بیوفائی کا تری کیجے شمار ‏— اور تو سب یکطرف منہہ بھی دکھانیسے پھر

حسن مولوی ابوالحسن نقد مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ کانڈہلہ اوراست

منفعل ہوں دست و پا بھی مارنیسے قفس بیچ ‏— کیوں میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسین نواب غلام حسین خان از افاغنۂ شاہجہان پور ست این بیت از وست

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی ‏— دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حسین سید غلام حسین فرزند سید عبد اللہ دہلوی ؎

تہا عرش سے بڑہکر جو دماغ اپنا وہی ہے ‏— یوں چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حشم حکیم باقر علی ابن حکیم مرزا احمد ساکن لکہنؤ تلمیذ ناسخ ؎

ارمان ہی رہا کہ ادہر دیکہئے کبھی ‏— الفت کی جستجو نسے محبت کی آنکھہ سے

حشمت مرزا غلام فخر الدین فرزند مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ از تلامذۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان در سنہ ۱۲۶۷ھ جامہ گذاشت ؎

پہر دو ہی قدم پر تو ہے ان قدموں کے صدقے ‏— بڑہیئے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت میر محمد علی ہمعصر سودا ست ؎

خط نے ترے حسن سب گنوایا ‏— یہہ سبز قدم کہاں سے آیا

حقیر منشی نبی بخش ابن منشی حسین بخش متوطن اکبرآباد بہر دو زبان پارسی و ریختہ

فکری نمود ؎

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی — جبکہ پیکان کا مزہ یاد آیا
وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید — تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین
کیا سبک رو ہین رہروان عدم — کہ کسیکا نہ نقش پا دیکھا
ہاتھ دوڑائے جنون نے پھر گریبان دیکھکر — پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان دیکھکر
گر یہی چاک کی عادت ہے تو اے دست جنون — پیرہن سارے گریبان ہی گریبان ہوئے
شانہ نے بل نکالدیئے زلف یار کے — موذی کو اسنے زیر کیا مار مار کے

حقیر سید امام الدین عرف میر کلو باشندۂ دہلی ؎

دلمین ہی بیٹھہ رہین در بہ صنم کے ہی حقیر — راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین
گلی مین یار کے جینٹی گھسیٹ لائی تجھے — حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت میر شاہ حسین فرزند سید عرب شاہ اصلش از بلخ و مولداو بریلی خوش باش لکھنؤ از جرأت اکتساب سخن کردہ در مدراس قالب تہی کردو بہانجا خوابگاہش ساختند دیوانے وتحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وصنم کدۂ چین یادگار اوست ؎

ہجر مین کیون نکرون یاد ملاقات اوسکی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل
دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین — ہوئے بیمار ہم بھی لے تری تیمارداری مین

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید محمد شریف خان دہلوی ہموطن بود دراوائل نثار تخلص میکرد اکتساب سخن از میر درد رحمہ کردہ اوراست ؎

تیرے لئے خلق دربدر ہے — اے خانہ خراب تو کدھر ہے
کہتے ہین حکیم آیا میخانہ سے مسجد مین — ہمکو تو تعجب ہے وہ گبر مسلمان ہو

حمزہ شاہ حمزہ متوطن دہلی ومقیم عظیم آباد در اواخر درویشی گرفت ؎

ہائے کس کس کے تئین بیٹھہ کے ہم یاد کرین — غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

ضیا عبد الکریم خان ابن سرور خان باشندۂ لکہنؤ بمیر صبا تلمذ داشت و دیوانے گذاشت

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئینگے — اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹہرا
گیا دخل پہر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل — گیا رفیق چہوٹ گیا اپنا ہائے دل

ضیا مرزا رحیم الدین فرزند شہزادہ کریم الدین رسا از عمائد امرا و منتخب شعراء دہلی بود راہ دشوار گذار سخن آسان ترمی پیمود دیوانے گذاشتہ اور است ؎

رونا کہان ہوا ہے دل کہو لکر نصیب — دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا
بتونکو چاہ کے ہم تو عذاب ہی مین رہے — شب فراق کٹی روز انتظار آیا
شروع شام جدائی مین نالہ وافغان — ابہی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات
آتے ہی آتے موت کے اک عمر ہو چکی — جو ہے سو میری جان کو غفلت شعار ہے
شب فراق ہماری بہی ہو گئی آسان — جو تم نہ آئے تو بس موت بہی نہ آئی کیا
فلک نے جذب عدو مین دیا جہانکا اثر — رکہا نہ کچہہ بہی مرے نالہ و فغانکے لئے

حیات محمد حیات خان خلف احمد یار خان از افاغنۂ رامپور ست و تلمیذ نواب الٰہی بخش خان معروف او راست ؎

ہم اور بلبل و پروانہ بزم الفت مین — ازل سے کہائے ہوئے دلپہ داغ ہین دو تین

حیدر منشی حیدر علی ابن منشی غلام نبی باشندۂ ہوگلی مرد ظریف طبع بود ؎

حال دل گر کہون تو کہتا ہے — شوق مجہکو نہین کہانی کا

حیدر میر حیدر علی خان از نسل شیخ عبد القادر جیلانی رح بود ؎

ارادہ ہے بٹھا ہے کچہہ اس چشم تر کا — خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

حیدر منشی مصطفےٰ حیدر فرزند مولوی غلام حیدر از وطن خود چاٹگام بر آمدہ بہ کلکتہ سکونت ورزید دیوانے دارد ؎

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم — اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا ہم

ہوئی کیا شمع گل بن آئی پھری تو سہمے کیتا ہون
مزا ہے یہہ بھری مجلس مین وہ جھنجلا نہین سکتے

الخاء

خادم منشی محمدی خان در پارسی بیشتر فکر میکرد ؎

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہی منہہ پر دا کی آ
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خاص محمد حیدر خان فرزند الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی اصلاح سخن از مرزا جمعیت شاہ باہر میگرفت او راست ؎

دیکھلے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوسپہ تیرے پیر کا

کیون تقاضا خلش ہر دم نفس کے ساتھہ ہی
دلمین شاید رہگیا ہے کوئی پیکان تیر کا

ضعف سے ابتو یہہ نوبت ہی کہ ای خاص مرے
لب تلک سانس بھی آیا تو بمشکل آیا

خبر سید مہدی بلگرامی خلف محمد عسکری در چہل سالگی بدار البقا شتافت ؎

ہمنے رونے کا بھلا کب سر و سامان باندھا
تمنے کیون دیدۂ تر دامنہ پہہ طوفان باندھا

خرد نواب فخر الدین خان ابن نواب شرف الدین خان دہلوی ؎

لبونپہ جان ہے جلدی کہین پہنچ ظالم
یہہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد پنڈت رام نراین از باشندگان دہلی و تربیت یافتۂ غلام دستگیر مبین ؎

ہم آپ سے نہین جاتے یہانسے گھبرا کر
یہہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہئے

خضر مرزا خضر سلطان بن بہادر شاہ تلمیذ غالب ؎

نہ کہہ سکتے ہین کچھہ اپنی نہ سن سکتے ہین کچھہ تیری
ہمین اسے بیوفا اسوقت مین دیکھا تو کیا دیکھا

پتھر کے چٹانے سے ہو تلوار کو برّش
سرمہ جو دیا ہو گئی اونکی نظر اب تیز

ظلم ہمپر ذرا سمجھ کے کرو
اے بتو بندۂ خدا ہین ہم

کہتے ہو کہ اگر زنجیر تجھے قتل کرینگے
پر یہہ بھی تو ای شوخ ستمگر نہین ہوتا

خطیر سید امراو علی پسر امیر علی متوطن فرخ آباد شاگرد صفیر ہے

آج غصہ مین وہ زندان کیطرف آتا ہے
بیڑیان پاؤنکی بولین تو قیامت ہوگی

خلیق میر مستحسن مرثیہ گوے لکھنوی و تلمیذ رشید مصحفی ہے

حشر کا ڈر او نہین کیا ہے کہ ترے کوچہ میں
خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق

غفلت مین فرق اپنی سمجھ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کسکی خرام ناز کا پامال ہوں خلیق
لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلق میر احسن خلف میر حسن دہلوی اوستاد معروف خوش باش لکھنؤ ہے

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہ تہا یہہ معلوم
جی پہ کیا گذریگا اور جان پہ کیا گذریگا

خلیل میر دوست علی بن سید جمال علی ساکن قصبہ بڈولی از خواجہ آتش اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد ہے

بتونکا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج
بغیر مہر یہہ خط اعتبار رکھتا ہے

رونے پہ باندہ لے جو مری چشم تر کمر
کیسی زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر

تم سنو یا نہ سنو نالے کیئے جاؤنگا
درد دل کہنے سے مطلب ہی اثر ہو کہ نہو

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر دستور محمد علی شاہ فرمانفرماے لکھنؤ با نواب عاشور علی خان نسبت تلمذ داشت وطن او کشمیر بود اما بسبب ملازمت بہ لکھنؤ اقامت گزید ہے

میرے گھر کا ہمیکو آپ آئیگا
خیر بندے ہی کو بلوائیگا

ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیگا

وصل مین کہتے ہین ہوبے ہوشکے
کسطرح ہجر مین مر جائیگا

خموش مرزا خدا یار دہلوی موطن پنجابی مسکن ہے

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین	کچھہ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خیال غلام حسن خان سخن بہ پارسی بیشتر میگفت اصلاح از برکت اللہ خان برکت میگرفت از دست ہے

تجھے تو غیر کو منظور منہہ دکہانا تہا	نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانا تہا
حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو	جو دل کی آرزو ہے اوسکو کہین نکالو
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال	اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

دال مہملہ

داغ میر مہدی دہلوی موطن و لکھنوی مسکن خلف میر سوز بعمر بست سالگی بر زنے صاحب جمال فریفتہ شدہ چندے از نخل وصالش ثمرہ حیات برچید آخر بہ ہجرانش قالب تہی کرد از دست ہے

اسی کے پاس تہا دل کیا ہوا اے ہمنشین دیکھو
ادہر دیکھو ادہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہے
اسی کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھہ سمجھہ ہو دے
ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

داغ نواب مرزا خان دہلوی موطن رامپوری مسکن با ذوق دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ امروز بظل عاطفت کار کیانے ریاست رامپور معززانہ بسر می برد از

باهمین برادر نامه نگار ربطے معنوی دارد وعلے هذا ایشان باوے از گفتار دلچسپ او اگر همه دیوان بهمین جریده ثبت افتد پیش شائقان سخن کم از کم شمرده خواهد شد اما چونکه گرامی برادر عالیقدر در تذکرهٔ خویش متاعے نیک از وے نگذاشته اند لهذا انبذے ازان برآورده دستکش سامعه سخن سنجان نموده می آید۔

صبر لے زاہد نافہم نہ میخوار دن کا — بخشنے والا بھی دیکھا ہے گنہگارونکا
ڈر گئے نام شفا سنکے رہی خواہش مرگ — منہہ ذرا سا نکل آیا ترے بیماروں کا
جب داغ کو ڈہونڈا کسی تیخانہ مین پایا — گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا
آج راہی جہانسے داغ ہوا — خانۂ عشق بے چراغ ہوا
جو دل دکھا رہا ہے مزہ ہر گہڑی سجھے — آنکھونسے سو برس بہی دکھایا سجھا ئیگا
زلفین نہین کہ شانہ سے آراستہ کیا — بگڑا ہوا مزاج بنایا نہ جائیگا
سنوا فسانۂ فرہاد دیکہو قصۂ مجنون — غرض کیا تمکو پوچہو حال ہم حسرت کے مارونکا
رہیگی اک روز جان جاکر رہے نہین ہوش دل لگاکر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر
تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گہڑی دعا — پارۂ دل جُدا جُدا لخت جگر الگ الگ
رہتا ہے دم خفا مرے سینہ مین ہر گہڑی — روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائے دل
گر تو کسی بہانہ سے آجائے وقت نزع — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
الٰہی کیا کرین ضبط محبت ہمتو مرتے ہین — کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین
جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین — مجھسے کہان چھپین گے وہ ایسے کہانکے ہین
بات میری کبھی سُنتے ہے نہین — جانتے وہ بُری بھلی ہی نہین
شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین — وہ طرّہ کونسا گل ہین نہ ہے کیا ہے شاخ لالے مین
کسی کی نرگس مخمور کچھہ کہدے اشارونمین — مزا ہے راتدن چلتی رہے پرہیزگارونمین

کسیکا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارونمین | یہہ توبہ ٹوٹ کر کیونکر بحالی پرہیزگارونمین
وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت زاہد | بڑے مرشد مین ہاتہون ہاتہ لاتا انکو یارونمین
لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے | جہومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

دبیر مرزا سلامت علی خلف مرزا غلام حسین لکھنوی باضمیر پیوند تلمذ داشت مرثیہ خوشتر میگفت بیتے بیش از گفتارش دست نداد ع

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا | عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا میری گردنکو

درد خواجہ میر ابن خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمہ از نسل شیخ بہاء الدین نقشبند بود کلامش دلچسپ وخیالش بلند بندہ از گفتار او خطہا برداشتہ ولطفہا اندوختہ او رحمۃ اللہ علیہ بروز آدینہ بست چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ھ قالب خاکی گذاشت وبعالم جاودان شتافت مثنوی نالۂ درد وآہ سرد وسوز دل وشمع محفل یادگار اوست این چند اشعار از دیوان او برآوردہ ثبت میشود ع

جنکے سبب سے دیر کو تو نے کیا خراب | اے شیخ اون بتون نے مرے دلمین گھر کیا
کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی | شرمندہ تیرے آگے ہمین آ شرر کیا
اے آنسوؤ نہ آوے کچہ بات دلکی لب پر | لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی | ہم نے سو سو طرح سے مر دیکہا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر | مینے تو درگزر نکی جو مجہسے ہو سکا
جفا سے غرض امتحان وفا ہے | تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا
ہم کس ہوس کی تجہسے فلک جستجو کرین | دل ہی نہین رہا ہے جو کچہ آرزو کرین
اوس نے کیا تہا یاد مجہے بہول کر کہین | پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
نہین شکوہ مجہے کچہ بیوفائی کا تری ہرگز | گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بہی نباہی ہو

ہرچند تجھے صبر نہین درد ولیکن — اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مرے چھاتی پہ سنگ ہے
یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجیے اوس سے — مذکور کسی طرح تو جا کیجیے اوس سے
درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے — جو سانس بھی نہ لے سکے وہ آہ کیا کرے
کہتہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہون مین — اوس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے
شمع کے مانند ہم اس بزم مین — چشم تر آئے تھے دامن تر چلے
ہوا جو کچھ کہ ہونا تہا کہین کیا جکو رو بیٹھے — بس اب اک ساتہ ہم دونون جہان سے ہاتہ دہو بیٹھے
چشم رحمت سے ادہر کو بھی نظر کیجیے گا — اسی امید پر آیا یہ گنہگار بھی ہے
درد گھبرا کے تو جو یون چونکا ہے — کیا اوٹھی جی مین کھلبلی ایسی
کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث — ظالم وہ اپنی جان سے خود ہی بہ تنگ ہے

درخشان سید علی جان المخاطب بہ مہتاب الدولہ فرزند میر مغل خراسانی الاصل لکھنوی مسکن مقیم کلکتہ بملازمت شاہ اودہ سربلندی دارد و بہ تلمذ مظفر علی اسیر بہرہ مندی دیوانے دارد ؎

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف — غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا
شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار — آئیگی دختر رز دیکھنے مینا بازار
طواف تہا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم — جہاد تہا جو کبھی خون آرزو کرتے

دردمند کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک بہمراہ علی اصغر کبیر بجنگ مرہٹان غازہ شہادت بر رو کشید ؎

ظالم کرون مین ظلم سے فریاد کب تلک — ٹک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

درویش میر شاہ علی دہلوی از مستفیدان میر نظام الدین ممنون در آخر عمر

شعر وسخن را ترک گفتہ ؎

ایک دن بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار ملا	روز روتے ہین وہان کی در و دیوار سے مل

دریغ سید زین العابدین دہلوی تلمیذ رشید شاہ نصیر ؎

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے	ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل زور آور خان متوطن کول دیوانے جمیع و مثنویات چند گذاشتہ ؎

مت پھر اسے مرا اے ناصح جاہل آکر	پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہین دل آکر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا	زاہد مجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل آزاد خان زنار کفر شکستہ سبحۂ اسلام در دست گرفتہ اوراست ؎

یہہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملی ہے دشنام	خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دلگیر میر حمایت اللہ خان بن عالم خان دہلوی موطن علاوہ فن سخن در ہیئت و نجوم نیز مداخلت داشت اوراست ؎

جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہہ شیخ	یا خدا اسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دولہ نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر محمد خان کار گیاے ریاست بھوپال پدر عالی گہر حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ حال دامت بالاقبال سخن ریختہ بآئین شایستہ بر کرسی می نشاند و بگفتار پارسی ہم فکر می فرمود در عین شباب از دار فنا بعدم آباد کوس رحیل کوفت دیوانے یادگار گذاشتہ افکار بلند اوست ؎

پھولونمین بھی مرے وہ گل اندام نہ آیا	مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو	بسی دماغ مین ہی پھر اوس بدن کی بو
اک غزل اور بھی پڑھ درد سنا دو دولہ	ہم نے اس بزم مین مستانہ سخندان دیکھا

حرف ذال معجمہ

ذاکر مولوی ذاکر علی خلف مولوی فضل علی متوطن بنارس زانوے تلمذ پیش مصحفی تہ کردہ گفتار دلچسپ دارد اوراست ہ

شب جو یا تو نہین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا
رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا

یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر
یہی ہین نعرے تو دیکھہ لینا کہ حشر ہے حشر تک زمین پر

ذکا خوب چند کایستھہ توطن گزین دہلی از ارشد تلامذہ شاہ نصیر ست تذکرہ ریختہ و دیوانے ازوست ہ

آسیا جب کہ چلی سر پہ ذکا نیند کہان
ہاتھہ سے چرخ کے ڈھونڈھی تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنا یا مجھکو
جسکے قدمون سے لگا اوس نے مٹا یا مجھکو

ہلی ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ذوق بلبل شاخسار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند فروز شگرف خانوادہ سخن است و شمع کاشانہ فن لطافت از دے کار بالا گرفت و عذوبت پایۂ والاستایش او محتاج گزارش نیست بلکہ غازہ شہرت بر رو دارد و در جمیع اصناف سخن دستے بلند داشت لاسیما در قصاید ہمتاے او برنخاستہ از شاہ نصیر باستفادہ پرداخت نبذی از گفتارش بلحاظ اطالت انتخاب کردہ برین جریدہ ثبت افتاد ورنہ کلام او ہمہ مغز انتخاب است ہ

صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جا تا ہی جم میرا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین تہے
آخرش دل بہگیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اوس نوخط نے / خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
دلمین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب / نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین / ابھی چھاتی مری تیرونسے چھنی خوب نہین

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھہ / ایمان کی کہین گے ایمان ہے تو سب کچھہ

ہم نے اوس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے / کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے / لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

مین گرانبار محبت مرا خون بھی ہے گران / جی دھڑکتا ہے تری نازکی گردن سے

نگہ کا وار تھا دلپر پھڑکنے جان لگی / چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

حساب اصلا نہ مجھسے پوچھیے مر دلکے زخمونکا / حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اونکا / تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے
نشہ مین ہوش کسے ہوگئے حساب کرے / جو تجھکو دیتے ہین اوسے بلا حساب تو دے

یہہ ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست / کچھہ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیئے / گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

جیتا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا / گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

یہہ ایسا ماہ مبارک یہہ ایسا کار سعید / شروع دیکھئے کیجے مہ صیام شراب

اوس در پہ شوق سجدہ سی فرش زمین ہون مین / مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

ذہین حافظ محمد اسمعیل خان نبیرۂ حافظ محمد داد خان مرحوم باشندۂ دہلی تلمیذ حافظ غلام دستگیر مبین سے

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا / فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھا یا نہ جائے گا

حرف راء مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ نجل مرزا احمد بیگ رومی اصل دہلوی مسکن از مومن خان دہلوی باستفادہ پرداخت ؎

ہم سے وہ بھی چھٹے اور یہہ دل شید اچھوٹا	یادکس کسکو کرین خیر جو چھوٹا چھوٹا
کچھہ جان سی آتی ہے مری جانین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

راحت شیخ کریم الدین از سکنا ر اعظم پور باشندہ اوراست ؎

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہو کے اب سو سہم بہار آیا

راسخ سعادت علی خان متوطن دہلی تربیت یافتہ خدمت مومن خان دہلوی ؎

ہون تو آنکھون مین پہ نہین یہہ خبر	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

راغب احمد حسین دہلوی نژاد سخن دلنشین میگفت ؎

آوے بہی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین	کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا
کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھے ہین	شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

رافت شاہ رئوف احمد ابن شاہ شعور احمد مغفور سہرندی از احفاد مجدد الف ثانی رحمہ باجمیع علوم مناسبتے خاص داشت و در عروض و قوافی دخل معتد بہ از جرأت اصلاح سخن میگرفت ؎

یہہ کسکی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے بر مین

کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین

راقم بندرابن از خاکدان متھرا بود و نسبت تلمذ باختلاف اقوال بمرزا مظہر جانجانان رحمہ یا سودا داشت اوراست ؎

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے	اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ پادشاہ دہلی تلمیذ ذوق دہلوی عذوبت از گفتارش پیداست ؎

ہمکو کیا غیر کے آنے کی خبر
پھپھولیان نقش قدم کہاتے ہین

الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پہ قاتل کے اور سجدے مین دم نکلے

ہوئی صورت نہ کچھ اپنی شفا کی
دعا کی مدتون برسون دوا کی

رند سید محمد خان فرزند نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری موطن فیض آبادی مسکن در اواخر زمان بہ لکھنؤ اقامت ورزیدہ و بہ خواجہ حیدر علی آتش تلمذ گزیدہ فکر بلند و طبع ارجمند داشت دیوانے دارد ٥

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

ناز بیجا اوٹھایئے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

اب عشق و عاشقی کا زمانہ نہین رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کرکے

رنگین سعادت یار خان فرزند محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان مردے لطیف مزاج و خوش مذاق بودہ است از فنون سپاہگری بہرۂ وافر داشت زمانہا در سیاحت بسر بردہ انشاء اللہ خان او را موجد ریختی قرار دادہ از شاہ حاتم اصلاح سخن میگرفت دیوانے چند و مثنویات و فرسنامہ وغیرہ نشان بخش نام اوست ہشتاد سالہ در ۱۲۵۱ ہجری راہ عدم پیمود اوراست ٥

غرض مند اپنے مطلب سے ہے کرتے ہین کام ای رنگین
وہ آئے یا نہ آئے مین کبھی ان بن نہین رہتا

اوسے ہے شوق کہانی کا اندنون بہت
یہہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا

بنے گی اوس سے صحبت کسطرح کچھہ کہہ نہین سکتے
وہ ہرجائی ہے اور بن شغل ہم بھی رہ نہین سکتے

کھینچ لائی ہے اوسے ای کشش دل یانتک
یا رب صد شکر کہ تجھکو بھی یہہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو اوسے بھی ایکدن کچھہ جا کے سمجھاتی تو کیا ہوتا

روشن تخلص روشن شاہ نام بریلوی مولد بود بازبہ میرٹھہ توطن گزیدہ وازجمیع لسانہ ؤ برگ دنیا بریدہ فارغ البال می زیست او راست ؎

دلکی تپش سے گرمی خورشید سرد ہے سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے

رہا غلام محمد خان جداو در سرکار بھرت پور اعزاز داشتہ اصلش از اکبرآباد دست در علم ہندسہ وہیئت دخلے کامل بہم رسانیدہ سخنگوئی از گلزار علی اسیر آموختہ ؎

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر کچھہ وصف کیا مین نے جو بیساختہ پن کا
دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف آنے لگا جو کچھہ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا پر کیا کرین جو دل ہی نہو اختیار مین

حرف زاء معجمہ

زار میر مظہر علی باشندۂ لکھنؤ برفاقت نواب احمد علی خان اقتدار ہا داشت ؎

چھوٹ جا ئین غم کے ہاتھو نسے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
تیری ہی قسم تجھہ بن کچھہ اور جو بھاتا ہو کافر ہو اگر اسمین کچھہ بات بناتا ہو

زکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مرادآبادی از بادشاہ لکھنؤ بخطاب ملک الشعرا سرفرازی گرفت در جمیع علوم متداولہ مہارتے داشت خصوصاً در فن تاریخ چون او کم خاست دیوان دارد او راست ؎

جمال یار پہ یہہ ہم نے تکٹکی باندہی کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہہ کا خال ہوا
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ گویا وہ ضمیر منفصل ہے

جب یہہ سنا کہ پاؤن مین مہدی لگی ہے وان ۔ یہان خون ٹپک پڑا انگہ انتظار سے
ماہتابی پہ جو وہ خورشید روہی بے حجاب ۔ اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
آتش عشق کہین پہر نہ بہڑک اوٹہے زکی ۔ اختلاط اوس سے بہت گرم تمہارا دیکہا
آج تو انداز باتون کا ترا کچہہ اور ہے ۔ پاگئے ہم بہی کہ ہے غیرونکا سکہلایا ہوا

زیب مرزا جمال الدین عرف مرزا کلن فرزند مرزا بہادر نبیرۂ عالمگیر ثانی از خاقانی ہند ذوق باستفادہ پرداخت ہ

لہو مین بہرکے جو خنجر کو اپنے یار آیا ۔ یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
زندگی دیکہیئے ہو ہاتہہ سے دل کیونکر ۔ اسکے آتے ہین نظر اور ہی اطوار مجہے
بعد اک عمر لگی آنکہہ ذرا سونے دے ۔ نکر اے شور قیامت ابہی بیدار مجہے

حرف السین

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف الرشید نواب عالم بیگ خان قدرحمہ الشان در طور کلیم بتماشا سمت نگارش یافتہ امروز در حیدرآباد دکن سکونت دارد و با اسد اللہ خان غالب نسبت تلمذ درست کردہ گفتارش سادہ و پرکار است دو دیوان دارد ہ

وان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا ۔ اچہی جگہہ ہے دل کو بہروسا وصال کا
خلق خدا پہ رحم بہی کرنا ضرور ہے ۔ مت دیکہنا کسیکو خبردار دیکہنا
دل وہ کافر ہے کہ مجہکو نہ دیا چین کبہی ۔ بیوفا تو بہی اسے لیکے پشیمان ہوگا
کچہہ بہی جو روز حشر بڑہا یا سنجائیگا ۔ قصہ تمام ہم سے سنا یا سنجائیگا
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا ۔ تم کیون خفا ہوئے تمہین اللہ کیا ہوا
صیاد اور بند قفس سے رہا کرے ۔ جہوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

جانے دے اے تصور جانان نکر تلاش
ایسا نہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے

بات کرتے ہین وہ گہڑیو نہین حیا کر سالک
وعدۂ وصل ہین اونکو بہی مزا آتا ہے

سائل مرزا محمد یار بیگ اوزبک دہلوی موطن تلمیذ حاتم و سودا ست

وہ حمایل ہوگیا دست شکستہ کی طرح
آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا

ندیکہا زندگی مین اوسکو سائل
بھروسا کیا نگاہ واپسین کا

سپہر شتاب خان باشندۂ دہلی از مرزا صابر باستفادہ پرداخت دیوان دارد

تکلیف نماز اور ہمین زاہد سے عجب ہے
بیٹھے ہوے کچہہ ہم بہی تو بیکار نہین ہین

دس غیر و نہین آ بیٹھے اگر ہم بہی تو کیا ہے
ایسے تو کچہہ ان لوگو نہین ہم خوار نہین ہین

سجاد میر سجاد باشندۂ اکبر آباد فرزند میر محمد اعظم شاگرد ابر ست

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے درکنار ہوتے ہین

ہرگز آنے نہ دینگے غیر کو جان
ہونگے کیسے ہی ہم گلے گذرے

سحر میر ناصر علی ابن میر محمد علی ساکن کول از تلامذۂ ناسخ در سنہ ۱۲۷۹ھ تلخابۂ مرگ چشید
و اوراست

کچہہ سخت نکہنا کسی بدمست کو ساقی
شیشے سے فزون ہی دل میخوار بغل مین

نکلا ہے جو دم حسرت دیدار مین اے سحر
کس پیار سے لیتی ہے مجہے گور بغل مین

سحر منشی دیبی پرشاد ابن منشی چنی لال اصل وطن او بانگرمئو در جوار لکہنو ست آما
از زمانہا در شہر بدایون اقامت دارد و برعہدۂ سب ڈپٹی انسپکٹری ماموراست
علاوہ دیوان و واسوخت چند رسائل در فن بلاغت وغیرہ ترتیب دادہ اصلاح سخن
از مرزا حاتم علی مہر بدست آورد و اوراست

تیغ ابرو سے قتل کر ظالم
کون احسان اوٹہائے خنجر کا

اوس غیرت چمن کو جو پہلو مین پائیے دل
پہر سینے مین خوشی سے نہ پہولون سمائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا
قابل ہی تہا اسکی یہی تہی سزا دل

ہوتے مرے غیر پہ نکر ظلم
کیا یار ابہی سے مر گئے ہم

آپکی سنکے بار بار نہیں
ابتو ہان کا بہی اعتبار نہیں

دل شگفتہ ہوا کی سیر چمن شاد رہے
باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

سحر مرزا افضل علی لکہنوی خوش باش جوار کلکتہ تلمیذ مرزا علی جان شفق ہ

سنکا لین صلح مین ادہبن کی باتین
دیا بوسہ تو پیچ و تاب کہا کر

کہولا و چشم افسون گر مین سرمہ
دکہا و سحر کو جادو جگا کر

سحر منشی عبد المجید از باشندگان کاکوری فرزند غلام مینا ہ

نام کو مجہہ سے نہ الفت نہ ملاقات رہے
دنکو بہی آپ وہین رہیے جہان رات رہے

یہہ شب وصل مین گردونکی عداوت دیکہو
صبح ہوتی ہے مرے گہر مین پہر رات رہے

سحر شیخ امان علی نقد محمد امین لکہنوی موطن تلمیذ رشید برق دیوانے دارد ہ

جو کچہہ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رو یا کرے گلا دل کا

منہہ کو آئینہ مین کیا دیکہکے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

سحر راجہ نواب علی خان ابن امیر علی خان از عمائد خیرآباد گذشتہ ہ

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچہا
ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرین گے

حور و غلمان کہان ناز و ادا صورت انسان
جنت مین بہی دنیا کے مزے یاد کرینگے

سیر مرزا زین العابدین خان چشم و چراغ نواب سالار جنگ از علم بہرہ داشتہ بزرگانش ببارگاہ فرخ سیر باریاب بودند او دیوانے مجلد و ضخیم گذاشتہ او راست ہ

بے تکلف تہے و لگے لپٹنے تک
ہم سے اب آپ منہہ چہپاتے ہین

ہماری آہ پہ ہنستا ہے کیا تو
دکہا دینگے تجہے اسکا اثر ہم

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نجاؤن سر سبز / کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہی مجھے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان رکن رکین جہان آباد است دیوانے و تذکرہ ریختہ نشانمند خویش گذاشت ازو است ع

کوچہ یار مین خوابیدہ اس آرام سی ہون / شور محشر کو بھی ہوویگا جگانا مشکل
دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اوسکے تو سرور / یار کے ہاتھ کا لکھا ہے سبا دامٹ جائے
عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے / ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے
مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین / قصہ ہی زندگی کا یہہ سب نقصان تھا

سرور مرزا رجب علی بیگ ابن مرزا اصغر علی از اہالی لکھنو بودہ است با نوازش حسین خان نوازش تلمذ داشت در خطاطی و موسیقی بہرہ اش بود فسانۂ عجائب و شگوفۂ محبت و گلزار سرور وغیرہ اورا یادگار است ع

ہزار صدمہ یہ دل نے ہمارے اُف بھی نکی / جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
کوچۂ قاتل مین جاکر اپنے ہاتھون جان دی / مرتے مرتے کام آئے یہہ ہمارے ہاتھ پاؤن
یہہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا / گلے سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا
ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے / کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے آتے ہین

سرور مرزا عزیز الدین باشندۂ دہلی داماد ابو ظفر بادشاہ تلمیذ ذوق ع

ہوتے ہین آپ چین بجبین بات بات پر / یہہ ڈھنگ ہین تو ہوچکی صورت نباہ کی

سعادت سید سعادت علی از باشندگان امروہہ ہمعصر سودا است ع

یار سے جو رقیب لڑتے ہین / یہہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید مرزا آغا نجف نور دیدۂ مرزا امیر بیگ از سکنائے لکھنؤ خوش باش کلکتہ از تلامذۂ مرزا مہدی قبول اوراست ع

گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی / عینک لگائیے چرخ سے و آفتاب کی

ہم دعا دینگے رہا کردے قفس سے صیاد — تو پھلے پھولے گا ہم سیر چمن دیکہینگے
مجہہ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی — ہے بوریاے فقر بہ عزت فقیر کی

سعید حکیم اکبر حسین باشندہ لکہنؤ چندے در بہوپال بتلاش روزگار طرح اقامت ریختہ سمند عزم را مہمیز کرد ؎

لبون پر انتظار یار مین لٹکا ہے دم میرا — اجل منہہ دیکہتی ہے پاس آکر دمبدم میرا

سلطان خواجہ طالب علی خان المعروف بہ خواجہ سلطان جان فرزند خواجہ حسین علی خان از رؤسا عظیم آباد و از احفاد خواجہ عبید اللہ احرار نبیسہ خواجہ میر درد در موسیقی کمالے بہم رسانیدہ بود در ہر دو زبان پارسی و ریختہ خوش فکر میکرد در سنہ ۱۲۸۱ھ از دار الفنا بدار البقا رخت بربست ؎

دل کی جا سینہ مین میرے اوسکا پیکان رہگیا — میزبان جاتا رہا اور گہر مین مہمان رہ گیا

مانی ملینگی خاک مین سب موشگافیان — اوسکی کمر مین فرق اگر بال بہر رہا
اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت — اور سب باتین تو موقوف ہین چل دور بہت
چاہیئے عاشق و معشوق مین گرما گرمی — وصل کی رات نہین خوب یہ بیشرمی
دام بلائے عشق مین ہم بے سبب پڑے — کمبخت دل یہ ہائے خدا کا غضب پڑے
ہمکو پردے سے فقط بات بنا آتی ہے — یا کبھی چاند سی صورت بھی دکہا آتی ہے

سلیمان مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ طبعش را اندرین فن مناسبتے خاص بود کہ دیگران از وے کم بہرہ یاب اند اکثر سخنوران بر خوان بذل او جاجی یافتند در سنہ ۱۲۵۳ھ محمل عزم سمت عدم راند از رحمت خدا سال وفات او بر می آید اکبر آباد خوابگاہ اوست دیوانے از و یادگار ماندہ این چند ابیات

ازان اوست ؎

جنازہ ترے دیوانیکا اس توقیر سے اوٹھا — کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

کرے یہہ کاش فلک پیر سے بند بند جدا — یہ مجھسے ہو نہ مرا شوخ خودپسند جدا

لبوں تیہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا — تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

زخم کہاکر جو گرا مین تو وہ یہہ کہنے لگا — اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

برقع نہ اوٹھا بزم مین تو منہ سے وگرنہ — حالت ابھی ہوجائیگی تغییر کسو کی

گالی نہ بکا کرو کسیکو — بس بس اپنی زبان سنبھالو

یہہ طفل اشک آنکھون سے نکل کر — مری چھاتی سے پہرون لگ رہی ہے

سلیم میر عباس ابن میر عالم ساکن لکھنؤ تلمیذ آتش دیوانے او راست ؎

واے قسمت نہوا یار بغلگیر سلیم — رہ گیا عید کو ارمان مرے دلکا دل مین

سلیم تخلص علی حسن خان نام گرد آور این جریدہ و مؤلف این صحیفہ ابن نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ مفصل در صبح گلشن نگارش آوردم اینجا برہمین قدر اقتصار میرود کہ بروز چہارشنبہ چہارم ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۳ھ از خلوتکدۂ عدم بہ بزمگاہ وجود آمدم بعد پرورش بظل شفقت والد ماجد عز مجدہم در اندک مدت اکثر کتب درسیہ فارسی و عربی از مولوی محمد احسن صاحب بلگرامی وغیرہ بپایان رسانیدم و امروز ہم برسر این کارم و در علم حدیث از مولوی سلامت اللہ صاحب استفادہ می نمایم خدایش بپایان رساناد پیشتر در پارسی بیشتر فکر میکردم و براہ ریختہ پا نمے افشردم مگر از چند روز بترغیب احباب عنان توجہ باین سمت تافتم ہرچند گفتار خویش را لایق اندراج نمی یابم و بہ بزم سخن ہم پہلوے سخنوران نشستن نمی خواہم مگر بحکم آنکہ ؎ زنیکان کہ داند اگر بد نباشد ❊

آنچہ ازان خود دارم برطبق عرض میگذارم یارب بمنظور نظر ذرات نگہان باد و مقبول طبائع روشن طبعان ؎

غمزۂ و ناز و عشوۂ و انداز — انہین دو چار نے تو مارا ہے

شوق نے اب اور مضطر کر دیا — چٹکیان لیکر دل ناشاد مین

تجہہ سے ظالم کے جور اوٹہاتے ہین — یہہ دل اور یہہ جگر ہمارا ہے

اگر بگڑی ادا زلف دوتا کی — اوڑا دون دہجیان باد صبا کی

کہڑے ہین کب سے ساقی لئے ہم در پہ پیمانہ — نہو جائے گا خالی ایک دو چلو سے میخانہ

تسلیم اکسیر ہے مجہکو غبار کوچۂ جانان — اوڑاؤن خاک جنگل کی نہین مجنون سا دیوانا

درد فراق اوس سے بیان کیجئے تو وہ — کہتا ہے رہنے دیجئے بس بس سنا سنا

تم تو تسلیم کہتے تہے اوس سے لڑینگے ہم — تم آج وان گئے تہے کہو کیا کہا سنا

جلوہ گر آنکہو مین جب دم لب جانان ہوگا — تار نظارہ رگ لعل بدخشان ہوگا

دیدۂ دل سے نہان ہوگی اگر زلف تری — صحن گلزار ہمین گوشۂ زندان ہوگا

سلام نجم الدین علی خان ولد شرف الدین علی خان پیام متوطن شہر اکبرآباد بودہ است ہ

حدیث زلف چشم یار سے پوچہہ — درازی رات کی بیمار سے پوچہہ

سودا میر محمد رفیع ابن محمد شفیع کابلی موطن و دہلوی مسکن مرد میدان سخنوری و آفتاب سپہر نکتہ پروری در ستایش او لب کشادن داد خامہ فرسائی دادن است دانا داند و شناسا شناسد کہ پایۂ سخن او از کجا بہ کجا می رسد آری خوردہ گیران از جہت ہجو و مذمت گفتارش را نمی پسندند مگر این چہ از تعصب بیجاست کہ از راہ نہفتہ و سنگہار رفتند اگرچہ ہجو و مذمت فی نفسہ کار نکوہیدہ است اما اقتضاے سخن فہمی آنست کہ ہر سخن را روش ہمان سخن بنگرد گرفتم کہ سودا کام براہ ہجو بیشتر کشادہ و بہ جادۂ مذمت پا نہادہ اما دیدنی است کہ دران ہم ہیچ عنوان افسون سخنوری

دمانیده است وسکه نغز بیانی باقلیم سخن نشانیده المختصر به تلمذ شاه حاتم نسبت دارد از نواب آصف الدوله بخطاب ملک الشعرا المخاطب گشته وسخن آشنائی بران ربا نیاورده در سنه ۱۱۹۵ براه عدم پا نهاد وکلیات اورا یادگار ربست ٥

صحبتو نکا نہ کرو غیر کی مجھ سے اخفا — کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

ہاتہکی پہرے ہے کب سے خدایا مری دعا — دروازہ کیا قبول کا معمور ہوگیا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہی متوالا

غیرونکی بات پر نکہون کان مت رکہو — لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کیطرف

سودا کو کہتے ہین کہ ہی اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہہ حرف بھی مشہور ہوگیا

کہتے تھے ہم نہ دیکھہ سکین تجھکو غیر پاس — پر جو خدا دکھائے وہ لاچار دیکھنا

ابتو مین ہوٹ نیکا نہین اوسکو ناصحا — ہونی جو کچھہ تھی قبلہ حاجات ہوگئی

غنچہ سے مسکرا کے اوسے زار کر چلے — نرگس کو آنکھہ مار کے بیمار کر چلی

یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا — نظرون مین سوطرحکی حکایات ہوگئی

دہن غنچہ کا جب دیکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے

اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین — پر اتنا ہی کہ ان دونو سے میرا جی بہلتا ہے

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے — باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

تنہا سے ماتم مین نہین شام سیہ پوش — رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

تجھبن تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دہر دے — پیار سے یہہ کہین سے ہو ہر کاری وہر مرے

بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے — حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور — آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

گرہو شراب وخلوت ومحبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز مولوی عبدالکریم تخت جگر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی عذوبت از ناصیۂ گفتارش پیداست ؎

ہوتے ہی ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا

کوئی افسانۂ غم دل کے برابر نہوا
لکھے سو حرف نہ پر اک حرف مکرر نہوا

تو مر نجائے کہین سوز غم مین رک رک کر
ذرا تو حال کہا کر کسی سے یار اپنا

ظالم ترے تشنون کا گلو تر نہین ہوتا
جب تک کہ روان حلق پہ خنجر نہین ہوتا

تو بھی دے چاہے جس انداز سے آزار مجھے
مین بھی دیکھون کہ ترے ساتھ ہی کیا پیار مجھے

سوز محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی مولد بخاری موطن مقیم لکھنؤ در خطاطی مشاق و بہ تیر اندازی شہرۂ آفاق بودہ پیشتر میر تخلص میکرد چون میر تقی بہ لکھنؤ رفتہ سوز تخلص گزید کلامش سنجیدہ و نکوست ہمانا گواہ فکرت اوست اوراست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہوگیا
آہ یارب راز دل ان پر بھی ظاہر ہوگیا

تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا

کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مینے پالا
اسپر بھی میرے منہہ پہ تو گرم ہوکے آیا

کی فرشتونکی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارونکو
راہ ملتی ہے نہین دشت کے آوارونکو

قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہی تو کسکا
دہشت سے اوسے یاد مرا نام نہ آیا

قتل سے یہہ نہ سمجھنا راضی ہر اپنے اس لئے
ہاتھہ مین اگر ونہ تو دامان قاتل ہوئیگا

مین اگر قید حیا سے چھوٹون
ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

سر زانو پہ ہو اوسکے اور جان نکلجائے
مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

منہہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھہ تو تجھہ سے ملا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے

مثل نَے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھہ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

فرض کیا مین نے وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سیاح میاں نداد خان ابن عبد اللہ خان تلمیذ غالب دہلوی باشندۂ اورنگ آباد عمرہا بسیر و سیاحت ماندہ مدتہا برفاقت نواب غلام بابا رئیس سورت بسر بردہ گویند کہ بعلت جرم دایم الحبس گردیدہ طبع شگفتہ دارد او راست ع

عبث جاتا ہے کعبہ کو خدا نزدیک ہے دل سے
تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بے وفا سمجھا
سمجھہ اوس بدگمانکی سارے عالم سے نرالی ہے

بچھاتا خار غم ہر دان جہان بستر لگاتا ہون
کھٹکتی ہے مری دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

حرف الشین

شاد شخصے از باشندگان پٹنہ بود بر روئداد آگہی دست نداد ع

خون ٹپکتے تہا آنکھونسے لگے جھڑنے شرر بہی
کامل ہوگئے فن اپنے مین یہہ دیدۂ تر بہی

شاد شیخ محمد جان فرزند وارث علی باشندۂ لکھنؤ تلمیذ میر کلو عرش و در پارسی از مرزا علی اکبر شیرازی اصلاح میگرفت او راست ع

جلتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مرے پہ
مُردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد فضل علی از تلامذۂ مصحفی بودہ دیوانے گذاشتہ اینکہ از گفتارش بہم رسید ع

عجب کمبخت وہ ساعت تہی اے شاد
لگا تہا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شادان مرزا حسین علی خان دہلوی فرزند مرزا زین العابدین خان عارف مرزا نوشہ باصلاح گفتارش پرداخت او راست ؎

شادان نے دل لگا کے بہت نے برا کیا
اوس سے یہہ راز عشق چھپا یا نجائیگا

شادان رحمٰن بخش بن فیض بخش تاجر از شاگردان عبد الغفور خان نساخ وطن وے فرید پور بود اما از بزرگی زمانہ بزرگان او بکلکتہ اقامت گزیدند ؎

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر
بہلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین

ذکر وفا پہ دیتے ہو کیون گالیان مجھے
گر جی سنجا ہے آپکا اچھا نہ کیجیے ✣

شاعر میر بسم اللہ از سکنا رلکھنو ابن میر نوروز علی شاگرد کرامت علی خان فرخ دیوانے دارد ؎

سنین سو گالیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر
پہر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل

شاکر شاہ شاکر علی دہلوی موطن مرد درویش صفت و صاحب دل بود ؎

ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہی شرمانا کیا
دور سے شکل دکہا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر منشی عبد السبحان بن قاضی اکبر علی از اہالی کلکتہ بود و از مولوی عصمت اللہ الشیخ باستفادہ پرداخت ؎

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیتا
تماشے مرغ بسمل کے دکہاتے ہین جوان کیا کیا

کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہون
پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ

تو رموت کا جینے کی تمنا نہین رکہتے
ہم دلمین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکہتے

شاکی مرزا بختاور شاہ بہادر خلف الصدق ابو ظفر بہادر شاہ تلمیذ رشید حافظ قطب الدین مشیر ؎

لاے اے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل
کون دونو مین کرے جلد اثر دیکھین تو

شرر حافظ میر حافظ نبیسۂ حافظ اشرف متوطن دہلی ؎

یہہ بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین — زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا
تم جانتے تو ہے کہ مروت نہین ذرا — مرنا تمہین پہ تو نہ شرر کیا ضرور تہا

شرر مرزا غیاث الدین ابن قمر الدین شیدا از احفاد شاہ عالم بادشاہ و تلمیذ ذوق دہلوی ہ

ہر جفا کو تری وفا کہیے — یہہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
چشم دریاے خون ہے یا طوفان — کیا بلا ہے یہہ ماجرا نہ کھلا
تجہے دکہادون تماشا مین بیوفائی کا — یہ کیا کرون کہ مجہے منہہ ہے آشنائی کا

شفق مرزا علی جان ابن مرزا جان تلمیذ رشید ہجر باشندۂ لکھنؤ دیوانش تلف گشتہ این دو بیت از وست ہ

طمع دو آنسوؤنکی بہی نہ رکہو اہل دنیا سے — شفق جی بہر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
جو بات کی اونہون نے خبر ہوگئی ہمین — حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفاے دل

شمیم سید قدرت علی فرزند میر انتظام علی سہسوانی بزرگان او اندرین ریاست تعلق ملازمت دارند ازین جہت او ہم درینجا اقامت دارد منشی صہبا سہسوانی مصلح گفتار اوست ہ

ہجر مین آگ نظر آئی شراب گلگون — ساغر مے کو ہتیلی کا پہپہولا سمجہا
مہ کامل کبہی سمجہا کبہی مہر روشن — اللہ اللہ ترے رخسار کو کیا کیا سمجہا

شمس میر آغا علی تلمیذ قاضی محمد صادق خان اختر باشندۂ لکھنؤ ہ

بشر کا حسن کیا شے ہے پری طبیعت آہی جاتی ہے — دعاؤن سے نہین کٹتی یہ آفت آہی جاتی ہے
یہہ تو فرمائیے کب آئیے گا — لو خوشی آپکی رخصت ہی سہی
نکرو بات ادہر دیکہہ تو لو — نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون مین — سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی

شناور صاحب مرزا ابن شاہ میرخان نیشاپوری ساکن فیض آباد اقامت گزین لکھنؤ تلمیذ آتش ہ

یاد ہین مجھکو بھی عیاری کے دستور بہت — آپ گر دور تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت

لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہمبستر بھی ہوتے ہین — اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم بھی سمٹتے ہین

دینا تھا مرا خط اوسے غیرونسے چھپا کر — اتنی بھی تجھے عقل نہ ای نامہ بر آئی

شوق شیخ الٰہی بخش از سکنائے اکبرآباد ملازم مرزا مظفر بخت در سنہ ۱۲۴۱ھ جامۂ ہستی گذاشت در پارسی و ریختہ دو دیوان دارد ہ

اوس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے — جون نقش پا جہان کہ یہہ بیٹھا وہین رہا

شوق مولوی قدرت اللہ متوطن موضع موی مضافات سنبھل مرادآباد مقیم رامپور از افغانان از علمائے مشاہیر بودہ است این بیت از وست ہ

ای خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی — کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوکت میر حسین علی از عمائد دہلی بود چہ خوش نغمۂ شیرین میسراید ہ

جرم سے ستی کے کعبہ مین نہو رہ تو نہو — بتکدہ کا تو خدا کے فضل سے ہے در کھلا

اوس سنگدل کے دلمین تو تاثیر کچھ نہ کی — کیا فائدہ فلک سے جو نالہ گزر گیا

جی لگ گیا قفس سے ہمین کچھ نہین خیال — موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام — معلوم بھی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شکوہ مین کرنے لگا تھا پر جفائے یار سے — لب تک آتے آتے وہ سب حرف افغان ہو گیا

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی — دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہئے

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر — وہ مرتے مرتے یہہ بھی بڑا کام کر گیا

تھی عار جنکے نام سے کی اون کی التجا — لگ جائے آگ اس دلِ خانہ خراب کو

بسکہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل
اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

شہرت مرزا حاجی بن مرزا قیام الدین از اولاد شاہ عالم بادشاہ تلمیذ عبد الرحمن خان احسان گفتارش ہمہ مایۂ انتخاب است او راست ۵

پہوٹ کر رونے سے اپنے زخم دل خندان ہوا
ہم اگر روئے بہی تو اس رونے پہ ہنسنا ہوا

کچھہ نشان مجھہ بے نشان کا بعد مردن بنگیا
حسرتین ہو ہو کے اکجا جمع مدفن بنگیا

مہلت بقدر گردش ساغر تو دے فلک
ساقی کو ڈہب پہ لائے ہین سو التجا سے ہم

تھوڑی امید وصل پہ رسوائیان ہوئین
جان دینی اب قبول یہ کرتے دعا نہین

لبو نپہ آنے نپایا تہا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہوگئے خفا ہم سے

نہ چہوٹا زلف سے دل اور نہ دل زلفین بنانے سے
یہہ وہ جنجال تہا جس سے نہ تم نکلے نہ ہم نکلے

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبد الرسول خان عروضی لکھنوی با مصحفی و نصیر دہلوی نسبت تلمذ داشت در عروض و سیاق دستگاہ بلند و پایۂ ارجمند بہم رسانیدہ بیشتر در سیاحت ماندہ در ۱۲۵۶ھ بعد ادای حج بیت اللہ بمدینہ منورہ رسید چون نظر بروضہ مطہر گماشت قالب خاکی گذاشت دیوانے دارد ۵

نام میت کا سننے سے جسے غش آتا ہو
وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

جلد انصاف ہو کہ خلق کا اے داور حشر
پہر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

وعدۂ شام ہی کی ہنسے عبث جاگ کے صبح
وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

ہزار مرتبہ دیکہا ستم جدائی کا
ہنوز نہ حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

شہیدی حشر کے دن بہی ہمارا ہو چکا اوٹہنا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجہے یون ہر دم
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹہنڈا
لے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹہنڈا

بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے — سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اوسیکے ہاتھ — خنجر تو یون گلے پہ مرے بار ہا پہرا

کانون سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شی — آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا

ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا — یہہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا

ظالم کبھی تو بام پر آجا کہان تلک — بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکھکر

یا کبار ز ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پہ — لائے پروانہ چراغ اور گل چڑہائے عندلیب

ہوئے عشاق نوازی کے وہ دل سے مصروف — ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

بیقراری دل کی مین کیونکر جتاؤن یار کو — سینہ پر جب ہاتھ رکہتا ہی ٹھہر جاتا ہے دل

مین تو سمجہاؤن ہزار اوسکو شہیدی لیکن — میرے سمجہانے سے کب یہہ دل شیدا سمجہا

دل مین کچھ سوچ کے شرمندہ سا رہجاتا ہے — گھر مین سن سنکے وہ چرچا مری رسوائی کا

اغیار کا منہہ تہا مجھے محفل سے اوٹھاتے — سچ یون ہے تری رنجش بیجا نے اوٹھایا

میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تہا — اپنا لاشہ اوٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

سو نہ دو تم دو ہی دو بوسے وہ لے اک ڈھب کے دو — ہے مثل مشہور ین مطلب کے سو مطلب کے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے — دن عیش کے گھڑیون مین گزر جاتے ہین کیسے

قتل کرتا ہے مجھے وہ اپنا عاشق جانکر — ہاتھ سے اوسکے گلے پر میرے خنجر کیا چلے

مدعا گر کام دل ہے یار سے + — دل مین سو آسکتے ہین بازار سے

ظلم وجفا کا طور وطرز آنکھون دکہا دیا کہ یون — مہر و وفا کے باب مین منہہ سے نہ کچھ کہا کہ یون

شیرین تخلص حضرت عفیفۂ دوران و معصومۂ زمان بزم افروز ابہت و اجلال مسند آرائے جاہ و اقبال زیب اورنگ سروری درۃ التاج برتری جناب

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ المخاطب برئیس ولا و راعظم طبقہ اعلاے ستارہ ہند کاگرپاے ریاست بھوپال دام ظلالہا علی العالمین بالاقبال والاجلال ترجمہ حافلہ حضرت ایشان در صبح گلشن و شمع انجمن بہ بسط تمام سمت نگارش یافت و محامد و محاسن جمیلہ ایشان کالشمس فی نصف النہار روشن تر است محتاج گزارش نیست سال ولادت ایشان از خورشید اقبال دریاب در اوائل از انچہ بریختہ فکر فرمودہ دیوانے ترتیب داد کہ بقالب طبع ریختہ شد بیشتر در پارسی گفتار فکر میفرماید کسے را از ذکور و اناث نشنیدہ یا علمی کہ با این ہمہ اشتغال عظام امور ریاست و ہجوم کار و بار سیاست و عدالت در تنگناے سخن باین عنوان شایستہ پا گزاشتہ باشد در ینجا چند ابیات از گفتار سابقہ ایشان انتخاب زدہ نذر دیدہ ارباب بصیرت می نمایم چہ زیبا می فرماید ؎

پہلی سی اُس کا وٹ نہین اب ہی نظر لطف — آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بھی تری زلف نے کافر — اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا

تم وہ نہین رہے ہو تو ہم بھی نہین ہین وہ — اسوقت مین جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا
سرخرو ہونیکے قابل کیا حنا تھی مین نتھا — آپکے قدمونکے نیچے اوسکو جا تھی مین نتھا
حال دل کہنے کے قابل ہی نہین ہم کیا کہین — تم کبھی نہ پوچھو ہمسے تمکو کیا ہوا
قابل پابوس ہی کیا ہم نہین ہین آپکے — کیا خطا کی ہم نے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین — ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
کیون نہ آتے ہی وہ اوٹھ جاتے مرے پہلو سے — بیٹھنا دیر تلک منع ہے بیمار کے پاس
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے — دنیا مین اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

شفیقہ اعظم بیگ خان متوطن لکھنؤ تلمیذ جرآت ؎

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم — بیٹھے منہہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

شیفتہ نواب محمد مصطفے خان بہادر خلف ارشد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ از عمائد دہلی بودہ است در ریختہ بمومن خان دہلوی تلمذ داشت و در پارسی از مرزا نوشہ باستفادہ پرداخت گفتار دلنشینش روح فصاحت است و جان بلاغت و سخن شیرینش بیخ لطافت ست و اصل سلاست در سنہ ۱۲۸۶ کوس رحلت نواخت و تذکرہ و دیوانے یادگار گزاشت این نغمہ شیرین از جوش نکارت اوست چہ خوش گفتہ ؎

آپ مرتے تو ہیں پہ جیتے ہی بن آئیگی	شیفتہ ضد پہ جو اپنے وہ ستمگر آیا
کون کہتا ہے کہ ظلمت میں کم آتا ہے نظر	جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
بسکہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا	پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
سب باتیں اونہیں کی ہیں یہہ سچ بولیو قاصد	کچھہ اپنی طرف سے تو تصرف نہیں کرتا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار	شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا	خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھکر
کہہ ہم سے خفا وہ ہیں گو اونسے خفا ہم	مدت سے اسیطرح نبہے جاتی ہے باہم
آنکہوں نے یوں اشارہ دشمن نہ دیکھتے	ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیوں میں ہم
کہتا ہوں جو غیر سے نہ ملیئے	کہتا ہے کہ کیا میں بیوفا ہوں
ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا	آفت تو یہہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہیں
غیر سے حرف تمنائے جفا کہتے ہو	کس سے کہتے ہو تمہیں خیر ہی کیا کہتے ہو
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار	وان کچھہ نہو تو جوش یہاں اسقدر نہو
خجل ہوں آپ میں بیوقت اپنے آنے سے	تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
ایسے جفا سے یار میں پائے مزے کہ بس	منکر ہی ہو گیا میں عذاب الیم کا
یاس سے آنکھہ بھی جھپکی تو توقع سی کھلی	صبح تک وعدہ دیدار نے سونے نہ دیا

نہ لکھنا تھا غم ناکامی عشق
جواب نامۂ بے مدعا کیا

میرے آنے سے تم اوٹھ جاتے ہو
بزم دشمن مین بٹھاؤن کیونکر

ایسی رنجبت سے کرے قتل گمان کا ہیکو تھا
شیفتہ اوسکو تو لو تم سے محبت نکلی

ناصح تری زبان ترے بس مین نہو تو پہر
انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے

پہر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے جب آپ کوے یار سے

ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہوچکی

بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
یہہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

شیخ محمد جان باشندۂ لکھنؤ در خوشنویسی یدطولےٰ دارد بیتے از گفتار سابقۂ او گوش خوردم کہ بضبط کتابت درآوردم ہ

الفت مین اونچ نیچ نہ سوجھی جہان کی
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

حرف الصّاد

صابر مرزا قادر بخش فرزند مرزا کرم بخت بہادر نبیرۂ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی با عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی نسبت تلمذ داشت تذکرہ و دیوانے بزبان ریختہ یادگار خویش گزاشت ہ

کیا ہمکلام ہون کہ خدا نے بنا دیا
اسے یار بے دہان تجھے اور بے زبان مجھے

صاحب شیر زمان خان نبیرۂ و تلمیذ عبد الرحمن خان احسان متوطن دہلی ہم از ذوق دہلوی استفادہ داشت او راست

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا
ہر گز کبھی تیشہ کا سرا او پر نہین ہوتا

ذرا آنکھوں میں رکہنا اوسکو صاحب
کہین یہہ طفل اشک ابتر نہو وے

صادق صادق علی خان المعروف بہ میان ستا بیگ قلندر بخش جرأت مصلح گفتار او بودہ این رباعی از گفتار اوست ؎

کس سے کہون آہ جا کے حالت دلکی — گھٹتی جاتی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح مرزا مصلح الدین ابن مرزا حسین بخش نبیسۂ ابوظفر بادشاہ از ارشد تلامذۂ مرزا پیارے رفعت او راست ؎

نکلتی جان تو کیونکر نکلتی — کہ دم تو یار مین اٹکا ہوا تھا
وہ لوگ کون تھے کہ جو برسون ستم سہے — اپنا تو دو ہی دن مین عجب حال ہو گیا
ہمکو تو دل لگی مین اوٹھی ہین علالتین — سو دل خدا جو دیوے تو سوجا لگائیے
زندگی کی کوئی صورت نہین آتی ہی نظر — درد دل مین یہ اوٹھا ہے کہ خدا خیر کرے

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین حسین از باشندگان سہسوان از قدر افزائی رئیسہ عالیہ اندرین ریاست تعلق ملازمت دارد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ دستگاہ دارد مثنوی شوکت خسروی بروش سکندر نامہ بمدح رئیس رامپور نتیجۂ فکر اوست میگویند کہ بار ہا گفتار خویش گرد آورد و بدیگران قسمت نہاد امروز بیش از دو سہ غزل از آن او نخواہد بود این ابیات چند او راست چہ خوش گفتہ ؎

شب وصلت ہی خلوت مین نہ غیر اسکے لقا ٹھہرے — نہ اندیشہ رہے دلمین نہ آنکھون مین حیا ٹھہرے
کرے وہ قتل یا چھوڑے صبا ہی اختیار اوسکو — رہی مرضی ہے اپنی بھی جو قاتل کی رضا ٹھہرے
جیتے جی موت کی بھی یاد نہ بھولے انسان — رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے
یان شوق کی کثرت ہی تو وان شرم ہی حد سے — جھگڑا یہ سوا رات ہے کم دیکھئے کیا ہو

صبا میر وزیر علی ابن میر بندہ علی لکھنوی موطن تلمیذ رشید آتش در ۱۲۷۱ از پشت اسپ بر افتاد و جان بداعی اجل داد سخن شایستہ سیفر باید ؎

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
کیونکر کوئی جیئے گا جب یون عتاب ہوگا

لے گیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
رہ گئے دیکھتے منہ شیخ و برہمن کیسا

آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
وہ ابتداے عشق تھی یہہ انتہاے عشق

تجربہ دونونکی جان بازیونکا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہوجاے

صبا کانجی مل فیروزآبادی موطن و لکھنوی مسکن شاگرد مصحفی در عین شباب درگذشت دردیوانے یادگار گذاشت اوراست ؎

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ آیا
جسکے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا

مجھے آتا ہے تحیر حرم اوس قاتل کے کوچہ مین
لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا مرزا راجہ شنکرناتھ بہادر ولد راجہ رام ناتھ بہادر تلمیذ سعادت یارخان رنگین این دو بیت از نتایج افکار اوست ؎

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھ سے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا

ہون مین صدقے ترے بہانے کے
خوب ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبر اجودھیا پرشاد کایستھ باشندہ شاہجہان آباد از منشی بسنت سنگھ نشاط و شاہ نصیر باستفادہ پرداخت ؎

خزان کے روز تو رو رو کے باغبین کاٹے
پھنسے قفس مین جواب موسم بہار آیا

صبر کب دیتے تھے ہم اوس کاکل پیچان کو دل
آپ سے مانگا تو پھر موقع نہ تھا انکار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان
ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عز و شان نہین

صدق شیخ محمد اشارت علی خلف شیخ نوازش علی کمبوہ از سکنای میرٹھ با امداد خان گرم تلمذ داشت اوراست ؎

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے
اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہوگیا

مین کہان وہ کہان جلسے
چشم بد لگ گئی مقدر کو

صفیر محمد میر خان شنیدہ ام کہ یکے از تلامذۂ میر امداد حسین صفیر بودہ زیادہ برین آگہی نیافتم ۵

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے ‌ ‌ ‌ آج دے ڈالیئے اک بوسہ کڑا دل کرکے

صفدر تخلص نواب صفدر علی خان ابن نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم والی رامپور عم عالیمقدار نواب کلب علیخان بہادر فرمانروائے حال رامپور ست گرامی برادرش نواب محمد یوسف علیخان بہادر مغفور اورا بظل حمایت پرورد فارسی خوب میداند و خط خوش می نگارد در فنون سپہگری مشاق است و در تصویر کشی شہرۂ آفاق در عالم سیر و سیاحت بر پری پیکرے فریفتہ شد و شعر و سخن را ذریعۂ اظہار درد دل یافتہ دل بشاعری بست منشی امیر احمد امیر کہ تلمیذ منشی مظفر علی اسیر ست اوستاد اوست ہمارین زمانہ کہ تذکرہ بزم سخن زیر تدوین ست دیوان خود را کہ حاوی اصناف کلام باشد فرستادہ است بندہ ازان بطریق انتخاب نذر شایقین کلام کردہ میشود ۵

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون ‌ ‌ ‌ ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا
ہرچند وہ خفا ہے صفدر یہی عذر لازم ‌ ‌ ‌ چل تو معاف کردے شاید قصور تیرا
وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا ‌ ‌ ‌ کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہی شہرہ دور کا
کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے ‌ ‌ ‌ جوبن ہے ہمیہ نام خدا پھر کسیکو کیا
مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا ‌ ‌ ‌ جناب خضر کہیہ آب بقا شراب نتھا

کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خوفناک نطوق سے
سبب انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف ‌ ‌ ‌ تیرے سر پہ خون میرے سر پر احسان رہ گیا
بڑی بات یہہ ہے کہ قاصد کسی نے ‌ ‌ ‌ لکھا ہے ہمین خط مین شیدا ہمارا
ذرا بزم سے اوٹھکے خلوت مین سنلو ‌ ‌ ‌ خدا جانے کیا مدعا ہے کسیکا

RESERVE BOOK

فغان کو سنکے مرے تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہے مرا منہہ مری زبان صیاد

مین نے کہا جو اونسے کہ شاکی ہین ہم
آنکھین جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پہ

قصد چلنے کا ہے مقتل مین مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکھکر

ہے ابتدائے محبت سمجھے تمیز نہین
کہان کلام کرون اور رہون کہان خاموش

یہہ کہکے پھیر دیتا ہے قاصد کو یار خط
لونگا جو ایک مین وہ لکھین گے ہزار خط

ہاتہہ پہیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
سہل سی بات کو کر دیتا ہے دشوار لحاظ

کیا تکلف ہے جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
بات جب ہے کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

گلے مین مرے ہاتہہ وہ ڈال کر
یہہ کہتے ہین صفدر منالے ہمین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
کس ناز سے وہ کہتے ہین اب اور نہین نہین

کوئی اتنا تو بتا دے کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر
وہ بات کہہ کہ آئے کسی کے خیال مین

ماتم کشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین
موت خزان نہین آئی تھی پہول ہو بہار مین

نہین آتی ہے شرم سے باہر
یہہ دولہن ہے کہ آرزو دل مین

صبح جو اوسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا
ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو آج کی صحبت عام نہین

جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگے قضا ہی اور مین ہون

آگے دوراہے مین پھنسے فکر ہے کس طرف چلین
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون

صفدر یہہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملین
کچھہ رو کہین کچھہ گلہ کرین کچھہ گفتگو کرین

وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈہونڈ لینا کسی جگہہ اس نشان سے ہمکو

بیچین کر رہا ہے کیا کیا دل وجگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہمتو گھر کو

وہ چلتے ہین اوبھر کر جوش مستی مین تو کہتے ہین
نہین کچھ مال چوری کا چھپاؤن کیون مین جوبن

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن مرے کیا کرنے لگین پیار کسیکو

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

شکوونکا کچھ جواب جب اونسے نہ بن پڑا
گردنین میری ڈالدیئے ہنسکر اپنے ہاتہہ

گھونگٹ اولٹ کے اوسنے شب وصل یہ کہا
کچھ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتہہ

دکھا کر وہ تلوار کہتے ہین مجھسے
خبر ہے تمہین کیا ہوا چاہتا ہے

کچھ تو دل کو خوشی ہوا ے صیاد
جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہے

وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہے
حضور خاک سے دامن ذرا اوٹھائے ہوئے

اغیار جو آجائین تو کچھ مجھسے نہ کہنا
چپکے سے کہا یون مجھے سمجھا کے کسی نے

صفا مرزا سعید الدین عرف ننھے برادر و تربیت یافتہ مرزا رحیم الدین حیا ازادبوشم دہلی ست او راست ه

روز کے ظلم و ستم انصاف کر
چرخ اتنا دم کہان انسان مین

صفا پیرن شاہ بن رتن شاہ باشندۂ دہلی از تلامذۂ ذوق بوده است ه

چپ رہیئے خدا کے لئے اے حضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مرا دہیان کہان ہے

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ ساکن قدیم کرنال خوش باش دہلی ه

نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہمسے ترک وفا
نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا

اسطرح سمجھاتے ہے ناصح کہ دل سمجھے مرا
بند کرنا اور ہے اور سر پہ بہرانا اور ہے

صفیر نور خان ساکن میرٹھہ از شاگردان میر حسین تسکین ه

آپ خنجر بچائیے اپنا
دہیان سودائی کو نہین سر کا

صولت قاسم علیخان بن کاظم علیخان حیران متوطن بنارس ه

ملتے ہو رقیبون سے مرے گہر نہین آتے
اللہ تمہین اتنی بہی فرصت نہین ملتی

ضاد معجمہ

ضابط مہر علی خوش باش شاہجہان آباد طب نیکو میدانست ؎

یون تو ہر ایکسے وہ خلق سے پیش آتا ہے
پر ہمین سے نہ کہی اوس نے کبہی پیار کی بات

ضامن حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبرآباد ملازم سرکار حیدرآباد بود و شاہ نصیر را مصلح گفتار خویش نمود او راست ؎

تمکو کیا کیا وفا کے دعوے ہین
خیر کہیئے مجہے یقین آیا

کون اوٹہکر گیا کہ تو ضامن
ابتلک آپ مین نہین آیا

حاضر ہین دونون چاہیے اسے چاہو اوسکو لو
جان آپکی ہے دل بہی مری جان ہے آپکا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی موطن عظیم آبادی مسکن در سنہ ۱۱۹۴ داعی اجل را لبیک گفت او راست ؎

صاف تہا جب تک تو ہمکو بہی جواب صاف تہا
اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

کل کی رسوائی تجہے کچہ یاد ہے اے ننگ خلق
آج کوچہ مین ضیا تو اوسکے پہر جانے لگا

ضیا شخصے ولی اللہ نام اکبرآبادی گذشتہ جز اینش قدرش ندانم ؎

رہیگی یونہی اگر دل کو بیقراری رات
خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات

ضیغم حافظ اکرام احمد ابن حافظ قطب الدین از سکنا رامپور پیشتر حشمت تخلص میکرد عروض و قوافی نیک میدانست عمر در سیر و سیاحت بسر بردہ در ہزلیات و ریختی و مرثیہ مہمان تخلص کردی در جمیع اصناف سخن قادر بود سودائے کیمیاگری در سر داشت در سنہ ۱۲۸۶ جہان و جہانیان را گذاشت ؎

آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
پیری آگئی گئی نہین اب تک نہین نہین

حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
بعد مردن بہی رہا ہمکو نہ آرام سے کام

الطاء

طالب حافظ طالب باشندۂ رامپور مردے ہستہ ذکی الطبع بودہ است ھ

چیر کے سینے کو شق کیجیے دل دلگیر کو
یہ ہی درد جگہ ہین اور کیا کہا گیا ہین تیر کو

اشک اٹہا ہے مرا ابر سے کہدو جاکر
آبرو چاہے تو ہٹکر مرے گہر سے برسے

طالب الایچی رام ابن سونی رام از سکنائے جلال آباد قوم برہمن و از تلامذۂ عبد الغفور خان نساخ طبع شگفتہ دارد ھ

ہنسی سے شوم بہلا ہی کردی جواب شتاب
اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤ گے کہ نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تمسکو کچہہ خبر ہی نہین

طبیب حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی موطن تلمیذ رشید منیر لکہنوی

نقشۂ حشر بہی جہک جہک کے قدم لیتا ہے
تم تو دو ہاتہہ قیامت سے بہی بڑہکر نکلے

طپان مرزا احمد بیگ خان پور نواب عطاء اللہ خان از عمائد دہلی مقیم کلکتہ از تلامذۂ مرزا جان طپش بود در سنہ ۱۲۳۴ھ رحلت نمود او راست ھ

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو
امکان نہین بجنا اک ہاتہہ سے تالی کا

کیجیے دل شوریدہ کو ہرگز نہ مرے ساتھہ دفن
کہوئیگا زیر خاک بہی ورنہ مرے آرام کو

تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبہی اقرار ہوتا ہے کبہی انکار ہوتا ہے

طپش مرزا محمد اسمعیل المعروف بہ مرزا جان ابن مرزا یوسف بیگ از احفاد سید جلال الدین بخاری باشندۂ قدیم دہلی مدتے برفاقت مرزا جہاندار شاہ

بہ لکھنؤ بسر بردہ و روزگارے بمعیت نواب شمس الدولہ بہادر بہ ڈہاکہ گذرانیدہ در سنسکرت مہارتے کامل داشت و از خواجہ میر درد باستفادہ سخن پرداخت کلیاتی دارد

ایسی کیا کی ہے دلا ہمنے بتونکی چوری	دیکھکر ہمکو جو یہ آنکھہ چرا لیتے ہین
نہ پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے	ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
رنگ اپنے لہو سے تری دستار کرینگے	آخر کو ہم اکدن ترے سر چڑھکے مرینگے

طرب مولوی رحیم بخش نبیرۂ شیخ نور محمد قادری متوطن تھانیسر اقامت گزین دہلی از عبد الکریم باستفادہ پرداخت ادراست ہ

مرغ دل مشتاق ہے تیرے مژہ کی تیر کا	دل نہ توڑا چاہیئے صیاد اس نخچیر کا
قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت	خوف یہہ ہے منہہ نہ پھر جائے تری تلوار کا
اے طرب عشق سے پرہیز ہے لازم تجھکو	جان جائیگی کسی بت پہ اگر دل آیا
آفت زدہ تھے اور بھی دنیا مین اے فلک	کیا خاک مین ہمین کو ملانا ضرور تھا
ہین ہاتھہ مین سفاک کے یہ تیغ و سنان آج	دو چار کے سر جائینگے دو چار کی جان آج
ہوا سے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے	نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طراز احمد حسین دہلوی تلمیذ مرزا خدا بخش قیصر ہ

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہمنے ورنہ	نے گریہ بے اثر تھا نے نالہ نارسا تھا

طور محمد رضا پور مرزا اعظم بیگ لکھنوی از تلامذۂ برق دیوانے دارد ہ

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان ہین پاکر خضر نے	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

الظاء

ظالم ظالم سنگہ قوم برہمن دہلوی مسکن بر دو زبان فارسی و ریختہ نیک میدانست ہ

دن تو رو پیٹ کے کٹے لیکن — ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر رام پرشاد کھتری از سکنائے دہلی و از تلامذۂ مرزا رحیم الدین ایجاد بودہ است
او راست ؎

بیچے دل اون بت بیداد گر سے کیا ظاہر — کہ سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا
ظاہر اگر ایک بار بھی جا دے تو یون کہے — آنا مجھے پسند نہین بار بار کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یان — مین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر خواجہ محمد جان باشندۂ دہلی از تلامذۂ مرزا مظہر رح ؎

اے آہ اسقدر تو گر بے اثر نہوتی — ممکن نتہا کہ اوسکے دل کو خبر نہوتی

ظریف میر امان اللہ اصلش از لاہور است از دیرگونی دوران بہ لکھنؤ توطن گزید

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیئے صد افسوس — مرکے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جانے ہے

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ خلف الرشید سلطان جہان محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی در خطاطی دستے بلند داشت و در سخن پایۂ ارجمند گفتارش اگرچہ سادہ پرکار است اما ہمہ اش خار انشکار است محاورہ گوئی از آن اوست و معاملہ نویسی زیر فرمان او سخنگوئی از شاہ نصیر و ذوق آموختہ و کمتر ایام با غالب مشق این فن کردہ در رنگون بعمر نود سالگی در ۱۲۷۹ھ ہجری بخوابگاہ عدم بر آسود چار دیوان از نتایج فکر بلند اوست

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے — بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا — اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئے ہار کہ بس
صد آرزو کے وصال سے حیات نیم نفس — نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
جو کچھہ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ ای قاصد — تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
گالیان دیتے تھکے اب نالہ و زاری تو سنو — اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو
واہ تم صبح کو بھلے آئے — دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے +

بتون پرزاہد وگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو — تمہین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
کبہی آ گئے وہ جو یان چلتے پھرتے — تو دیکہہ ہوئے گالیان چلتے پہرتے
جلا جی نہ دل مفت لیکر کسی کا — کہا بہی تو مان اے ستمگر کسی کا

ظہور مولوی ظہور علی ابن مولوی فتح علی ہریانوی خوش باش دہلی تلمیذ عبدالرحمن خان احسان وشاہ نصیر ومومن این بیت از وست ؎

اے اشک مرے دیدۂ نمناک سے باہر — جاتا ہے کدہر تو تو مرا لخت جگر ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ابن میر جلال الدین خوشنویس باشندۂ دہلی در خط ؔ اوستاد ابو ظفر بادشاہ ؔ در سخن شاگرد ذوق او راست

ہے تیری خستگی مری صورت سے آشکار — کچہہ داغ دل نہین کہ دکہا یا نجائیگا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر — حضرت سلامت آپ سے آیا نجائیگا

ظہیر سید محمد جان ابن میر سیچیے ناظم از باشندگان دہلی سخنگوئی از والد مستعد خود آموخت ؎

یان حرف بیوفائی نکا تہا بسبیل ذکر — ہنسنے خدا نخواستہ تمکو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے پہ اتنی خفا ہوئے — کچہہ جنگجو کہا نہین بد خو کہا نہین

حرف العین

عارف محمد عارف کشمیری الاصل دہلوی مولد تلمیذ نجم الدین آبرو پیشہ رفوگری میکرد دیوان ریختہ ازو یادگار ست ؎

اس ابر مین بے ساقی وے جی یہ بنی ہے — ہر بوند کا کہنا مجہے ہیرے کی کنی ہے

عارف نواب زین العابدین خان پور نواب غلام حسین خان باشندۂ دہلی

سخنگوئی از شاہ نصیر و مرزا غالب آموختہ در ۱۲۶۶ھ بساط حیات در نوردید گفتار دلچسپ میسرایید و دیوانے ضخیم دارد ؎

کہانسے آگئی اسمین ترے رفتار کی تیزی / کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز / اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
ہم تو دیوانے ہین مجنونکی کہے جاوینگے / ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے
عارف بتاکہ سر ہے یہہ کسدنکے واسطے / پھرتا ہے آج تیغ وہ عریان کیے ہوئے

عابد میر عابد علی ابن میر مہدی علی لکھنوی شاگرد میر امان علی سحر و انیس ؎

مٹی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا / کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرا دل

عاجز مرزا عبد اللہ بیگ ولد مرزا احمد بیگ باشندہ شاہجہان آباد از تلامذۂ فدا

کل تو جاتیکی قسم کہائی تھی تم نے عاجز / آج پھر جاتے ہو اوس شوخ ستمگار کے پاس
روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر / کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

عاشق اقبال حسین ابن نور الدین متوطن دہلی تلمیذ مرزا نوشہ ؎

ربط کچھ داغ و جگر کا ہی ہے پیمان عاشق / ورنہ اس دور مین کوئی بھی کسیکا نہوا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ اندنون / دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

عاشقی آغا حسین قلی خان پسر آغا علی خان خراسانی الاصل مقیم لکھنؤ بزرگان او در خاندان تیموریہ سرفرازی داشتند و خود ہم بہ عہدہ ہاے جلیلہ مامور ماندہ تذکرہ نشتر عشق او راست بیتے از وے خوش آمد کہ بنگارش آوردم ؎

جس سے کہ مین پوچھون ہون مزا عشق کا کیا / رو رو کے یہہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاصی منشی امداد حسین ابن سبحان علی خان از ناسخ استفادہ سخن داشت

مین کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن / رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی لالہ گنشیام راے دہلوی تلمیذ نصیر دیوانے دارد ؎

آپ ہی ٹک اپنی ابروے پُرخم کو دیکھیے		تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

عالی مرزا عالی بخت بہادر از اولاد شاہ عالم بادشاہ با مرزا معز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ درست داشت ؎

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان فکر		پانی جو بہر آیا ہے لب زخم جگر مین
حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پہیر دیکھہ		معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

عزلت سید عبد الولی ولد شاہ سعد اللہ سورتی اورنگ زیب با ایشان اعتقاد دہا داشتہ در جمیع علوم عربیہ فضیلت تمام بہم رسانیدہ سخن پاکیزہ می گفت دیوانے از وست ؎

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجھہ پر		یہہ ٹوٹے آئینہ مین منہہ تری بلا دیکھے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون		زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتھہ ہوگئی

عزیز بہکاری لال باشندہ دہلی تلمیذ میر درد بودہ است و از وست ؎

کرے نہ یار اگر دلکو صاف کینے سے		عزیز موت بہلی پہر تو ایسے جینے سے
بات اب امتحان پر آئی		قصہ کوتاہ جان پر آئی

عزیز نواب عبد العزیز خان ابن نواب سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک رحمت خان رئیس بریلی امروز بفضلہ بقید حیات است سخن شیرین می آرد ؎

فرقت مین جان بہی نہ بدن سے نکل سکی		یہہ سہل کام ضعف سے دشوار ہوگیا
نام رکہین گے وہ ہم لینگے اگر نام جفا		بات شکوہ کی کہین گے تو شکایت ہوگی

عزیز راجہ یوسف علی خان مخاطب بہ اعتماد الدولہ ابن غلام رضا خان دہلوی وطن و لکھنوی مسکن علی اختلاف القولین تلمیذ محمد بخش شہید یا آتش بود و از وست

بعد رسوائیونکے یار نے پوچھا تو کیا		ساری دنیا سے بُرا ہوکے مین اچھا ٹھہرا

دنہین سو مرتبہ ہیو چھرولا دیتے ہین ۔۔۔ اور تو کچھ نہین لبِ اونکو ہنسی ہی تو ہیہر

عزیز مولوی محمد عبد العزیز دہلوی خلف الرشید حضرت صہبائی ست ع

نہین ہے رحم و مروت جو تجھہ مین خیر نہو ۔۔۔ ذرا خدا ہی کا کچھہ تیرے دلمین ڈر ہوتا

تھے نہ قابل کہ بلا واسطہ دیکھین اسکو ۔۔۔ بت بنائے ہین یہہ جلوہ ہمین دکہلانیکو

عزیز تخلص محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری تاجیکی الاصل خیرآبادی موطن وبہوپالی مسکن ست نبیرہ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست و تلمیذ حضرت افتخار الشعرا شہیر ست در پارسی ہم سخن میگوید از وست ع

وہ دلربا ہو تم کہ مجھے ساتھہ دیکھکر ۔۔۔ حسرت سے لوگ کہتے ہین بخت اس جوانکے ہین

لو وہ یوسف لقا عزیز آیا ۔۔۔ قسم اللہ کی ہنسی سے نہین

عسکری عسکری احمد ابن مفتی نور احمد سہسوانی ملازم ریاست بہوپال تلمیذ منشی صبا ست ع

سانس سینہ مین جو رکنے لگی آتے جاتے ۔۔۔ ہین رکاوٹ کا تری اوسکو اشارا سمجہا

عسکری محمد حسن برادر و تلمیذ نادر حسین ہاشمی از باشندگان کالپی بود ع

مارے غصہ کے وہین ہونٹ چبا تا ہے وہ شوخ ۔۔۔ لب پہ دہوکے سے جو آجائے مرا نام کہین

عسکری نے لی جنون مین خانۂ دلبر کی راہ ۔۔۔ ایسی مطالب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

عشق شاہ رکن الدین عرف شاہ گھسیٹا معاصر سودا باشندۂ دہلی اقامت عظیم آباد ورزید دیوانے دارد ع

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین ۔۔۔ لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق حکیم عزت اللہ خان بن حکیم قدرت اللہ خان دہلوی با حکیم ثنار اللہ فراق

نسبت تلمذ داشتہ صاحب دیوانست ؎

دل بشمار تو نے جو رائے ہین زلف یار ‎ ‎ ‎ لیوینگے بال بال کا تجہہ سے حساب ہم

عترت میر غلام علی بریلوی سخنگوئی از مرزا علی لطف گرفتہ مثنوی پدماوت کہ از عبرت باقیماندہ بود باتمام رسانیدہ دیوانے دارد ؎

غیر و نسے ہنسا وہ جو مرے سامنے عترت ‎ ‎ ‎ کچہہ بس نہ چلا دیکہہ کے آنسو نکل آئے
شب وصال ہین دلبر قلق ابہی سے ہی ‎ ‎ ‎ سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہے

عشرت مرزا کلن بن مرزا حید رشکوہ داماد و تلمیذ مرزا پیارے رفعت دربارہی ہم فکر میکرد ؎

قیس جنگل ہین رہا کوہ مین فرہاد رہا ‎ ‎ ‎ بے ٹہکانو نکا تمہارے ہی ٹہکانا نہوا
کشتے تو لوٹتے تہے پر قتلگہ ہین قاتل ‎ ‎ ‎ خنجر کو دیکہتا تہا اور اپنی آستین کو

عظمت میر عظمت اللہ ولد میر عزت اللہ خان جذب بریلوی مولد وجہان آبادی مسکن از مومن خان دہلوی اکتساب سخن کردہ بیتے از د دیدہ شد ؎

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ ‎ ‎ ‎ کیا ہی اس نام سے گہبراتا ہون

عیش حکیم آغاجان دہلوی ؎

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ ‎ ‎ ‎ جو مجہہ پہ روا رکہتے ہین ایسا نہین کرتے
افشاے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو ‎ ‎ ‎ سو بیجا بیان ہین تمہارے حجاب مین

حرف الغین

غالب مکرم الدولہ بہادر بیگ خان ابن نیاز بیگ خان تورانی الاصل خوش باش دہلی تلمیذ ہدایت اللہ ہدایت در فارسی ہم فکر میکرد بزم مشاعرہ

باہتمام تمام می آراست گویند کہ بشب مشاعرہ سخنوران و تماشائیان رابمعانی خواندے وہنگامۂ رقص وسرود می افروخت در سنہ ۱۲۱۸ بعدم آباد طبل رحیل کوفت اودراست

بجلی کے چمکنے کا ہے احسان
شب چھاتی سے لگ گئی وہ ڈرکر

قصۂ درد وغم اپنا جو سنایا ہمنے
یانتک اسے رولا کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

غالب مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک خلف الرشید عبد اللہ بیگ خان اکبرآبادی مولد ودہلوی منشا عق اینست کہ زبان ریختۃ از وکار بالا گرفت وگفتار پارسی پایۂ والا اگر اورا مجدد سخن گویم سجاست واگر مجتہد فن خوانم روا فروزندگر دودمان فصاحت است وشمع سبستان بلاغت ستایش او محتاج بیان نیست ہرکہ بہرۂ از ادراک داشتہ باشد داند کہ او کیست وگفتارش چیست در پارسی تصانیف متعددہ دارد ودر ریختۃ دیوانے گزاشتہ در سنہ ۱۲۸۵ھ درگزشت اوراست ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلہ نہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑ جاے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اگلے وقتونکے ہین یہہ لوگ انہین کچھہ نکہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

زہر ملتا ہے نہین مجھکو ستمگر ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکون
کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل — انسان ہون پیالۂ و ساغر نہین ہون مین

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون

روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون — مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین
دل کو نیاز حسرت دیدار کر چکے — دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار ہی نہین
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے — دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے
گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

غافل منور خان ابن صلابت خان لکھنوی تلمذ مصحفی اختیار نمود و برفاقت فقیر محمد خان گویا بہر بار بود دیوانے ازان اوست ؎

یاد گیسو مین اوسکو سمجھتا ہے سر شام سے دل — رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
دید نی کارگاہ صنعت ہے — بت ہے جو یا خدا کی قدرت ہے

غضنفر غضنفر علی خان پور غلام حسین خان کرہ و را رشد تلمیذ جرأت باشندۂ لکھنو خوش گفتہ است ؎

تا دم نزع نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا — آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

غمگین میر عبد اللہ باشندۂ دہلی ابن میر حسین تسکین در رامپور قالب تہی کرد و بہا سجادہ فون گشت سخن شایستہ میگفت ازوست ؎

وہ خبر ہی جا نگزا تھی جسکو سنکر مر گیا — ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

غمگین مولوی عبد القادر خان بہادر صدر الصدور مراد آباد باشندہ رامپور یکے از فضلا گرامی و علما نامی بودہ است بعض ارباب تذکرہ تخلص او غما در نگاشتہ اند

اور است ؎

جو مے رہی نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے — کہا یہہ رند و نسے لیجیے سلام شیشہ کا

غمخوار مرزا محمد علی بیگ از شعراء لکھنؤ بود ؎

تو نے صیاد دنیا ظلم یہہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

حرف الفاء

فاخر منشی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین از سخن سنجان سہسوانست و تلمیذ رشید منیر شکوہ آبادی سخن شایستہ از معدن طبع می آرد گویند کہ جز بہ فن سخن با کار و بار دیگر سروکارے ندارد دیوانے ضخیم دارد و قانون شریعت محمدی رسالہ در رد بدعات محدثہ گرد آوردہ اوست اور است ؎

الفت سوے کمر نے یہہ کیا زار مجھے — پھر گئی گھر میں اجل ڈھونڈ کے سو بار مجھے

تڑپنے کی کہانسے اسمین طاقت آگئی فاخر — ازل سے طائر قبلہ نما ہے آب و دانہ ہے

بھولا نہیں ہے ابتک یاد میں صحبتکی گرمیان — ابتک مزے زبان میں تمہاری زبانکے ہیں

فاخر مرزا جھینگا دہلوی جز نیقدر بروئداد اطلاع ندارم سخن شایستہ بکرسی نشاندہ ؎

دشت الفت میں خضر کا کیا کام — کوئی دیوانہ رہنما ہوتا

آغوش میں ہے اور یاں جرأت نہیں ہے اونکی — اس اختیار پر کیا بے اختیار ہیں ہم

آجاؤ تم وگرنہ تھمے گا نہ مجھسے دل ٭ جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے

فارغ میر علی حسین خلف سید نوروز علی لکھنوی از محب علی طوطی باستفادہ پرداخت و راست ۵

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے   کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
لڑکپن سے ہی مجھکو عشق ای بت نو بر و یونسے   مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ میر احمد علیخان ابن اعظم الدولہ میر محمد خان سرور از والد خویش دستگاہ این فن بدست آورد ۵

خط لیکے جو اوس سے نہ مرے نامہ بر آئے   یان شرم سے آئے نہین اور اپنے گھر گئے

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان لکھنوی از میر ممنون و مصحفی فن سخن گوئی بہم رسانید ۵

کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل   ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

فدا امام الدین خان باشندۂ فرید آباد از تلامذۂ مرتضے علی خان فراق بود از وست

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے   تو نہ بولا کہ اے فدا ہم سے

فدا تخلص منشی فدا حسین وکیل عدالت ججی و صدر الصدوری ضلع علیگڈہ دیوان او بدست آمد از خطبہ دیوان معلوم شد کہ یکچندا اصلاح سخن از نواب مصطفے خان بہادر مرحوم شیفتہ تخلص گرفتہ است اما دیوان او ہیچ لطف ندارد برحسب ضابطہ یکدو شعر از ان برآوردہ نوشتہ می شود ۵

بیوفائی تری ہجران مین مجھے کام آئی   یاد آتی جو وفا تیری تو مضطر ہوتا
ہین فدا فن عشق کے اوستاد   ہے تعارف مجھے بھی حضرت سے
جو کچھ تکرار شوق وصل مین کرتا ہون مین اونسے   وہ کہتے ہین کہ جیسا مجھکو اس چھت سی نفرت ہے
آسمان کہنے لگے ہین جسے اہل تنجیم   کچھ بلندی یہ مرادود جگر ٹھرا ہے

فراق اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی ہے

آج بہی ہائے غضب تجہہ سے نہ ملنا ٹہرا　　عید کا چاند محرم کا مہینا ٹہرا

فراق حکیم ثناء اللہ خان دہلوی از میر درد استفادہ داشت او راست

آنا یہ ہچکیونکا مجہے بے سبب نہین　　بہولے سے اوس نے یاد کیا ہو عجب نہین
رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پہ　　ہو جائیگا گہر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

فرحت شیخ فرحت اللہ برادر اللہی موطن فرخ آبادی مولد از شاگردان سراج الدین علی خان آرزو بودہ است در ۱۱۹۱ھ قالب تہی کرد در مرشد آباد خوابگاہ اوست دیوانے دارد از افکار او اینست

جو سبزہ سبب ہے گلشن مین وہ خدا جانے　　دہان یار نے غنچہ سے کیا سوال کیا
مرنیکے بعد مجہپر کیا کیا ستم نہونگے　　دیکہین گے تجہہ کو اور ہائے ہم نہونگے
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پہ　　بعد میرے دیکہیے کیا ہو قیامت خاک پہ

فروغ محمد عمر سلطان ابن مرزا اصابر از عمائد دہلی ست

کوئی مرجائے درد فرقت سے　　تم تو بیٹہے رہو فراغت سے
لیکے آتے ہو ساتہہ غیرونکو　　باز آیا مین اس عنایت سے
کیا ہوا آپنے گو سچ ہی وعدہ آنے کا　　یہہ سوچیے تو کہ مجہکو کب اعتبار آیا

فسون مرزا منجھلے ابن مرزا کریم بخش نبیسۂ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ست

رکہا دل کی جا ہمنے پیکان تمہارا　　یہہ مہمان ہمارا وہ مہمان تمہارا
مرض عشق سے جانبر نہوا ہائے فسون　　مفت بیچارہ مصیبت مین گرفتار رہا
ہزار ہل نہین سکتے ہیں اوسکے کوچہ تک　　پہونچ ہی جائین اگر شوق رہنما ہو جائے
کیون دوست اوٹہا لائے مجہے کوچہ سے اوسکے　　گو جان پہ ستم تہا مگر آرام وہین تہا

فغان اشرف علی خان خلف مرزا علی خان المعروف بکوکلتاش دہلوی موطن عظیم آبادی کسب اعلی قلیخان ندیم نسبت تلمذ درست کرده در سنہ ۱۱۸۶ھ قضا کرد دیوانے دارد ۵

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین — تجھکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر
آخر فغان وہی ہی اوسے کیون بھلا دیا — وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدہر گئی
مین مرگیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے — درد جگر کسے ہے یہہ بیمار کون ہے
سر کو فداے خنجر بیداد کر چکا — پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابہی مٹا نہین دعوے ستم رسیدونکا — کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدونکا
کہتا ہے یہہ بہشت مین مستونکی جا نہین — زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
مجہہ مبتلا کی چشم کہانتک پر آب ہو — اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

فقیر میر شمس الدین باشندۂ دہلی زبان دری نیک میدانست در عروض وقوافی نظیر نداشت اندرین فن رسائل چند برنگاشت در سنہ ۱۱۸۱ وقت مراجعت بیت اللہ بعد فراغ حج رخت ازین خاکدان بربست این دو بیت اوراست ۵

ہے غرض دید سے یان کام تکلف سے نہین — خواہ ادہر بیٹھہ گئے خواہ ادہر بیٹھہ گئے
کم ہے آواز ترے کوچہ کے باشندونکی — نالے کرنے سے گلے اونکے مگر بیٹھہ گئے

فکری مرزا محسن دہلوی از احفاد شاہ عالم بادشاہ بیتے ازو پسند خاطر افتاد ۵

شاید اے قاصد یہہ باتین ہین زبانی یار کی — جان سی آتی ہے کچھہ مجھہ مین تری تقریر سے

فگار میر حسین نبیرۂ فقیر اللہ فقیر تلمیذ میر ممنون از سکنا دہلی بود بعضے اورا از تلامذۂ مرزا غالب نگاشتہ اند واللہ اعلم اوراست ۵

دیکھہ آئینہ کو اوس نے کیا اسلیے ٹکڑے — یعنے تجھے کسواسطے مجھہ سا نظر آیا

فیض مولوی فیض الحسن ادیب سہارنپوری مقیم دہلی بر جمیع اصناف سخن قادرست وازجملہ علوم وفنون ماہر زبان ریختہ وریختی ہر دو نمک مدیا نہ ہست یاری ہم قلم میفرمایید مثنوی روضۂ فیض وخمخانۂ فیض وتذکرۂ صحابہ وشوا ہد خمسہ وغیرہ ذالک ازتصنیفات اوست ؎

رباعی

سنتے ہین وہ ہر کسی کی ایسی ویسی
کاش اونکی طبیعت ہی نہوتی ایسی
جھڑکی دم صبح ہے توگالی سر شام
اور بیچ کا فقرہ تری ایسی تیسی

عجب کچہ طور تہا شب فیض کا کیا جانئے کیا تہا
کوئی وحشت سی وحشت تہی کوئی سوداسا سودا تہا

حرف القاف

قائم قیام الدین متوطن قصبۂ چاندپور متعلقہ ضلع بجنور خوش باش دہلی از میر درد وسودا تلمذ داشت سخن شائستہ وگفتار سنجیدہ میگفت در سنہ ۱۲۱ ہجری آنجہانی شد تذکرۂ شعراء ریختہ و دیوانے دارد اوراست ؎

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہہ جاغم ہے شیخ
کچہ قصر دل نہین کہ بنایا بنجائیگا

لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہتا

کچہ طرفہ مرض ہے زندگی بہی
اس سے جو کوئی جیا سو مرکر

ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا
ہے دلپہ کچہ اختیار میرا

کیا پوچہتے ہو موجب آزردگی یار
دل لے چکے مدت ہوئی اب جان طلبی ہے

عشق تو قایم نہوا آپ سے — اور ہی کچہہ پیشہ کیا چاہیے
قایم آیا ہے پہر وہ بن ٹہن کر — دیکہین کس کس سے اب بگڑتی ہے

قابل مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ و تلامذۂ ذوق بودہ است اور است ہ

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یان سے — ایسے جائینگے پہر نہ آئین گے
لکہا تہا وہی کہ جو تہا نصیب کا لکہا — بلا سے خط کا جواب اونے کچہہ لکہا تو سہی

قادر مرزا قادر شکوہ ابن مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلوی موطن لکہنوی مسکن از تلامذۂ ضمیر مرثیہ گو بود از دست ہ

ایسا مین سمجہتا تو نہ ملتا کبہی ناصح — دل مفت مین لیجائیگا یہہ کسکو یقین تہا
مرقد مین جو بیتاب تمہارا یہہ حزین تہا — اک شور قیامت سا بپا زیر زمین تہا

قادر سید قادر بخش ابن سید عبد الحقانی سنبہلی موطن فرخ آبادی مسکن اور ا

ہے وقت نزع وصل کی نہاک آرزو کرین — ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قاری علی احمد دہلوی قرأت قرآن خوب میدانست ہ

چین ابرو نے خوب رو کر دیا — تہا مین کہنے کو مدعا اپنا

قاسم سید قاسم علی خان ابن سید حیدر علی خان نبیرۂ عطا حسین خان تحسین لاہوری کموطن لکہنوی مسکن در موسیقی دستگاہے داشت اور است ہ

بسر کن جو ہیونسے زیست کرکے اوٹہگیا قاسم — ہزار افسوس وہ بہی کیا بشر تہا کتنا بے ہنر تہا

قاسم حکیم قدرت اللہ خان باشندۂ دہلی از معتقدان مولانا فخر الدین واز شاگردان ہدایت اللہ خان ہدایت در سنہ ۱۲۷۶ قالب خاکی گزاشت دیوانے و تذکرۂ ریختہ یادگار اوست ہ

گہبرا کے نکل جائیگا جی یون ہی کسی روز — کچہہ رہنے لگی اب ہمین اکثر طپش دل
دلکی نہ پوچہو کچہہ کہ یہہ ہمدم ازل سے ہے کہ — آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

قاصر مرزا ابر علی بیگ ابن مرزا رستم علی بیگ دہلوی تلمیذ ثناء اللہ فراق و مصحفی دیوانے دارد ہ

جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے
میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا

موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھ سے
سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا

قدرت مولوی قدرت اللہ رامپوری موطن با قیام الدین قایم تلمذ داشت تذکرہ دارد ہ

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنون کے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت شاہ قدرت اللہ از خویشان مولانا عبد العزیز دہلوی بودہ است وطنش دہلی بود اما در مرشد آباد اقامت داشت با مرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت نسبت تلمذ درست کردہ در ١٢٠٥ بمرشد آباد در گذشت از وراست ہ

ہوا ہے اوسکے گلو مین گرہ دم اعجاز
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا

شب ہجر انکی مصیبت کو کہون کیا قدرت
تن سے جان چھوٹے ہی اور جان سے تن چھوٹے ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

کل تو قدرت پاے خم رکہتے تہے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قرار میر حسین تلمیذ رشید محمد نصیر رنج از وراست ہ

کبہا سے آنکہین تہین لگین ذوق جراحت مین ادہر
ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہگیا

قلق خواجہ اسد اللہ المخاطب بآفتاب الدولہ ابن خواجہ بہادر حسین فراق لکھنوی خواہر زادۂ خواجہ وزیر و ہم نسبت تلمذ باوے داشت برکاب واجد علی شاہ بکلکتہ رسید مثنوی طلسم الفت از وراست ہ

اداسے دیکہہ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹہرا ہے فیصلہ دل کا

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بیڈھب ہے
ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

ابھی چمن میں ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدوے جان ہے ادہر باغبان ادہر صیاد

اپنے سوا رقیب کی گلتی ہے دال کب
باتین بنائے لاکھ وہ شیخی بگھار کے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق امجد علی فرزند محمد علی متوطن دہلی جائے باش او لکھنؤ از تلامذہ فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوانست ع

خواب عدم مین چین سے سوتا تہا اے قلق
ٹھوکر لگائی کس نے کہ بیدار ہو گیا

دل مضطر کا حال اوس سے بیان کیجے تو کیا کیجے
وہان نازک دماغی یان یہہ عالم ناتوانی کا

مین نے اوس سے جو کہا دلمین خفا ہو مجھ سے
ہنسکے بولے ہے قلق تجھکو کرامت شاید

قمر مرزا قمر الدین الملقب بہ افتخار الدولہ نائب السلطنت لکھنؤ بن مرزا جعفر با قتیل تلمذ داشت او راست ع

بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب
دیکھا تہا اوس نے کب کسی بسمل کا اضطراب

ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ
خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین

قناعت مرزا غلام نصیر الدین ابن مرزا ولی الدین ابن شاہ عالم بادشاہ از شاگردان احسان و مرزا صابر دیوانے وارد ع

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم
غم ہی ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا

گئے تہے تم کہان آگئے کہان سے
کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

بنوا چکے بھوین بس اشارہ سے کیجے قتل
اب دیر کیا ہے تیز ہی تلوار کر چکے

او بجہہ کے تو ہی چل اے خار دو قدم کہ یہان
ہم اپنے ساتھ کوئی ہمسفر نہین رکھتے

قیس مرزا احمد علی ابن مراد علی یا امداد علی و علی تضاد القولین مشہدی موطن

لکھنوی مولد سخن بر جعفر علی حسرت عرض مینمود او راست ؎

ناداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری	کیا چیز ہے محبت اب تم سے کیا کہوں میں

قیس محمد عنایت اللہ وطنش بھیکم پور ست و منشا و مسکنش کول از منشی نبی بخش حقیر باستفادہ پرداخت او راست ؎

لے گیا دلکو ساتھ پیکان کیچ	تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

حرف الکاف

کاظم کاظم علی از شاگردان مومن و نصیر بودہ است در منڈا در متعلق ضلع بجنور اقامت داشت او راست ؎

اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں میں یوں رکھیں	اور تو ہمارے راز کو یوں برملا کرے

کامل مرزا ناصر الدین ابن مرزا ابو سعید ابن عالمگیر ثانی از عمائد دہلی با برادر عمزاد خود مرزا رحیم الدین حیا نسبت تلمذ داشت او راست ؎

تو جگر پر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمیں	تو ہی کہہ اس حال میں جائیں کہاں صیاد ہم

کرم شیخ غلام ضامن متوطن کوتانہ خوش باش دہلی عمرہا در حیدرآباد بسر بردہ در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر بلند دارد مومن دہلوی مصلح گفتار او ست در ہو پال از جہان رفت از دست ونکوست ؎

ہاتھ ہو و یگا مرا اور ترا داماں ہوگا نظر سے گر چلا ہوں کون تھامے	چاک جب صبح قیامت کا گریباں ہوگا بجز مژگاں بہ گرد دیدہ مجھکو

کلیم تخلص حضرت برادر بزرگ نامہ نگار سید نور الحسن خان ترجمہ شریف ایشان در طور کلیم او صبح گلشن و شمع انجمن تمامہا نگارش یافت و گفتار دلپسند ریختہ و پارسی

شان درانہا طراز اندراج پذیرفت اینجا ہم تیمناً وتبرکاً گلی از چمن ودانہ از خرمن آبکے از دریاے روان وقطرۂ از بارش باران اعنے شعرے چند از طور کلیم بشرف افزائی این صحیفہ برآوردم وہو ہذا ہ

کیا دہر ہے قصۂ فرہاد مین
فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

دل تو زندونکے صاف ہوتے ہین
خطرہ آتا نہین عبادت کا

اے جوش عشق جی نہین لگتا کسطرح
پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر

خوگر عشق ہون جان سے جانے والے
کوئی بازار سے لے آوے رلانیوالے

لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین
جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

ہوگیا آج مسلمان کلیم خستہ
ہمکو اسکا تو یقین ہے نہین پر کہتے ہین

کلیم میر محمد حسین معاصر سودا ومیر باشندۂ دہلی در پارسی ہم فکر میکرد اکثر رسائل محی الدین ابن العربی بریختہ آوردہ طبع رسا وذہن فلک پیما داشت در طب ہم مہارت کامل بہم رسانیدہ مثنوی ودیوان ازو یادگار اوست ہ

درازی شب ہجران وزلف یار کلیم
مجہی سے پوچہہ کہ کاٹی ہے رات آنکہونمین

کوثر مرزا مہدی علی خان ابن قطب الدین خان لکھنوی مسکن ودہلوی الموطن بعض ارباب تذکرہ مرزا مہدی نامش نگاشتہ اند واللہ اعلم بہرحال از شیخ ناسخ باستفادہ پرداخت اوراست ہ

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بے دست وپا بہی ہو وے تو مثل صبا چلے

کوثر حکیم عابد علی خیرآبادی در طب دستگاہ بلند دارد ودر سخن پایگاہ ارجمند از مظفر علی اسیر وامیر احمد امیر استفادہ دارد امروز در لکھنو بخدمت مولوی عبد الحی در تحصیل علوم دینیہ سرگرم است اوراست ہ

نہ آئے بہولکر بہی تم کبہی میری عیادت کو
اسی رستہ سے اے رشک مسیحا یار ہا نکلے

ذرا دیکھو تو شوخی آئینہ کو ہاتھ مین لیکر — خود اپنے عکس سے پہرون وہ بیٹھی منہہ چڑاتے ہین

کیف شیخ فضل احمد ابن شیخ اکبر علی متوطن لکھنؤ از میر وزیر علی صبا اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد او راست ؎

اک آہ سے تو میری بیچین ہو گئے تم — کہئے تو میرے دلکو کیا اضطراب ہوگا
ایسا نہو کہ میری طرح ہو فریفتہ — آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھہ بھال کر

کاف پارسی

گرم مرزا حیدر علی بیگ فرزند مرزا نیاز علی بیگ مولدش دہلی از مشاہیر تلامذہ مصحفی سخن شایستہ میگفت او راست ؎

پہرتا تہا تو جسوقت کہ گلشن مین خرامان — کیا سرو بہی آگے ترے ناچار کہڑا تہا
سیل گریہ سے نہ ہم تا بہ کمر ڈوب گئے — اسقدر روئے کہ ہمسایونکے گہر ڈوب گئے

گمان نظر علی خان دہلوی مقیم فیض آباد شاگرد اشرف علی خان فغان او راست

واسطے جسکے سبہی ہمکو برا کہتے ہین — وہ جو سنتے ہین تو کہتے ہین بہلا کہتے ہین

گویا حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر ابن بلند خان از گرامی امرائے لکھنؤ بود وہ وہ شیخ ناسخ و خواجہ وزیر بمصلح گفتار او با اہل سخن مدارا تہا میکرد و قدر دانی مینمود این چند ابیات از دیوانش انتخاب زدہ او راست ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا — درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
تہا جو افتادگی شعار اپنا — نہ زمین سے اوٹہا غبار اپنا
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا — ناسمجھہ کو لاکھہ سمجھاتے ہین ہم
نہ مرے زخم پہ رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہہ نشانی ہے

تاں عاشق و معشوق ہی ایک سنا ہے شمع سوزان کی زبانی

گہر کنز الدولہ خورشید علی خان ولد مجد الدولہ از امراے لکھنؤ بود او راست ؎

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا ادس بت کے کانتک نہ گئی پر صدا دل
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہوچکی آؤ گلے لگ جاؤ بس اب لڑائی ہوچکی

حرف اللام

لطیف سید شمس الدین باشندہ سورت خوش باش لکھنؤ ؎

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جولے مین جو ہے دلسوز مرا وہ ہے جلاتا ہے مجھے

لطیف منشی عبد الحق فرزند منشی شرافت اللہ کہ مسکن از افکار اوست ؎

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا کہانسے تیری محبت مین مین کہان آیا

لطف مرزا علی استر آبادی موطن و دہلوی منشا در اطراف عظیم آباد سکونت ورزیدہ مؤلف گلشن ہند اورا از تلامذہ میر تقی نگاشتہ و صاحب تذکرہ سخن شعرا بابطال و تغلیط آن پرداختہ واللہ اعلم تذکرہ ریختہ گویان گرد آوردہ اوست ؎

ہوگئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا سچ تو یہہ تجھسا ہی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہوگیا گو اور طرح اوسکی ہو چولی مسک گئی

حرف میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ برادر خورد مرزا حاتم علی مہر تلمیذ مستعد خواجہ حیدر علی آتش

دیوانی و واسوخت دارد امروز تحصیلدار ایٹہ باختیار بسر می برد و راست ؎

ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کبھی دن سے

کا نہو نیہ یان جنازہ ہی تک عدم مین روح
کوسون بڑہا ہوا ہے پیادہ سوار سے

ماہر مرزا جمعیت شاہ ابن مرزا زور آور بخت از اولاد شاہ عالم بادشاہ دہلی از مرزا صابر باکتساب سخن پرداختہ او راست ؎

ہم بہی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تہا کہ مین ناچار ہو گیا

کہینچ لے اے چارہ گر پہلو سے میرے دل سمیت
ورنہ مشکل ہی نکلنا یون تو اوسکے تیر کا

ہونا پامال جو قسمت مین تمہارا ہی تو کیون
اتنے انداز و تمین آئی تری رفتار پسند

ماہر کا شکوہ کیا ہی اوسے بہی بلا تو لو
کہئے کسیکو آپ نہ اپنے گمان پہ کچہہ

مایل میر عالم علی ابن میر مودود بخش خان بہادر از عمائد سہسوان بودہ است سخن بمرزا نوشہ می نمود گویند کہ جوان وجیہ بود در عین شباب در گذشت ؎

گلپوش بعد مرگ بہی اپنا مزار ہے
کیا لطف ہے کہ عین خزان مین بہار ہے

مبتلا مردان علی خان ابن نواب محمد علیخان متوطن غازیپور باشندہ بنارس ہمعصر سودا در ہر دو زبان دیوان و تذکرہ دارد ؎

شیشہ دل ٹیک دیا تو نے
سنگدل آہ کیا کیا تو نے

مبین حافظ غلام دستگیر فرزند و شاگرد حافظ قطب الدین مشیر از جاے سکونت او آگہی دست نداد این چند ابیات از خیالات اوست ؎

وہ ادہر آتے ہین اور پاؤن ادہر ٹرتا ہے
غیر کے جذبہ الفت کے اثر کو دیکہو

رہی ابتک ہے اون بوسون کی لذت
لبون پر پہیرتا ہون مین زبان کو

مجذوب مرزا غلام حیدر بیگ پسر متبنای و تلمیذ سودا اصلش از دہلی و خود در

لکھنؤ اقامت ورزید دیوانے دارد او راست ؎

عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو مین جانون
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجروح میر مہدی حسین فرزند میر حسین نگار دہلوی تلمیذ مرزا نوشہ غالب است و

نہونے سے ترے سب کام بگڑے
سنبھلے اے صنم مین لاؤن کہان سے

مجنون تخلص معروف بنام درویش برہنہ اجداد او از یک دو واسطہ اسلام پذیرفتند گویند کہ در کوسے و برزن برہنہ می گشت سخن باصلاح میر تقی می گفت او راست ؎

بیٹھا تہا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

محب شیخ ولی اللہ وظیفہ یاب مرزا سلیمان شکوہ تربیت یافتہ سودا باشندۂ دہلی در لکھنؤ رحلت کرد او راست ؎

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
بڑہ کچھ تو ایک بوسہ پہ آیا را ور بہی
ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بہی
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آوے
نذر جی کرتے ہین ایجان جو ہم تک آوے

محبت نواب محبت خان ابن حافظ الملک نواب رحمت خان از میر درد وحسرت استفادہ داشت بعد شہادت والد بزرگوار خویش از بریلی بہ لکھنؤ توطن گزید در سنہ ۱۲۲۲ھ فوت شد او راست ؎

آپ کچھ غیرونکو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین
یہہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین

محبوب محبوب خان قوال باشندۂ دہلی در فن خویش مستعد بود

خنجر بہی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کہئے
تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محزون مولوی ظهور النبی پیرزاده سرهند در نواح کلکته بود و باش گزیت این دو بیت از افکار اوست ؎

ہمیشہ غش پہ غش آیا اسی تمنا مین — کہ اب چھڑکنے کو ہم پر کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش — اقرار تو یکسو رہے انکار بھی چھوڑا

محنت مرزا حسین علی بیگ دہلوی موطن و لکھنوی منشا از تلامذۂ جرأت بوده است

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا — مر جاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا
اوس بت نے جو غیر و نبید کیا لطف تو یارو — مجھ سے نکہو بہر خدا مین نہین سنتا

محترم خواجه محترم علی خان از سکونت ورزان عظیم آباد است و تلمیذ شاه گھسیٹا عشق اوراست ؎

اے محترم اتنی اشکباری — کھل جائے ہے ابر بھی برس کر

محو نواب غلام حسن خان ابن نواب غلام حسین خان مسرور سخن بہ ذوق و مرزا نوشہ گذرانیده ؎

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی — اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کے اثر سے
انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون — پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
دل لگا نیکا مزا دیکھ لیا آخر کار — ہم نہ کہتے تھے کہ اے محو پشیمان ہوگا

مخبر منشی احسان الله دہلوی خوش باش میرٹھ با ذوق دہلوی تلمذ داشت از اوست

یہہ نہو گا کہ مرے قتل سے در گذرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گذرینگے

مصحفی غلام ہمدانی خلف ولی محمد قدیم باشندۂ امروہہ ضلع مراد آباد بوده است زمانها در شاہجهان آباد بسر برده در اواخر به لکھنؤ توطن گزیده و تا دم واپسین دوری آن بلد نگزید عالمی از وے استفاده ها برده و جهانے مستفیض او بود استاد مشهور است بر همه اصناف و انواع سخن ید طولے داشت در ریختہ فکر بلیغ

نصیب او بود دہم در پارسی فکری فرمود ہشت دیوان دردو تذکرہ ریختہ از نتائج افکار اوست و دیوانے و تذکرہ بپارسی یادگار اوست

عشوہ و ناز و ادا اوسکے یہی کہتے ہین
لے سکے کون یہان نام شکیبائی کا

چھیڑمت ہردم نہ آئینہ دکھا
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم

یار کا صبح تک ہے وعدۂ وصل
ایک شب اور بھی جیتے ہے ہے

تیری تصویر کو لیکر شیرین
اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہے

یہہ شب ہجر مین اوٹھہ اوٹھہ کے قلق کے مارے
دلکو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہے

مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو
مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے

وقت خلوت وہ یہہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا
تو نے ہاتھو سے اگر منہہ کو مرے بند کیا

سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
جنبش لب ہی سے اپنا تو کیا کام تمام

تابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
اب ہیش نہ جائینگی یہہ انکار کی باتین

رکھہ کے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھہ گئے
یہہ سمجھہ لیجیو کہ ہمسایونکے گھر بیٹھہ گئے

تم وان گئے کسی کی ملاقات کے لئے
ہم یان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لئے

جانے کا نہ لے نام کہ مرجائے گا کوئی
بے درد ابھی جی سے گزر جائیگا کوئی

مضطر داروغہ قیوم بخش خلف داروغہ حبیب اللہ از باشندگان خطۂ سہسوانست اجداد او عہدہ ہاے معزز از سرکار انگریزی یافتند و خود ہم با متیاز و اعزاز تمام بسر برد الا از علم و فن نصیبے ندارد از تسلیم سہسوانی و مرزا مہر استفادہ دارد در مرثیہ تحت اللفظ نیک میخواند او راست

تمنائین بر آئین جی کی نکلین حسرتین دلکی
گلے اگر لگے دم بھر اگر شمشیر قاتل کی

مضطر اسد اللہ فرزند شیخ فیض اللہ باشندۂ پلکنہ علاقہ کول و بہہ ران جا علاقۂ روزگار دارد او راست

ملی فرصت نہ جبین سائی سے	دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا

معروف نواب الٰہی بخش خان بن مرزا عارف جان برادر زادہ شرف الدولہ قاسم جان دہلوی با نصیر دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ در پایان عمر از دنیا و مافیہا گسستہ بخدا پیوست و در ۱۲۴۲ ازین خاکدان رخت بربست دیوانے گذاشت او راست ؎

اوٹھے جہان سے ہم آتے ہی اونکے ای معروف	غرضکہ ختم ہے بس اس سے اب سو تعظیم
تو اک وفا بھی مجھسے کرے کاش بعد ازین	مقدور کیا کہ کوئی سمجھے بے وفا کہے
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر	چونک پڑتا تھا کہ ایسے تو مقرر آیا
کیسی بے رحمی خدا نے اونکے جی مین ڈالدی	بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ٹالدی
ہوگئے تم تو مرے دشمن جان	ایسی مین دوستی سے درگذرا

مقبول منشی مقبول احمد بن منشی خدا بخش مرادآبادی منشی روبکاری والد ماجد نامہ نگار گفتار ریختہ و سخن شگفتہ میگوید از خیالات اوست ؎

اپنے دامن کے تو لیتے رہے چھکے	دامن صحرا سے اولجھا چاہیے
آئے کیون میکدہ مین اے مقبول	تم تو کہتے تھے پارسا ہین ہم
للّٰہ دیکھ بھال کے نالے کیا کرو	مقبول رات اپنا تو جی ہی نکل گیا
تنگ آگیا ہون اس دل صورت پرست سے	دیکھا کوئی حسین کہ زمین پر مچل گیا

مقصود مقصود بیگ باشندۂ لکھنؤ بیتے ازو دیدہ شد ؎

بوسہ لینے سے خفا ہوتے ہو کیون مشفق من	بوسہ وہ شے ہے کہ دو تو تمکو مزا ملتا ہے

ممنون فخر الشعرا میر نظام الدین خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت سونی پتی موطن و دہلوی مولد و لکھنوی نشا مدتے بر صدر الصدوری اجمیر مامور ماندہ سخن دلاویزا و مرحبا را سزد در ۱۲۶۰ قالب تہی کرد شاعر شیرین زبان ہست تاریخ سال وفات اوست دیوانے دارد

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

یہہ سینہ ہے یہہ جگر ہے یہہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

لے لیا بوسہ تو دین کیا کیا نہ اوسنے گالیان
یان گنہ سے بہی زیادہ ہے مزا تعذیر کا

غنچہ کو اوسکے آگے تہا لاف خوشی دہانی
کہہ وہ جو بول اوٹہا تو کیا جواب آیا

الٰہی وہ جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوینگے
نہ وان خو یاد آئینگی نہ یان شیوہ تقاضا کا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
تختہ تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا

دلمین ہو جو ہے نکالین وہ ذرا بولکے خوب
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کہولکے خوب

ظہیر سید اسمعیل حسین ابن مفتی احمد حسین شکر از باشندگان شکوہ آباد از شاگردان رشک لکہنوی باستفادہ سخن پرداختہ مدتہا در سرکار رامپور باعزاز بسر بردہ واندرین قریب در سنہ ۱۲۹۱ ہمانجا جان باجل سپرد دیوانہا دارد سخن شایستہ میگفت از وست ۵

جو سرے دل مین ترا دہیان ہو لگا آیا
تو سوچتا ہے خدا جانے مین کدہر آیا

ہچکیان بات بہی کرنے نہین دیتین دم نزع
آج مین شہر خموشان مین کسے یاد آیا

لیچلا جان کو دم دیکے کدہر خیر تو ہے
کچہ سنون مین بہی تو اے دل تجہے کیا یاد آیا

تا کوئی رعب سے تصویر کو بہی چہو نہ سکے
منہ بگاڑا جو کبہی سامنے بہزاد آیا

گہر بیٹہے دیکہہ لینگے پرائی نظر سے ہم
لے لینگے آج آنکہین تری نامہ بر سے ہم

کب کی ہے جستجو سے شب وصل مین کمی
آگے بڑہے رہے ہین چراغ سحر سے ہم

اے ضعف ہمسری جو نزاکت کو ہو گران
گہٹ جائین اور بال بہر اونکی کمر سے ہم

سنتے ہین ہوتے ہین وہ دم ذبح بیحجاب
اوس ایکدم کی تاک مین ہین عمر بہر سے ہم

ہین بیخودی مین ضعف سے راہین رکی ہوئین
حیران ہین کہ آپ مین آئین کدہر سے ہم

گرمی ہین جلانے کے لیے دیتے ہین چہٹنے
قفس خانہ مین بہی دل ہم اٹہنڈا نہین کرتے

مومن شمع بزم سخنوران حکیم مومن خان خلف الرشید حکیم غلام نبی خان دہلوی نژاد

وجہان اوستادست عالمے از نخل وجودش ثمرہ بدامن مدعا آورد داناداند کہ پایۂ ریختہ از پستی باوج رسانیدۂ اوست زبانش سحر سامری می نماید وبیانش گرۂ دل بستگی می کشاید غزلیات اولاجواب ست ومثنویات او بغز انتخاب علاوہ این فن در طب دستگاہ وافر داشت واز پارسی بہرۂ متظافر وبا اینہمہ برخلاف طایفۂ شعرا کہ بیشتر مشرب آزادگی ووارستگی پسندیدہ اند عقیدۂ مقبول کیش خود کردہ وبر جادۂ مستقیم سنت پاے عقیدت افشردہ جزاہ اللہ خیرا عنہ وعن سائر المسلمین چندے از شاہ نصیر بمشورت سخن پرداختہ در سنہ ۱۲۶۸ غنچہ حیاتش افسردہ گشت از ماتم مومن خان سال وفاتش بر می آید قصاید ودیوان ومثنویات دارد او راست ؎

اوس سے پریوش کو نہ دیکھے کوئی
مجھکو میری شرم نے رسوا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
ہزار شکر کہ وہ شوخ بدگمان نہوا

نالہ اک دم مین اوڑا لے دہوئین
چرخ کیا اور چرخ کی بنیاد کیا

اونسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دیکے پشیمان ہوگا

بات کرنے سے رقیبونکے ابھی ٹوٹ گیا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا

کس لئے تھی اوسکی دلمین محبت جو نہین
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

شوخ بازاری تھی شیرین بھی مگر
ورنہ فرق خسرو و فرہاد کیا

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
میرا سوال بھی مرے خونکا جواب تھا

بیخود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم تھا
جینا وصال مین بھی تو مرنے سے کم تھا

واعظ بتونکو خلد مین لیجائینگے کہین
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا

ہے جلوہ زیر نور نظر گرد راہ مین
آنکھین ہین کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین

ناصح کہان تلک تری باتین اوٹھا سکون
سچ ہے کہ مجھکو طاقت جور و ستم نہین

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
میر اگلا ہنسی سے نہین گھونٹتے تھے وہ
خوں سنج رشک غیر کی بہی ہمکو ہو گئی ؛
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین یار
وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب

کیون بری حالت نہو وے غیر اچھا ہو گیا
کیا سو چکر رقیب خوش آیا خفا گیا
اب اور کچھہ نکالیے آزار کسطرح
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھہ
نہین ہے اور کچھہ یون آپ جو چاہین گمان کیجے
تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے

میر میر محمد تقی خلف میر عبد اللہ خواہر زادہ و تلمیذ سراج الدین علی خان آرزو ناشئہ اکبرآباد بود آخر الامر بتقرر وظیفہ کہ از سرکار لکھنؤ می یافت بہ لکھنؤ سکونت ورزید اوستاد مسلم الثبوت بودہ است کسے را از وے انحرافی نیست خسرو اقلیم سخنوری و سخندانی است و موجد الفاظ و معانی چمن آرای گلشن سخن ست و بہار افزاے گلبن فن در جمیع اصناف سخن جز بہ قصیدہ قادر بود علی الخصوص در مثنویات و غزلیات نظیرے نداشت المختصر در سنہ ۱۲۲۵ آنجہانے شد کلیاتے مشتمل بر مثنویات و دیوان و تذکرہ شعرا و قصائد از وے یادگار ماندہ اور است ہ

شکست و فتح نصیبون سے ہے ولے ای میر
ہم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
بوے گل اور رنگ گل اللہ ہی اللہ ای نسیم
تمناے دل کے لیے جان دے
پان لیتا تو جا فقیرون کے
رقعہ ہمین جو آئے ہے سو تیر مین بندہا
چلا نہ اوٹھ کے وہین چپکے پہر تو میر
خوش نہ آئی تمہاری چال ہمین

مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا
تیغ کھینچے پھرے ہی یار عبث
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
برگ سبز ست تحفہ درویش
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
ابہی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون
یون دکہ کرنا تہا پامال ہمین

نامرادانہ زیست کرتا تہا ۔ میر کی وضع یاد ہے ہمکو
دم آخر ہی کیا نہ آنا تہا ۔ اور بہی تہت تہے بہانہ کے

حرف النون

نادر سید نجم الدین حسین ابن سید قمر الدین متوطن میٹہنگہ مقیم ٹالیگنج در پارسی ہم فکر میکرد طب و رمل نیکو میداست از وست ہ

ضبط کر رکہتا ہون آہون کو دل غمناک مین ۔ ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجہہ لونگا ۔ نہین نہین یہہ تمہاری مجہے پسند نہین

ناسخ شیخ امام بخش ابن شیخ خدا بخش تاجر لاہوری از گرامی سخنوران و نامی قافیہ سنجان لکہنو بودہ است آوردہ اند کہ از محمد عیسی تنہا اصلاح میگرفت باز انحراف ورزید و خود مصلح گفتار دیگران گردید از حق گذشتن نباید و حرف راستی گذاشتن نشاید در نشئے کہ او تراشیدہ و نقشے کہ بر صفحۂ ایجاد کشیدہ بر غایت رسائی ذہن او دال است شکے نیست کہ ناسخ بطرز خویش شاعر ممتاز بودہ است مضامین بلند می یابد و الفاظ دلپسند می آرد قصہ مختصر در سنہ ۱۲۵۴ طائر روح او پرواز کردہ کلیاتے دارد اور است ہ

یہہ ساعد و نگاہے اوسکے عالم کہ جسنے دیکہا ہو وہ بیدم

نیام تیغ قضا سے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

دے دو پٹہ تو اپنا ململ کا ۔ ناتوان ہون کفن بہی ہو ہلکا
بس ہین ہٹتا نہ سراے مین کبہی آ ناسخ ۔ آہ میرا مرے قابو مین اگر دل ہوتا
تجہہ سے انصاف تو کر چہٹ نہ سکا ایک رقیب ۔ مین نے کیونکر تری الفت مین زمانا چہوڑا

ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش — ہوچکی ہوگی ہزارون بار صبح

عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر کو رنج — نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین

کونسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے — بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے

دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر — الہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول — کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہے

دو چار حزین پہونچین اگر اور بھی ہمسے — بستی کیطرف منہہ نکرے کوئی عدم سے

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجھکو بیحواس — محتسب سے راہ پوچھی خانہ خمار کی

اے موذن کر دعا جائے اذان — وصل کی شب اور کوئی دم رہے

میرے لاشہ کے وہ ہمراہ لحد تک ہووے — اے اجل تیرا قدم مجھکو مبارک ہووے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی ریاست رامپور ابن نواب محمد سعید خان بہادر در علم عربیہ و فارسیہ دخل معتد بہا داشت در سخن از مرزا نوشہ استفادہ برداشتے گفتار عاشقانہ میگفت دیوانے دارد از وست ہ

جس نے نہ آپ مین تجھے پایا وہ در دشت — آوارہ منازل دیر و حرم ہوا

یہہ خوشی کیا ہے کہ ہے ذکر ہمارا ہوتا — ہوتے ہم اور سہین بات کا یارا ہوتا

لکھا ہوا وہ ہماری ہی سر نوشت کا تھا — عدو کیواسطے جو غم ہمین پسند ہوا

تا دامن آکے چاک گریبان نے دم لیا — ہے دامن اور جیب مین رشتہ قریب کا

کیا میرے کام سے ہے رزالی کو دشمنی — کشتی مری کھلی تھی کہ دریا ٹھہر گیا

پھر نہ کہئے گا سنا کر مجھکو — لوگ کہتے ہین ستمگر مجھکو

چلے ہو دشت کو مجنون اگر ملے ناظم — ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

دل سے ایجان کے دشمن نہ اوتارا ہوتا — چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

آدمیت نہین تجھہ مین یہہ عدو کی ہے غرض — یون بری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین

مین جانتا ہون میری فغان سے اوڑ گئی ہے نیند
وان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

ناجی مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان خلف مرزا محمد غیاث از عمایدِ دہلی واز خوانین پادشاہ لکھنؤ بودہ با میر مستحسن خلیق تلمذ داشت در پایانِ عمر شعر وسخن را ترک گفتہ از خیالات اوست ؎

امید دل دہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والوں کا پتھر کا کلیجا ہے

قتل کے دم بہی نہ کچہہ ناجی نے قاتل سے کہا
کیا بیان تم سے کرون اوس کم سخن کی سرگذشت

دم شماری مین مجہے چہوڑ کے جانا کیا تہا
جان جانیکو بہی عاشق کے سجانا کیا تہا

نثار محمد امان ابن سعادت اللہ معمار باشندہ دہلی از تلامذہ شاہ حاتم دیوانے دارد

شکوہ کو تم ہی کو ٹہے گہر ہمارے آرہا
غیر دروازہ پہ بیٹہا راہ ہی تکتا رہا

ہم سے لڑنے دو او نہین کوئی تم بولو درمیان
ایسے ایسے آگے جہگڑے ہو چکے ہین بارہا

سو بات پوچہئے تو نہ دے ایک کا جواب
کر دے تہکا تہکا کے یون ہی ہمکو لاجواب

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہہ دور اور ہے

صورت موافقت کی کبہی سوجہتی نہین
صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے

نسیم اصغر علیخان خلف نواب آغا علیخان متوطن دہلی مقیم لکھنؤ از مومن دہلوی بمشورت سخن پرداختہ سخن شایستہ وسنجیدہ می فرمود در ۱۲[illegible]ھ غنچہ حیاتش افسرد دیوانی گذاشت

جب دیکہئے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا اہتو حال ہوا روزگار کا

منہہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند
دیکہو یہی اچہا ہے کہ مین کچہہ نہین کہتا

انشائے محبت کا جو تہا خوف تو ہر اشک
آنکہو نمین نہان تہا کوئی دامن مین چہپا تہا

وائے قسمت کہ یہی ہین دور ہی سے دیکہکر
کس لئے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا

ارمان نکل جائین کچہہ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مرے پونچہو رونے دو جی بہر کے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے
یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹہاؤ بستر کہ رات کم ہے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے

نسیم محمد یعقوب خلف حافظ غلام احمد نکہت از تلامذہ عبد الکریم سوز ؎

نہ اوٹہاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

کوئی پہبتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نصیر شاہ نصیر الدین عرف میان کلو ابن شاہ غریب اللہ باشندہ دہلی تلمیذ میر محمدی مائل از اوستادان گرامی بودہ است مضامین عالی می آورد در حیدر آباد دکن وفات یافت دیوانے گذاشت ازو راست ؎

جینے کے لیے جنبش لب کا تری کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

نہ سمجہو کہ آغاز خط عارضی ہے
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا

نطق منشی مقصود احمد کاکوروی موطن سیتاپوری مسکن تلمیذ رشید محمد رضا صبر اکثر از گفتارش لطفہا بر داشتم دو دیوان دارد بروش خود سخن شایستہ میگذارد ازوست

سینہ مین حسرتون سے جگہہ ایسی بہر گئی
امید کشمکش مین پڑی دبکے مر گئی

نہ فلتین کہین اے سوزن رفو دینا
پہٹے ہین زخم جگر کے نہ پاون تو دینا

کیون دیکہکر حسینون کو نیت بدل نہ جاے
اے شیخ جی بشر ہین فرشتے نہین ہین ہم

رکہہ تیغ کہول اے بت بیداد گر کمر
بہتا ہے ابتو خون شہیدان کمر کمر

ضد ہو تو سو فریب سے لے آؤن راہ پر
اسکو مین کیا کرون کہ ادہر دہیان ہی نہین

غیر مجہپر ہین وار کرنے کو
آپ ہین مار مار کرنے کو

ہر بار او بجہتے ہین مری آہ رسا سے
ایسے وہ لڑاکا ہین کہ لڑتے ہین ہوا سے

بولا وہ دم تذکرہ رحلت عاشق
بدنام کیا مجہکو موا اپنی قضا سے

جی مین اوس شوخ کے اب کاش یہی آجائے — بوسہ دے ڈالئے ہر دم کا تقاضا جائے
اچھے رہین حضور ہی بندہ برا سہی — آپ ہی نباہ دیجئے مین بیوفا سہی
رکھ لی خدانے شرم محبت نباہ دی — بیداد جھیلی ناز اوٹھائے جفا سہی
بدنام مفت سارے زمانے مین ہوگئی — سمجھین گے ہم ملے تو جوانی کدھر گئی

نوا ظہور اللہ خان ابن مولوی دلیل اللہ از اکابر بدایون بودہ است عمرہا در سیاحت ماندہ در پارس زمانہا بسر بردہ از شعراے اہل زبان خطاب ملک الشعراے یافتہ از بقار اللہ بقا استفادہ داشت دیوانے گذاشت بیشتر پارسی گفتار او تلف گشتہ بریختہ ہم فکر بلند داشت اور است ہ

تھکا ہے منزلونکا یا پیام یاس لاتا ہے — الٰہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہے
ہے گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات — شور نالے سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے
رہی ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھیے کیا ہو — ادہر اندیشہ دشمن ادہر اوسنے نہین پکڑی

نواب تخلص حضرت والد ماجد نامہ نگار نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ست کہ ذات ملکوتی صفات آنحضرت مستغنی عن الاوصاف والمدایح برآمدہ ترجمۂ حافلہ حضرت ایشان در شمع انجمن ونگارستان سخن بہ بسط تمام سمت نگارش یافتہ وبندہ ہم اندکے ازان در صبح گلشن برطبق عرض گذاشت دریجا ضرورت اعادہ نبود اما یاران سلیقہ را ذائقہ این نعمت چشانیدن و ہمزبانان خود ارباب ریختہ را آب در دہن گردانیدن خوش نیندیشیدم لہذا نقش مختصر بر لوح گذارش کشیدم وہو ہذا حضرت گرامی مرتبت در سنہ ۱۲۴۸ بتاریخ نوزدہم جمادی الاول روز یکشنبہ از خلوتکدہ عدم بہ بزمگاہ وجود پا گذاشتند و در ظل شفقت والد خویش سیدی ومولائی سید **اولاد حسن** رحمۃ اللہ علیہ در قنوج نشو ونما یافتند وسلسلہ نسب حضرت ایشان بطرق صحیح بہ سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت میرسد حضرت ایشان بعد فراغ تحصیل علوم متداولہ واستحصال اسناد

کتاب وسنت از علما و مشاهیر زمان همچو صدر الافاضل والاقران مفتی محمد صدر الدین خان بهادر و محدث یگانه مولانا شیخ حسین بن محسن الانصاری قاضی حدیده و مولانا محمد یعقوب برادر مولانا محمد اسحاق محدث دهلوی و شیخ معمر مولانا عبد الحق بنوتنی رحمهم الله تعالے بسعی احیاء سنت و اماتت بدعت برخاستند و تحریراً و تقریراً لواے کلمة الحق برافراشتند خدا ترا نازم که در اندک زمان نقش دلخواه برکرسی مدعا نشست که جهلاے از راه پیچ پیچاک ضلالت جاده نورد هدایت گشت اتباع حدیث بال اشاعت کشاد و تقلید آرا در مغاک ذلت افتاد تصنیف شریف آنجناب بحجم و ضخامت بے غایت قریب بصد نامه میرسد هر یکے ازان نامها بحر زخار شریعت است و ابر مدرار حقیقت و هنوز این سلسله بفضله تعالے یوماً فیوماً ترقی پذیر است ساده لوحی گمان مبالغه نبرد شواهد این دعاوی جم غفیر و جمع کثیر از اعاظم و عمایه بلاد عرب و عجم موجود است و نیز هر که چشم حق نگر دارد برآنها نظر بگمارد در سرعت تحریر آن ید طولے بکف آورده که از هفت تا نه نواخت روز زاید از یک جزو بعبارات دلچسپ عربی و پارسی روزانه بسلک تصنیف و تحریر می کشند و شگفت تر آنکه گاهے نوبت نقل آن مسوده نمی رسد بغیر حک و الحاح و نظر ثانی به قالب طبع ریخته میشود موزونی طبع را چه گویم هفته بیش نگذشته که دیوانے بپارسی زبان هر هفت گشته بر سر این فضائل و اوصاف اگر حرفے از هجوم کار و بار ریاست و سیاست و انتظام و انصرام آن رانم این نامه بلکه هزار نامه دیگر کفایت نکند گاهے بر ریخته در افشانی نفر موده اند یکدو شعر از افکار دیرینه حضرت اعلی که والا برادر در طور کلیم ایراد فرموده اند تیمناً و تبرکاً اینجا هم زینت بخش بزم سخن میشود ~~~

باتوں باتوں میں کچھ اوس نے بات ایسی چھیڑ دی ... کہتے کہتے دل سے حرف مدعا جاتا رہا

جانتا ہے وہ نہیں اے شکوہ بیرحمی یار ... تا بلب آکے خبردار دعا ہو جانا

عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو ... یہی نہ کہدو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے

غیر پوچھے ہی تو کہتے ہین مجھے
آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین
حضرت ناصح دل اوس بیدرد کو ڈھونڈو نہین
آپ تو کہئے کہ اسمین آپکی کیا راے ہے
سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور یہ بولے
ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا

نواب تخلص نواب کلب علیخان بہادر المخاطب بہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ فرمانفرماے دار السرور مصطفے آباد عرف رامپور ست داذہان رسا بعذ نارسائی از تکمیل کمالاتش معذور باز منشی امیر احمد امیر لکھنوی استفادہ گفتاری فرماید تنہا در ریختہ سحر سامری بکار نبردہ بلکہ از پارسی ہم اعجاز مسیحی برآوردہ چار دیوان در ریختہ دیکے بپارسی مصدق و مسجل گواہیر شعراے اہل زبان دارد و از افکار بلندا وست چہ خوش فرمودہ ؎

ضعف کے ہاتھون سے نالونپر قیامت آگئی
ہاے اوسکے دلمین جب کچھہ کچھہ اثر ہونے لگا
حورین مرتی تہین شکل بسمل پہ
تیرے کشتہ پہ ایک عالم تھا
نامرادی ہجر زمانے کی یہان چہائی ہوئی
فاتحہ پڑہیئے ذرا ہنسکر مری تربت سے آپ
تا ابد کیون نہ تڑپتے رہین ہم مقتل مین
حیف ممنون قضا ہون ترے بسمل ہوکر
آئینہ وہ دیکھتے ہین دیکھئے
آپ مین آتے ہین کس صورت سے ہم
غیر کے آگے ذرا جھوٹ ہی کہدے قاصد
فقرے کچھہ اور بھی وہ شوخ نے فرمائے ہین
تا نہو دعوی خون روز قیامت ہمکو
قتل کرتا ہے اداؤن سے وہ جلاد کہین
پیکان یار غیر کے پہلو نشین نہو
دل مین نہو جو میرے تو یارب کہین نہو
الفت ہے مجھے غیر سے نفرت یہی سہی
اتنا نہ بولو جھوٹھ کہ دلکو یقین نہو
لب ہل رہے ہین غیر کے نواب وقت قتل
کمبخت بڑھ کے سن تو کہین آفرین نہو
اوسکو تو کوئی کچھہ نہین کہتا
سب برا کہتے ہین مقدر کو
کسکو محو دعا دیکھتا ہون تو مجھسکو
یہہ فکر ہوتی ہے تیرا امیدوار نہو

ابہی تو بہ تہی عشق سے نواب
پہر چلے اوس سے دل لگانیکو

وہ پوچہتے ہین جو مطلب تو سنبہلو اے نواب
نکل نجاے کہین جان مدعا کے ساتہہ

چہوڑ بیٹہے جب اوسیکو پہر گلہ دشمن سے کیا
چپ رہو نواب کیا حاصل ہو اس ذکور سے

رو دیا یہہ کون شکوہ گلی ہین تری جو آج
کچہہ خاک مین ملے ہوئے لخت جگر ملے

ندیکہو آئینہ عاشق ہوگے ورنہ تم اپنے
بڑی مشکل پڑیگی جو پڑے گی وہ بہی برابر کی

دم وصال نزاکت سے تم نہ کہینچو آہ
بنی ہے یہہ تو فقط تجہسے جان بلب کے لئے

ہاے دم اوسدم نہ نکلا جب عدو کی قبر پہ
تم مجہے روتے ہوئے پہر عیادت لے گئے

پہر تسکین دل لے لی ہے غنیمت جانکر
وہ جو وقت ناز کچہہ جنبش تہی ابرو مین ہے

غم تو میری طرف ہے کیا غم ہے
ساری دنیا اگر ادہر نہوئی

استقدر غیرونسے کیون سرگوشیان کرتے ہو تم
اک اشارہ ہے بہت میرے تو تم کے لئے

حسرتین گر نکل گئین دل سے
ہوگی پہر زندگی ہی مشکل ہے

تہام لینا ذرا کلیجہ کو
دیکہو وہ میری تربت آتی ہے

مرتے دم بہی یہی رہا افسوس
کس سے اوٹہین گے ناز قاتل کے

نہ چہیڑو تذکرہ نواب کا کہا اور باتین ہین
عبث تم پوچہتے ہو حال اوس درد کے مہا کا

کوستے کیون ہو کہڑے آج مجہے مقتل مین
ذبح کرلے تمہکو نہین کیا کوئی خنجر پیدا

یہان پہونچی ہے یہہ حالت کہ نسخے چاک ہو تیرے
وہان پرچہ گزرتا ہے طبیعت کی بحالی کا

نئی ادا ہے کہ جب غیر سے ہو صحبت عیش
مین دور ہون تو بلا و مجہے پکار کے پاس

آج آئیگی وہ عیادت کو
موت سے کہدو کوئی گہر مین نہین

دیکہہ تو کیا ہو آج واعظ نادان کیا کچہہ
تو ہو گر میری جگہہ اور سر منبر مین بہولنے

اثر فلک سے اوترا ذرا خدا کے لئے
کہ اوس نے ہاتہہ اوٹہاے ہین اپنے دعا کے لئے

وہ خود گردش مین ہے با تونسے میری
عبث ہم نے فلک سے التجا کی

الواو

واحد شیخ عبدالواحد از سکنا ے شاہجہان آباد از تلامذۂ حکیم آغا جان عیش بودہ است اوراست ؎

بیتاب ہوکے شوق مین سب راز کہدیا
واحد ستم کیا یہہ دل بیقرار نے

واقف واقف شاہ از فقراے غازی پور معاصر سودا بود در لکھنؤ وفات یافت سخن دلاویز میگفت ؎

صبح پر وصل یار کی ٹہری
ہاے پہر انتظار کی ٹہری

وحشت میر غلام علی خان ابن میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان دہلوی نشاو مراد آبادی موطن از مومن دہلوی باستفادہ پرداخت طبع نیکو داشت اوراست ؎

جو سنجا تا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا
ایسے دیوانہ کو کچہہ حاجت زنجیر نہین
کیون نہ باطل سمجہون اقرار وفا
سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

وزیر خواجہ محمد وزیر ولد خواجہ محمد فقیر از گرامی سخنوران لکھنؤ بود و شیخ ناسخ مصلح گفتار او گفتار شیرین او شکر در کام جان می شکنند دیوانے دارد از وست

چہپگیا دوستی کے پردہ مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا
ہے آرزو سے قتل اجی دم ندو مجھے
چہوٹا ہے نیچہ تو لگا تو بڑہا کے ہاتہہ
آنکہین کہلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہے
فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے

ہاے ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب ظاہر و باطن از خواجہ میر درد کردہ در ۱۲۱۵ھ وفات یافت و دیوانے بیادگذاشت ہ

ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر		کہ ترے پاؤں سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
کٹتی ہی نہیں یہہ ہجر کی شب		یارب کیا آج سو گئی صبح

ہوس نواب مرزا محمد تقی خان ابن نواب مرزا علی خان فیض آبادی الاصل لکھنوی مسکن سخن بمشورہ مصحفی میگفت دیوانے و مثنوی لیلی و مجنون ازو بیادگار باقی ماندہ

تڑپا نہ ترا صید ترے تیر کو کھا کر		اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جاے
ہوس جب ذکر آجاتا ہی اوسکا		زبان ہوتی نہیں دو دو پہر بند

الیا

یاد علی نام خاموش تخلص ابن مولوی مراد علی از سادات عظام سہسوان است ترجمہ اش در حرف خاء معجمہ برعایت تخلص نوشتن می بایست اما گفتار او وقتے شنیدم کہ تذکرہ تا اینجا رسیدہ ناگزیر در ینجا ثبت افتاد ہمہ عمر خویش در چاکری سرکار انگریزی بسر برد واز غایت تدین قدم بغیر راہ امانت نیفشرد بہ تصوف مناسبتے خاص بہم رسانید امروز در مرادآباد بر کدامی خدمت معقول میگذراند این بیت ازوے بسمع افتاد و اوراست ہ

فقیر و غنی ہیں گو لیکن کسی در پر نہیں جاتے		توکل کا ہے تکیہ آشنا ہیں اپنے بستر کے

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی ہ

بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس		یہہ بھی اک مشغلہ ہے یاروں کا

یاس حکیم نصیر الدین باشندہ دہلی از مومن و ذوق تلمذ داشت ہ

کاش مین پردہ کا شکوہ ہی نکرتا اونسے ‏ بے حجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
دم تو لے تیغ تلے اے تپش دل تھم جا ‏ دیکھہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان از احفاد مجدد الف ثانی سرہندی موطن و دہلوی مولد بر تہمت زنا از دست والد خویش بقتل رسید و ذایقہ شربت شہادت چشید گفتار پر درد میگوید از خیالات اوست ؎

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوا ہوتا ‏ آج اس طرح کا دیکھا ہے پریزاد کہیں
جور و جفا مین یا بہت ہو گیا دلیر ‏ کرتے تو کی پہ راس نہ آئی وفا ہمین
جو کچھہ کہین یہہ تجھکو یقین ہے سزا تری ‏ بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

تمام شد

عذر از طرف مہتمم مطبع

مخفی مبادکہ این کلام بلاغت نظام در مطبع مفید عام بعد ختم کتاب بزم سخن رسیدہ بود لہذا حسب الحکم جناب ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ بطور ضمیمہ زینت افزای خاتمہ کتاب گردید کہ ہو الاول ہو الآخر و خیر التتمۃ لذیذ بعد از طعام مشہور خاص و عام است و ہو ہذا

ہنر بر تخلص جنرل فریدون قدر میرزا محمد ہنر بر علی بہادر فرزند واجد علیشاہ بادشاہ اودہ نزیل دار الامارۃ کلکتہ محلہ مٹیا برج در عہد سلطنت امجد علیشاہ بادشاہ و زمان ولیعہدی واجد علیشاہ بادشاہ در ۱۲۶۱ھ بوجود آمد جوان اختر تاریخ ولادت اوست در ۱۲۶۵ھ بعد پدر نامور خویش بمنصب جلیلہ جرنیلی ترقی

فرمود او در سنہ ۱۲۷۶ ہجری باکابین دختر نواب مدار الدولہ منتظم الملک سید علی نقی خان بہادر وزیر لکھنو کتخدا شد اصلاح سخن از پدر عالیقدر خود میگرفت امروز در کلکتہ بیہ پنجہزار روپیہ ماہانہ زیر سایہ رافت پدری بسر می برد درین نزدیکی دو نسخہ دیوان خویش یکے بنام جناب نواب عظمت مآب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ عالیہ بھوپال دام اقبالہا و دیگرے بحضرت والد ماجد این خاکسار فرستاد و حال اینکہ تذکرہ گرد آوردۂ خاکسار بمقام آگرہ زیر طبع بعضے از اہل مطابع ست چہ عجب کہ بتمامی رسیدہ باشد ارتجالاً چند اشعار آن ہژبر کنام سخنوری از دیوان فصاحت بیان انتخاب زدہ مطبع روان میدارم انشاء اللہ تعالیٰ در تذکرہ مذکورہ بر محل خویش جا خواہد یافت ورنہ ضمیمہ تذکرہ خواہد شد

بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجھکو فریب
صاف مجھکو اپنے اوپر اونکا دہوکا ہوگیا

دل دیکے پھیرنیکا ارادہ جو ہے ہژبر
یہہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

غیر کو بوسے عنایت ہون یہہ قسمت اوسکی
گالیان ملتی ہین مجھکو یہہ مقدر میرا

اک دل ہے ہمارا کہ تم الیونکا ہے بندہ
اک دل ہے تمہارا کہ کسیکا نہین ہوتا

یہہ کیا مجال کہ جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہو جیے اچھا قصور ہم سے ہوا

دیکھیا نازان جو کسیکو ترے وعدے پہ کہین
مین نے کہا یا تھا جو دہوکا وہ کبھی یاد آیا

گھٹتے ہین مرکے بھی یہہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھتے ہین یہہ بیمار ہو مدفن میرا

آفت مین یہان شمع کی تھی شام وصل سے
مین نے سمجھائی اوس نے جلائی تمام رات

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ یہہ بولے شب وصل
دیکھین کسطرح پھڑکتا ہے جگر آجکی رات

درد دل سنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہے
یون تو نا فہم نہ بنجاؤ سخندان ہوکر

تو بھی اے ہژبر فریفتہ ہو جا
عشق مین ہے عجیب مزا واعظ

نزع کے وقت جو آجائے مسیحا تو کہون
یونہین بیمار محبت کی خبر رکھتے ہین

بولے یون سنکے وہ یوسف کو حسین
کیا خبر ہونگے سنا کرتے ہین

نکلا مین جا کے خاک وڑاتا جو سوے نجد
مجنون نے دی صدا کہ برادر کہان کہان

جس جس طرح سے چاہین کرین پیار تمکو ہم
اتنا شب وصال مین آج اختیار دو

جہانتک کے دروازے سے کوئی نہ جسمین دیکھ لے
اک لگا رہتا ہے مسند کے برابر آئینہ

نہین معلوم ہے ملک عدم کو بد دعا کسکی
ہزارون بستیان بستی ہین پر ویرانہ رہتا ہے

فغان مجنون کی سن سنکر دعا کرتی ہے یہ لیلی
بس اب کم یا الٰہی قیس کا درد جگر کر دے

ڈھونڈنے والے تمہارے نہین پاتے ہین کہان
تم جہان ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہے

اک تم ہو ہمین تیر لگا کے بھی نہ پوچھا
اک ہم ہین جدا زخم سے پیکان نہین کرتے

جان لیتے تھے لے چکے صاحب
جائیے اب یہان دھرا کیا ہے

جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہے اسے
دل لینے مجھکو دکھ دیا دلکو ستایا آپ نے

اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین نہ مر
غش ہے جو انکو ہوش نہین آ تو خدا کیواسطے

دل لیکے چین دوگے یہ ہمکو نہین امید
دم بھر مین پھر کہوگے کلیجہ نکال دے

وہ پوچھتے ہین لیکے مرے گھر کا جایزہ
مسند لگی ہے کسکی یہ کسکا پلنگ ہے

ملین ہم یا نہ دلبر سے ملین اپنی طبیعت سے
بتا تو ناصحا تو کون تیرا کیا اجارا ہے

تقریظ در نثر مرجز از نتیجۂ طبع رسا و ذہن آسمان پیما منشی جمیل احمد سہسوانی

جمیل تو اور صفت خدا کی خدا خدا کر خدا خدا کر ٭ ترا منہہ اور مدحت پیمبر ذرا تو مرد خدا حیا کر ٭ بہار دلکش ہے فصل گل ہے ٭ شگفتگی پر ہے باغ مضمون ٭ نئی کھلاتی ہے گل طبیعت ٭ نسیم کہنے پہ چل رہی ہے ٭ شمیم کرتی ہے تر دماغی ٭ چہک رہی ہے زبان کی بلبل ٭ نیا ترانہ ہے ہر سخن کا ٭ غضب ہے ایسے مین ہو تغافل ٭ ستم ہے اب بھی جو ہو تامل ٭ نصیب جاگا ہوا نہ سوجا ٭ عدو کا جیتا کہین نہو جا ٭ دکھا دے اے دل بہار ایسی ٭ کہ ایک عالم ہو محو جلوہ ٭ زبانین تحسین پکار اوٹھین ٭ دلو

ہوشور آفرین کا ٭ ہر اک کہے واہ واہ تمنے ٭ نیا کیا ہے یہہ ڈہنگ پیدا ٭ نہ کانون
سے لطف یہہ سنا ہے ٭ نہ دیکہا آنکہون سے ایسا عالم ٭ خدا کی تعریف اور ایسی ٭
خدا کی قدرت خدا کی قدرت ٭ کچہہ ایسی ہو مدحت پیمبر ٭ کہ داد دینے کو آسمان سے ٭
فرشتے اوترین زمین کے اوپر ٭ جہان مین صل علےٰ کا غل ہو ٭ سنا دو وہ چلبلے
مضامین کہ جسکا عالم مین بیٹھے سکہ ٭ کہے ہر اک جوش خرمی مین ٭ ترا بیان سحر
سامری ہے ٭ تری زبان ہے فسون بابل ٭ کہانتلک جوشش طبیعت ٭ کچہہ
انتہا بہی ہے اس بیان کی ٭ غرض ہے جس مدعا سے تمکو ٭ بھری ہے جو آرزو
کہ ولمین ٭ اوٹہاؤ خامہ لکہو اب آگے ٭ اگر ہے کچہہ شوق مدح گوئی ٭ تو سمجہین ہم
تمکو مرد میدان ٭ پڑہو جو آقا کی مدح مین کچہہ ٭ سناؤ کچہہ بولتے مضامین ٭ دکہاؤ
یان رنگ شاعری کا ٭ خدا کے بندے خدا سے ڈرکر ٭ کبہی تو حق نمک ادا کر ٭
ترا وہ آقا جہان کا مولا ٭ مطیع خالق مطاع عالم ٭ بہار شوکت ریاض حشمت نسیم دولت
شمیم صولت ٭ خدیو اقلیم کامرانی ٭ سپہر اقبال جاودانی رئیس دوران امیر عالم ٭
حضور نواب عدل گستر ٭ ہے جس سے آرایش شریعت ٭ وہی تو ہے رونق طریقت ٭
وہ بزم آرائے اتقا ہے ٭ وہ شمع افروز اعتلا ہے ٭ کہون مین جو کچہہ ہے اوسے ٭
پھبتی کہ حامی دین احمدی ہے ٭ سخن نے پائی اوسی سے عزت ٭ اوسی سے
ہے نام شاعری کا ٭ وہ نظم اور نثر مین ہے یکتا ٭ فروغ دونون کو ہے اوسی سے ٭
بہلا جو ہو آپ ایسا قابل ٭ نکیون ہون فرزند اوسکے لایق ٭ مثل یہہ مشہور ہے
جہان مین پہلے شجر کا بہلا ثمر ہو ٭ خدا نے نور الحسن کو ایسا ٭ کیا ہے عقل و خرد مجسم ٭
نظیر جسکا نہین جہان مین ٭ وہ جوہر فرد واقعی ہے ٭ تمہین خدا کی قسم کہو تو ٭ پہرے
ہو تم بہی جہان مین برسون ٭ بہت سے چکر لگا چکے ہو ٭ جہان کی ہے خاک تم نے
چہانی ٭ کہین کسیکو بہی ایسا پایا ٭ یہہ علم و فن اور یہہ سعادت ٭ یہہ تہوڑی سی عمر اور

یہہ تقوے ٭ علی حسن خان کی مدح کیا ہو ٭ نہین طاقت مری زبان نہین ٭ وہ فکر
عالی وہ قابلیت چہپی نہین تمیہ سب عیان ہے ٭ یہہ عمر یہہ کم سنی کا عالم ٭ اور
اوسپہ یہہ شوق علم و فن کا ٭ ہر ایک فن مین کمال حاصل ٭ ہر اک ہنر سے ہی واقفیت
جو نثر مین بے نظیر دیکہا ٭ تو نظم مین لاجواب پایا ٭ قلم اوٹہایا جو فارسی مین تو وہ لکہے
چیدہ چیدہ مضمون ٭ کہ نقش سلمان ساوجی کا ٭ مٹا یا لوح جہان سے یکسر ٭ جو
ریختہ پر طبیعت آئی ٭ تو وہ کہلائے گل معانی ٭ کہ روح سودا و میر نے بہی ٭ صدا آئے
آحسنت و مرحبا دی ٭ لکہا ہے یہہ تذکرہ اب ایسا ٭ صفت مین جسکی زبان ہے الکن ٭
نہا مین جسکی بیان سے قاصر ٭ کیا ہے وہ انتخاب نادر ٭ سنا نہ ایسا کہین نہ دیکہا
مین کیا ہون اور کیا ہے فکر میری ٭ جو کچہہ ادا ہو وے مدح اوسکی ٭ یہی ہے
بہتر کہ چپ ہو رہون مین ٭ ادب ہے مانع دم نگارش ٭ اوٹہا کے ہاتہون کو سوے
خالق ٭ دعا یہہ کرتا ہون جوش دل سے ٭ الٰہی تا ہون فلک پہ انجم ٭ زمین کی
ہر دم سے تا ہو زینت ٭ چمن مین جب تک ہو گل کی خوشبو ٭ یہہ جب تلک ہو گلون پہ
جوبن ٭ علی حسن خان بجاہ و تمکین ریاض عالم کی آبرو ہو ٭ ہمیشہ پہولا پہلا رہے
وہ کبہی نہو غم سے بال بیکا ٭ خوشی کا عالم ہوا ور وہ ہو حیات خضر و مسیح پائے ٭

قطعہ تاریخ تالیف کتاب

ہے سزاوار ثنا طبع سلیم نامور	ریختہ مین تذکرہ کیا خوب برجستہ لکہا
بے تکلف بیٹہے ہی تاریخ مین اوسکی حسیلر	جانفزا اشعار و دل آویز گلدستہ لکہا ۱۲ھ

قطعہ تاریخ از فکر آسمان ہمتا طبع نخبۂ انتخاب افصح الشعرا حاجی محمد رضا خان صاحب متخلص شہیر سلمہ اللہ القدیر

سر و برگ رونق علم و فن ہنر آب رنگ علی حسن	کہ ہزار زمزمہ سنج ہے نہ کیا رقم گہر خیال او

رقم جریدهٔ آرزو سر سطح لوح زمانه زد	نشان تذکره می برد دل خلق سحر حلال او
ببند ار بزم سخن سبزه خط و خال چهرهٔ آبرو	دل ماست فتنهٔ شوخی هوس آفرین جمال او
نفس عقیدت کاملان ز شهید زمزمه سر کند	اگر از سفینهٔ منتخب بدر آورد پی سال او ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف از دبیر نازک‌خیال منشی سوہن لال صاحب منشی آستانهٔ رئیسیه عالیه دام اقبالها

جنهار آتا تذکرهٔ بزم سخن	که جز او هیچ نه بندد دانا
مصرع سال نو سوہن لال است	شمع بزم سخن مولانا ۱۲۹۷ھ

تاریخ طبع از منشی جلیل احمد سہسوانی

تذکرہ ہی سلیم کا بے مثل	اور بہتری لاجواب ہے تاریخ
زہرہ و بیشہ میں کہہ دے جلیل	بے بدل انتخاب ہی تاریخ ۱۲۹۷ھ

ولہ

چون بزم سخن بصد تجلی	گردید فروغ شمع این
بنوشت جلیل سال طبعش	تالیف سلیم طبع روشن ۱۲۹۸ھ

تاریخ تالیف از فکر عالی برادرم ممتاز الدوله امیر عبدالحق خان بهادر متخلص به ممتاز

ختم شد انتخاب اهل سخن	للّٰه الحمد حسب خواهش جان
فکر تاریخ گر بود ممتاز	خوان ستوده کلام نکته وران ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از معدن شیوه بیانی منشی صابر حسین صاحب صبا سہسوانی متوسل سلطنت نیپال

چون گوہر انتخاب اشعار خوش کلک سلیم نکتہ دان سفت
این گلشن گل فشان معنی با رنگ بہار تازہ بشگفت
تاریخ صبا بسال طبعش بزم سخن ست دید گفت
۱۲۹۸ھ

وله

ہست بزم سخن ز کلک سلیم طرفہ روشن گر بیان فصیح
گفت تاریخ انطباع صبا دست آویز شاعران فصیح
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ از طبع منشی عبد العزیز عزیز تلمیذ افتخار الشعرا

حبذا خامۂ جادو رقم میر سلیم کیا ہی یہہ تذکرہ اردو کا لکھا نادر خوب
اسکی ہر سطر ہے از طرۂ حور فردوس اسکا ہر فقرہ ہے از قامت ابن یعقوب
نظم وہ نظم کہ جس نظم پہ پروین قربان نثر وہ نثر کہ جس نثر سے نثری محجوب
نام اس تذکرہ کا بزم سخن ہی جو عزیز سال تاریخ لکھی ہین نے بہی بزم مرغوب
۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ بزم سخن از طبع منشی یاور علی صاحب یاور ساکن دہلی

جمع ہوکر بنا یہہ بزم سخن چمن دلفریب و تازہ بہار
بلبل طبع نے کہا یاور ہے مگر گلشن گل اشعار
۱۲۹۷ھ

تقریظ طولکلیم بزم سخن از نتیجہ طبع عالی مولوی محمد احسن اللہ خان صاحب متخلص بہ ثاقب

رباعی

ای سوی تو محتاج چه شاه و چه گدا
انعام تو شامل همه اسفل و اعلی
از صدق ارادت بدرت ناصیه فرسا
لهراسپ و هوشنگ و کی و سنجر و دارا

زهی ایزد توانا فرازنده رایت خسروان فرو دنده گوهر گدایان بخشاینده سیکاران و تر دامنان ناما یزدان که تا جهان آفرید و جهانیان را بهستی کشید از خشوران فرایک بگذاشت تا فرودیان پیراهه پوینده و از سرشته کار بیخبر مانده بکیفر کردار نشر و لد آینده بیش ازین چه باشد که در پسین دمان سروران سرور پیغمبران پیغمبر و خشوری فرستاد درخشان گوهر گرزن یزدانی نهال نورسته حدیقه رحمانی ؛ رباعی

احمد سر سروران عالم آمد ؛
ور نه هر چه بگویند مکرم آمد ؛
کی ثانی او بمنکران بنماید ؛
از نور خدا چو ذات اکرم آمد ؛

چون ایزدی نور تاهره برین شیدریزان فروغ تابیدن گرفت خواست تا همه دل آئین حبیب خود را سترگی بخشد که تا فرو شدن آفتاب روز این هفت طاق بلند درخشنده باشد و هر روزنه آب و رنگی دگر بر روی کار آید هر یکی را از چار مهر و رزان آن تمنای دیرینه ایزدی بخلافت برگزیده و اندرین فرجام گردش همچو فرستاده تا پیشین ایشان را والای بخشید - رباعی

چون دین نبی که تاج ادیان آمد
بو بکر گهر بحر عنان آمد
وانگه عمر آن شیر نیستان آمد
عثمان و علی بو مهر تابان آمد

برین همه سرافرازان فرگاه ایزد دادار ارمغان درود و سلام فراوان باد سپس نازش خامه و بالیدگی نامه از انجاست که ثاقب تخلص دهلی موطن پهلوی سرا و اگر راست گویم شوریده سر آشفته نوا ستایش صحیفه سپید که صفحه اش رشک ده عارض حوریست و درخشش سطورش رونق فروغ طور هما تا گوهر آمای این هر دو نامه کاولین از ان تسکین قلب سلیم تذکره طور کلیم دو و یمین غیرت چمن بزم سخن باشد

نیرین تابنده انداز اوج سروری و قمرین رخشنده انداز سپهر سخنوری اعنی والا
دودمان فرخ گهر مهرورز وفا پیوند سنج گسل سخن آرا معانی پیرا جناب ابوالخیر سید
نورالحسن خانصاحب کلیم و سخنور ژرف نظر همه تن مهر سراپا وفا بنگام آرش سنجی
معجز نما جناب ابوالنصر سید علی حسن خانصاحب سلیم سرمایهٔ زندگانی نواب همایون
امیر الملک والاجاه جناب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بهادر امیر کبیر ریاست
بهوپال آب ده این هر دو گلستان سخنوری هستند و حیات بخش قالب تهی ساختگان
معنی گستری اگرچه از ادب دورست نادیده باوصاف ایشان سخن سرا آمدن
و بآفرین سرائی زبان کشودن اما نخستین ذوق سنجشی این هر دو کارنامهٔ سخن
رخصتم نداد که بشاهراه ستایشش گوهر آما بانش نپویم و دیگر این ارشاد سخنور معنی
سنج مبین مهرورز مولوی احمد خانصاحب صوفی صاحب مطبع مفید عام آگره
نگذاشت که دست از شیلان سخن درکشم و هرزه آبروی خود نریزم سخنوران
ژرف نگاه را آگهی باد که گفتار مرا اندرین ستایش از غلو تبلیغ و اغراق نشناسند
بلکه حق نیوشی و حق گفتنی را آرزومند آیند زهی تذکره که تا پایان پذیرفت عیسی را
افسردگی رو داد که دم عیسویش سرد شد و پدیدارست که مسیح دو کس را زنده ساخته
باشد و آنهم نه زندهٔ جاوید و این گزین نامه ها از پاکیزگی گوهر و اعجاز کلام
خود بسا فرزانگان دهر را جان تازه بخشیده انداز حیات جاودانی و نخست تذکره
که تا بانجام گرائید چه از میر و سودا بلکه بسیاری ریخته آرایان را که بر وسادهٔ خاک
آرمیده بودند و بخواب جاوید غنوده بودند زندهٔ پاینده کرد که روان بیقالب
آنها نفسی سر زد و بدین زمرهٔ آشنا شد که چنانکه تا تیره بختان را بیچاره دانگ
گیتی روشناس ساخت پیراستگان این نخل را هم بار زندگانی ارزانی ؛

غزل

بازرونق یافت بازار سخن ∴ گرم شد دکان دیدار سخن
از کلیم نکته دان شد استوار ∴ کهنه و در رفته دیوار سخن
واز سلیم شاعر روشن گهر ∴ باز شد شاداب گلزار سخن
تا قبا آمد در واز هر روش ∴ مرد میدان و طلبگار سخن

یارب تا طور را از کلیم جلوه دهند و بزم سخن را از سخنوران بر سرایند این طور کلیم و بزم سخن لخت جگر و جگر گوشه سخنوران باد ∴

قصیدهٔ تهنیت از دواج مذکور از جامع فضل و ادب شیخ محمد بن شیخ حسین عرب نزیل بهوپال سلمه الله تعالی بسم الله الرحمن الرحیم

بدا بدر المسرة والتهاني ∴ فأشرق شمس دائرة المعاني
ونغنم بالسرور لنا سعود ∴ فأهلا بالسرور وبالتهاني
ولاح البشر في الاقطار يزهو ∴ فأضحى ضاحكا وجه الزمان
مراكز انسنا فاقت وراقت ∴ برنات المزاهر والمثاني
فدارت حولنا للانس راح ∴ لها عبق يروح كل عاني
طفقنا نصرف الصهباء صرفا ∴ على رجع الجآذر بالاغاني
طربنا اذ ثملنا من حبور ∴ ومن ترجيع الحان القيان
من الغيد الكواعب في نعيم ∴ كحور العين في صور حسان
اذا اسفرت ارتك شقيق بدر ∴ وهيهات البدور لها تداني
وان نطقت ارتك عقود در ∴ مباسمها اثنى الاقحوان
وان رمقت بمقلتها اللبيبا ∴ عفيفا صار مسلوب الجنان
فصادت قلبي المضني بلحظ ∴ كسيف باتر مثل السنان

وماست بالقدود وقد تثنت … كخوط البان اواسل لدان
وليل الشعر جلته بصبح … كبدر التم في اعلا مكان
فلام العاذلون على هواها … لشدة ما راوا مما اعاني
وقالوا ويك هل لك في مديح … مديح الندب نادرة الاوان
صديق المكرمات ابو علي … رفيع القدر ذو المال المهان
زكي فاطمي هاشمي … وحبر في البيان وفي المعاني
هنيئا يا ابا النورين ربي … انالك ما تروم من الاماني
ايا رب الفضائل والمعالي … ويا بحر المعاني والبيان
ليهنك طالع التزويج فيه … بدا بدر المسرة والتهاني
زواج بارك الرحمن فيه … واسعد بالوفاق مدى الزمان
هنيئا فاح نشر المسك منهم … فطابت منه اركان المغاني
امان الله يحفظكم جميعا … ويحرسكم من الاعدا اللعان
ويسبل ستره ظلا ظليلا … ويبقي دولة الشاهجهاني
ويظفرها على الاعداء طرا … بحول الله من قاص ودان
ويكلؤها ويدرا حاسديها … بعون الله والسبع المثاني
مليكتنا ابيت اللعن يا من … على كسرى علوت انوشروان
نظمت لكم من الموفور بحرا … كعقد الدر في جيد الزمان
وما التشبيب من شيمي ولكن … هواك الى مديحك قد حداني
اذا مدح الملوك فانت فخري … فمدحي فيكما اقصى الاماني
وقدحي عندك القدح المعلى … رقيت بمدحكم اعلى مكان
وحزت بمدحكم شرفا عظيما … فكنوني ابا الشرف اليماني

وصلی الله ربی کل حین علی المختار مع آل وصحب	وسلم ما انار الفرقدان وتابعهم الی یوم التدانی

نتیجهٔ طبع آسمان سیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص به شهیر سلمه الله تعالی در تقریب طوی فرزندان حضرت نواب صاحب بهادر دام اقباله

بسامان می سراید مطرب جان بسی بدن سهرا
مبارک بر علی ابن حسن نور الحسن سهرا

بسر بر بوده است با صد عالم گل می توان گفتن
وفا پرور در آغوش تمنائے چمن سهرا

بسے خروار گوهر خیز این گل رفت در کارش
تبارے صد چمن دارد بسلکے صد عدن سهرا

هوس میکرد هر چیزیکه دل امروز حاصل شد
نشاط تازه باشد ز صهبائے کهن سهرا

بهر اختر نشان سلکے که از دُر و گهر باشد
نماید کهکشان آسمان انجمن سهرا

بتقریبے رسیدن تا به رخ میخواست دانستم
همین سرمایهٔ انواع طرز مکر و فن سهرا

بهر تار زر اندودش بود در چشم معنی بین
شعاع نیر اقبال صدیق الحسن سهرا

بهار روزگار اعتبار خود بود و شادی
شکوه روز بازار متاع خویشتن سهرا

نیاز آویختن جا در کنار آرزو کردن
مگر باشد سبب گوهر بدن گل پیرهن سهرا

بزور افگنده کوه فرقت شیرین کلامان را
بود همپایهٔ اقبال سعی کوهکن سهرا

گلستان جمال امروز صرف دست و دامان شد
نگار گل ربا یا بهار یاسمن سهرا

جوابه مهر و ماه روے خوب نیکوان دارد
نشانمند عروج شان پروین و پرن سهرا

سلامت با طرب فرخندگی با عیش میگوید
ضمان حال من شادی کفیل کار من سهرا

متاع کاروان در کاروان بر جیب و دامان شد
دراز دریا بهار از باغ نکهت از ختن سهرا

نگر بے اختیار ز شام غربت این سفر نبود — کشند نقدِ صفا از کیسۂ صبح وطن سہرا
گواہِ مایہ دار بہائے گلہ ز خیال آمد — گل رنگین بہار اوج دستارِ سخن سہرا
شہیر بزم دعوت پیشگان دستِ و علی کشا — مبارکباد اے پروردگار یا و من سہرا

نتیجۂ طبع فلک پیما خلاصۂ خاندان جناب مرتضے مولوی سید حکیم حافظ اعظم حسین صاحب سندیلوی نزیل بھوپال سلمہ اللہ تعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیا تا مجلس بالانشینان جہان بینی — کہ در روئے مر فریدون ہا ایاغ کفشان بینی
بساطِ بوقلمون کاری کش بہاران در چمن باید — بہم برچیدہ زانجا چون سپہر بر کران بینی
اگر دل از بغل چون کودکے ناگاہ گم کردی — بیا تا بیخبر محو تماشا اندر ان بینی
زمین پر برف کہ از پاشیدن عطر و گلاب آنجا — زمین نمناک دریائے ہوا عنبرفشان بینی
شگرف اشرابدان جمع ہمایون ہمنشین سنجی — کہ در جنت بساط افگندہ زیر سایبان بینی
حریفان سرخوش آن بادہ ہائے ناب پنداری — کہ مر سرو پیرہ جان ہا از ساقی ارمغان بینی
ز چینی ہائے الوانی کہ بر دیوار و در بستند — سہیل و زہرہ و شمس و قمر پرتوفشان بینی
نثار اتسہ درون انجمن کردند کز بیرون — گدایان جملہ مروارید چین بر آستان بینی
عنان اندر عنان بین صاحب چاوش گزیہی — کہ طاؤسان زرین بال در جنت روان بینی
معطر آسمان پوشاک تن کہ چین را منہا — صبا بگشاد مشکین نافہ ہا بر این و آن بینی
جہاز ذوق نظر ورزی کہ در روئے جلوہ گر یکجا — دو خورشید سپہر برتری چون فرقدان بینی
بآئینے بزم طوی خود نشستہ ہم پہلو — کہ از جوزا تماشا گر نگاہ روشنان بینی
دو گل بشگفتہ از شاخ نہالی در نظر آری — دو شمع از یک چراغی گشتہ روشن درمیان بینی

یکے نورالحسن خان گرامی پایہ بشناسی
ز جوش مہر تو انی کز افشاندن نگہ داری
عبیر افشان بہ سو صیے ہوا زان عطر پیراہن
رطوبتہا خود اینک از ہوا بارد عجب نبود
بہار از برگ برگ لالہ و نسرین کہ خندانند
بہم حوران جنت از پئے گلدستہ بندیہا
بود فرخ چو جمع زہرہ با برجیس در طالع
باندازیکہ می در جام از مینا فرو ریزد
بتقریب چنین عشرت کزان سرمست باکولی
بصد خوگرمی مہمان بصد دمسازی پیدا
بہ بخششہا عیان گنجینہ اش سر و اختن دیدی
گروہ دایہ خواہان را کز انسو باز پس گردند
نہ از ہنگامہ باشد سرگران گر بہر انعامی
نہ بر آوردن ابرام زان جمعی بستوہ آید
ازین پس خوشہ چینان را بکف خرمن فشان یابی
بہ پیراہن نمیگنجند خدامش کہ ہر یک را
قبا ہا کیقبادی جملہ خاصان را ببر یابی
برسم دعوت جمہور خوان گسترد در ایوان
جہان بنشستہ مہمان و اگر حلقے دگر آید
روان مضراب بر ساز مبارکباد خوانا نرا
ثنا ے خواجہ در ضمن مبارکباد جا دارد

دگر فرزانہ فرخ علی کامران بینی
دران حالت اگر با خویش گنج شایگان بینی
بہاران در نظر مر دیدہ را ابر درفشان بینی
کہ زہد خشک مغز از عطسہ بی سرگران بینی
طراز انگیز باغ کامذین در بوستان بینی
یکے گلچین و دیگر را ز گلبن گلفشان بینی
دران جم سر بسر پیدا اگر اشکال قران بینی
نزول فرشہا بر زمین از آسمان بینی
کلاہ انداز بر روی ہوا پیر و جوان بینی
امیر الملک را گرم نوازش بر جہان بینی
سپیش بگشادن قفل از در گنج نہان بینی
بدامنہا متاع خاصہ دریا و کان بینی
بصد غوغا بجوم آوردہ بہمان و فلان بینی
کز و در خواہش اعطا فضولی در میان بینی
ازین پس گلستانہا را ازان باغبان بینی
بدارا ہم قبا یابی بجم ہم طیلسان بینی
کمرہا جملہ بہرامی سپہ را بر میان بینی
بہ پنہا ے کہ وسع ہفت کشور را ضمان بینی
ہنوزش جا ے خالی بر اطراف خوان بینی
کہ ناخن بر جگر زن از نوا خون چکان بینی
بدین آہنگ زین ابدہم عطارد ہمزبان بینی

گرامی خواجه والا جاه کز یمن یقین او | بنجا تم نقش توقیع سلیمانی عیان بینی
زلال نغمه فهرستی که گر لشکر پروان دارد | سخنت از دور تر پیدا درفش کاویان بینی
اگر موکب همی راند و صد زرین ثنا شرها | پا انداز جلوه ریزی عنان اندر عنان بینی
سپهر مشتری فروشد گر متاعی آورد نزهم | بقیمت برده از دستی حاصل بازارگان بینی
جمالش گرم کرد از جلوه بازاری که هر سوشش | هجومی از خریداران یوسف بردگان بینی
لطافتهای خویش را چمن تمثالها بندد | که پیدا در لباس یاسمین و ارغوان بینی
کشد در رشتهٔ تالیف گوهرها که چون نیسان | پیمبر را ز لب باریده هنگام بیان بینی
بر دلب تشنگان علم دین را بر سر آبی | که اعجاز نبوت داده پیرشان از زبان بینی
حقیقت‌ها گهی سازد دلنشین راز نهان سازد | چنان گر زوی الهامش ز حق خاطر نشان بینی
بهر گه عیش جم جاها بدین روز طرب سوری | مرا هم بال افشان از نشاط بیکران بینی
سخن سنجان گر افشانند گوهر بر نشاط اینجا | مرا بهر نثار آورده مشتی اختران بینی
سواد نظم رنگینم تماشا کن اگر خواهی | که گلها سر بسر نشگفته در باغ جنان بینی
دعای از ره اخلاص اینک بر زبان دارم | نه مضمونی که در هم بستهٔ دست گران بینی
دعا گوئی تو گوئی بر اجابت زد کمینگاهی | که تیرش از کمان نگشاده ناوک بر نشان بینی
شب و روز و مه انجم بکام خویشتن یابی | بگیتی تا طلوع آفتاب از خاوران بینی

قطعهٔ تهنیت از منشی گنج منوہر لال بهوپالی بخشی محکمهٔ نواب سلطانجهان بیگم صاحبه

عروس دولت جاوید در کنار آمد | بکام دل برسیدی دلا مبارکباد
بعقد نوشهٔ جان بانوی طرب آمد | جهیز عشرت و راحت فزا مبارکباد
بساز و برگ نمایان رسید سانچق کام | حصول چاشنی مدعا مبارکباد
فلک ز مهر به بندد بکام دل کابین | ز روزگار نوید وفا مبارکباد

نهالِ تهنیتِ طوطی گلفشانی کرد … بعندلیبِ تکلم نوا مبارکباد
فروغِ ناصیهٔ جاه هردو آقازاد … شدند آن نکو که خدا مبارکباد
بکارِ سهره درآمد ز روشنانِ سپهر … به بخت نیک سهیل و سها مبارکباد
قبا ز تافتهٔ شید نیک آمد راست … فروغِ نیرِ بخت ذکا مبارکباد
سرود و زمزمهٔ جشن روشنی ناهید … بر امشبی که برد دل خوشا مبارکباد
زمین ز لعل و گهر آورد شکرریزی … ز چهرهٔ شمس و قمر رونما مبارکباد
همین شد روی نما چرخ گرد سر گردد … درم نثارِ زمین زدندا مبارکباد
ز جشن روشنی جشن این بیوگانی … فگنده جوش سنجاط چها مبارکباد
شها که بانوی اقبال با تو تن درداده … برِ تو جلوهٔ او دائما مبارکباد
بران دلم که ز فرخندگی کشم گلبانگ … بران سرم که سرایم ترا مبارکباد
مرا بجاست پدر آمدی ز تربیتم … نگویمت ز طرب من چرا مبارکباد
مراد و نقدِ رشیدت برادر آمده اند … ز جای خیزم و سازم ادا مبارکباد
خجسته باد به فرخنده گوهرت این طوی … که زو بجان و دلم عیشها مبارکباد
بلا که سعد بود اجتماعِ شمس و قمر … قرانِ این مه و مهرت شها مبارکباد
قرانِ مشتری و زهره بس بود نیکو … همین قران دو اختر بسا مبارکباد
بود ز چاشنیِ عیش کام جان شیرین … ثمرفشانی نخلِ دعا مبارکباد
نگارِ عشوه فروشِ مسرت و شادی … بدلفریبی ناز و ادا مبارکباد
ادای رسم حنابندی مبارکباد … مبارک از قدر و هم قضا مبارکباد
شکرشکن شده نطقم لبم شکرافشان … ز شادیی که بخوانم کرا مبارکباد
سزد که نوش دهانت ز در برآمایند … چه خوب گفته نام خدا مبارکباد
کنون بزلفِ عروسِ دعا کشم شانه … قبول شوی اجابت ورا مبارکباد

مدام تا کہ بود میل ختن با خاتون — بہ پہلوے تو عروس بقا مبارکباد
ہمان عروس بہ آقای زادگانم نیز — بفرخی رضاے خدا مبارکباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات تاریخ جشن کتخدائی نور حدقۂ ابہت و کامگاری و نور حدیقۂ حشمت و بختیاری فروغ ناصیہ والاجاہی تجلی سیماے دولت پناہی گوہر درج بہروزی اختر برج فیروزی چراغ کاشانۂ جاہ و جلال شمع شبستان جود و نوال نقش نگین ریاست و کیاست چشم و چراغ امارت و فراست رونق مسند سعادت و سیادت زیب وسادۂ جلالت و جلادت میر ابو الخیر سید نور الحسن خان و میر ابو النصر سید علی حسن خان لازالت شموس اقبالہما طالعۃ ریختہ خامۂ جادو نگار منشی محمد صابر حسین صاحب سہسوانی سلمہ اللہ تعالے *

قطعہ تاریخ فارسی

اے نو شاروزنکو کز اثر عیش و طرب — رخصت از دہر شدہ زشتی بخت طالع
غوث صبا گفت بتاریخ قران السعدین — جشن شادی دو فرزند سعید و صالح

قطعہ دیگر

آمد نوید عشرت شادی ترانہ ریز — چون کتخدا شدند دو نوشہ بعز و جاہ
نور الحسن بہ عیش و بعشرت علی حسن — باشند شاد کام بہر شام و ہر پگاہ
گفتہ صبا بجشن دو تقریب میمنت — شد جلوۂ قران مہ و مہر و مہر و ماہ

غزل اردو و تاریخ شادی

ہوئے نام خدا وہ کتخدا رشک چمن چاروں / رہیں شمشاد و سرو یاسمین و نسترن چاروں
گلستان بن گئی ہے گلزمین خانۂ شادی / بہار رنگ گل کہلا رہے ہیں گلبدن چاروں
عروسوں سے ہے گھر روشن منور بزم نوشوں سے / یہ ہیں دو دو بہم دونوں فروغ انجمن چاروں
مزے نظارہ کے اب لوٹ لیں میٹھی نگاہوں سے / شکر لب نوش لب شیریں زبان شیریں دہن چاروں
رہے جبتک دورنگی دونوں عالم کی نشاط افزا / رہیں یکجان و یکدل یکزبان و یکسخن چاروں
ازل سے ساتھ لائے ہیں ابدتک ساتھ رہینگے / حیا و شرم کا مہر و محبت کا چلن چاروں
رہے دن رات شادی عیش میں شام و سحر گذرے / رہیں محو طرب یارب بطفیل پنجتن چاروں
سرور و عشرت و عیش و طرب کی دیکھکر آمد / ہوئے رخصت ملال و کلفت و رنج و محن چاروں
یہی شادی ہے تو صیاد و گلچین بلبل و قمری / مبارکباد سے سر پر اوٹھا لینگے چمن چاروں
یہ شادی کا عالم شیخ سے یاد خدا چھوٹی / خوشی کا ہے یہ جلوہ بید بھولا برہمن چاروں
یہ وہ شادی ہے گردوں پر خوشی سے رقص ہوں تارے / قمر زہرہ عطارد مشتری ہیں چرخ زن چاروں
خوشی کی دہوپ چھان ہو گرم و سرد عالم امکان / رہیں صبح و مسا خوشدل بفضل ذوالمنن چاروں
ہجوم عیش دکھلائے ہمیشہ دھوم شادی کی / رہیں دلشاد یارب باپ ماں بھائی بہن چاروں
ق
جواب سبط احمد و باقی جمیل احمد جلیل احمد / مبارکباد دیتے ہیں عزیزان وطن چاروں

صبا میں بھی اوٹھا کر ہاتھ تاریخی دعا مانگوں
رہیں باہم صلاح و عیش سے دولہا دولہن چاروں

سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد صاحب سہسوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد لا طالع بیدار بنا کر سہرا / آج دو نوشوں کا ہے ایک تر سہرا
جو کوئی دیکھتا ہے صل علے کہتا ہے / قدرت اللہ کی ہے روئے نکو پر سہرا

ہے سوا چرخ سے دولہا تھہ زمین کا رتبہ / بڑھ گیا کاہکشان سے بھی یہہ گز بھر سہرا
تارہا نذر ہا یہہ نظر بازون کے نظارہ نے / بنگیا سہرہ پہ ایک اور مکرر سہرا
بڑھ گئی نکہت گل سے بھی پسینے کی مہک / تیری خوشبو سے ہوا اور معطر سہرا
تو وہ ہے کان جواہر کہ بدولت تیری / اپنے دامن مین بھرے رکھتا ہی گوہر سہرا
وہ نہین چرخ کو دیدین جو ستارے کے عوض / موتیون سے بھی نہ تولین گے برابر سہرا
ذکر کیا جلوۂ نوشاہ کے نظارہ کا / آنکھین کھلجائین جو دیکھین ہم واختر سہرا
ہر لڑی سچ ہے ہر پھول ہے دُرِّ خوش آب / آبرو رکھتا ہے دریا کی برابر سہرا
چشم بد بین سے رہے عارض نوشہ محفوظ / آڑے ہو کر یہہ بنے سد سکندر سہرا
سورۂ نور کا جلوہ ہے رخ نوشہ مین / والضحے کی ہے یہہ تفسیر سراسر سہرا
کیا ہی موزون رخ نوشہ پہ ہے اللہ اللہ / واقعی سچ ہے حسینونکو ہے زیور سہرا
کچھہ نکچھہ گانٹھہ گرہ مین بھی یہہ لایا ہوگا / خالی موںہہ دیکھتا نوشاہ کا کیونکر سہرا
پھولا جاتا ہے ہن سماتا ہی نہین جوش گل / آج اترایا ہے چڑھکر ترے سر پر سہرا
ہے مہک پھولونکی سرپیچ مرصع کی دمک / خوشنما ہے رخ نوشاہ پہ زیور سہرا
سر چڑھانے سے ترے عرش پہ رکھتا ہی دماغ / بڑھ گیا کاہکشان سے کئی نمبر سہرا
سنبلستان ہے ترا ہم کہتے ہین اہل تجسیم / دیکھکر عارض نوشاہ کے اوپر سہرا
کتنا بیباک ہے لپٹا ہے رخ نوشہ سے / منہہ لگا پڑا ہے گستاخ مقرر سہرا
کہہ اوٹھے سب شجر طور مین نکلی شاخین / قد پر نور پہ دیکھا جو منور سہرا
ستین آپکے نوشہ مین مبارک ہو یہ جشن / نذر دیتا ہون مین اے ساقی کوثر سہرا

مین نہین چاہتا موںہہ دیکھی صفت اپنی جمیل
داد انصاف سے دین سنکے سخنور سہرا

ولہ قطعہ تاریخ جشن شادی

چون بہ صدیق حسن خان مبارک طالع — سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن چو بسیخواست جمیل — زد رقم خامہ دو تقریب قران السعدین
۹۸ ۱۲

پیشکش سید جمیل احمد سہسوانی

تاریخ جشن شادی از سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ

خوشی کا ہو یارب یہہ جلسا مبارک — رہے سال فرخ مہینا مبارک
ہمایون ہو سرپیچ نوشہ کے سر پر — فلک کو ہو عقد ثریا مبارک
یہہ شادی کی محفل یہہ جلسہ خوشی کا — مبارک ہوا سے شاہ والا مبارک
بجے در پہ نوبت نشاط و طرب کی — یہہ شادی ہو کہتی ہے شہنا مبارک
یہہ ہے جوش عشرت یہہ شادی کا عالم — کہ کہتا ہے ہر پیر و برنا مبارک
مبارک سلامت کا محفل مین غل ہے — فلک پر سے کہتی ہے زہرا مبارک
جدہر دیکھو ہے عیش و عشرت کا جلوہ — خدا نے دکھایا دن اچھا مبارک
رہین شاد و آباد نوشہ ہمیشہ — الٰہی ہو خلعت شہانا مبارک
ہر اک کی زبان پر یہی ہے ترانہ — یہہ شادی یہہ محفل یہہ نوشا مبارک
تماشا دکھاتی ہین موجین خوشی کی — نہین شور کہتا ہے دریا مبارک
یہہ اک ایک سے کہہ رہا ہے خوشی مین — یہہ شادی کا شہرہ یہہ چرچا مبارک
کٹے رات دن چہچہون مین الٰہی — یہہ عیش و طرب ہو خدایا مبارک
دلونکو لبھاتا ہے جوش مسرت — خوشی کا عجب وقت آیا مبارک

سعادت نے کہوئی نحوست جہان کی — زبان پر نہ لفظ آئیگا نامبارک
یہہ شادی وہ ہی کل جہان مین خوشی ہے — نہ کیونکر کہے ساری دنیا مبارک
ہوا اک سال کے بعد فرزند پیدا — خوشی پر خوشی ہو دوبالا مبارک

خوشی کے نکلتے ہین مضمون قلم سے
جمیل آج کا روز ہے کیا مبارک

قطعہ تاریخ

چون بہ نواب امیر الامرا والاجاہ — سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن دلم خواست جمیل — زد رقم خانہ دو تقریب قران السعدین
۱۲۹۷

سہرہ در تقریب شادی کتخدائی میر ابو الخیر نور الحسن خانصاحب و میر ابو النصر علی حسن خانصاحب دام اقبالہما از منشی شیخ محمد عبد العزیز بھوپالی عزیز تخلص تلمیذ افتخار الشعرا شہیر دام فیضہ

کیون نہ سو جان سے ہو قربان مقدر سہرا — آج نواب کے بیٹون کے بندھا سر سہرا
آفتاب فلک حسن ہین دونون نوشاہ — نہ تنک دے تار شعاعی کو نہ کیونکر سہرا
عقل حیران ہے ترجیح کسے دون کس پہ — ایک کے منہ پہ کھلا ایک سے بہتر سہرا
اونکے پابوس کی حسرت جو نہ کہتا دلمین — یون لٹکتا نہ کبھی سر کو جھکا کر سہرا
دونون کے منہ کیطرف دیکھہ کے سب کہتے ہین — ایک جا رکھتا ہے دیکھو مہ و اختر سہرا
سارے عالم کو ہے اس شادی کی شادی ایسی — مرد و زن محو طرب گاتے ہین گھر گھر سہرا
کیون نہ حسرت سے لڑے سوز مین چشم نجوم — عقد پروین سے زیادہ ہے منور سہرا

رشک دیتے ہین کواکب کو ضیا ہین گوہر … چشمگین مارتا ہے کاہکشان پر سہرا

محفل عیش ہوئی صحن ارم خوشبو سے … طرۂ حور سے افزون ہے معنبر سہرا

دہوم ہے عالم بالا تلک اس شادی کی … کیا عجب لائے جو رضوان بہی بناکر سہرا

آجکل زمزمہ سنجی نہین انکی بے وجہ … باغ مین گاتے ہین مرغان نواگر سہرا

اب نواسنج دعا ہو کہ یہہ موقع ہی عزیزمہ
غم نہین مختصر اے یار رہا گر سہرا

یہہ وہ سہرا ہے جسے ذوق بہی سنکر کہتے … آفرین خوب لکہا مرد سخنور سہرا ٭

تا رہے دہر مین تقریب عروسی جاری … تا بند ہے ہند مین نوشاہ کے سر پہ سہرا

فرط شادی سے رہین خندہ زن احباب مدام
اشک کے تار کا ہو خصم کے منہہ پر سہرا

فقرہ تاریخ شادی از نتائج فکر ادیب عالی درجت شیخ محمد عباس متخلص بہ رفعت بن شیخ احمد شروانی سلمہ اللہ تعالےٰ

رسم نیک شادی ہر دو صاحبزادہ مبارکباد
۹۸ ۱۲فصلی

قطعہ تاریخ کتخدائی سید نورالحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم از منشی فدا علیصاحب فارغ مرادآبادی سلمہ

عنوانہای تاریخی

ہوگیا عقد کلیم نیک بخت … رہے بر مین عروس عیش دایم
۹۸ ۱۲ھ … ۹۸ ۱۲فصلی

مہ برج اقبال قطب ورع — سپہر شرف مہر نیک اختری
مجلی با نوار نعت و صلاح — محلی با خلاق پیغمبری
گہر بار و غواص بحر سلوک — یم بیکران کرم گستری
فروزندۂ شمع بزم کمال — فرازندۂ رایت سروری
زبان آور تازی و فارسی — فزایندۂ آب دُر دری
مضامین عالی یہ سحر حلال — کہ جن سے خجل جادو سامری
سنو نام نور الحسن خان کلیم — گل گلشن شوکت و برتری
ہوئے کتخدا خیر و خوبی کے ساتھ — بفضل خداوند انس و پری

لکھا کلک فارغ نے سال نکاح
ہمایون ہو عقد مہ و مشتری ۱۲۹۸ھ

ایضاً فارسی عنوانہای تاریخی

بطور عیش رسیدہ کلیم عالی رای ۱۲۹۸ھ — کدخدا شد کلیم باب کرم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

بر دل نور الحسن خان کلیم — عقد مسنون باز کردہ باب عیش
نونہال سال و مہ فارغ نشاند — یافت بلبل گل شاداب عیش ۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید علی حسن خانصاحب متخلص بہ سلیم

عنوانہای تاریخی

کدخدا شد علی حسن اکنون ۱۲۹۸ فصلی — گشت عقد سلیم مہر حیا ۱۲۹۸ھ

قطعه

چون میر علی حسن به تمکین / بر مسند عقد خویش بنشست
از برگ زبان نسیم شهرت / در عرصهٔ گلشن جهان جست
از نکهت روح بخش گشتم / سرور کمال بلکه بدمست
گلچین خیال من در اشغال / گلدستهٔ نغز سال و به بست
تا نذر کنم به پیش نواب / کو والی با وقار من هست
ای شاخ قلم نما بهارش / شمشاد بیاسمین به پیوست ١٢٩٩ھ

قطعه تاریخ عقد هر دو شادی نتیجه فکر عالی ذکر مولوی سید محمد مبین صاحب آنریری اسپیشل مجسٹریٹ ضلع سهارنپور سلمه الله تعالی

تا ابد بادا مبارک ای کریم / ازدواج مهر و ماه سروری
شادی دو یوسف کنعان حسن / گشته با دو غیرت حور و پری
همه گر بستند عقد دلکشا / بر طریق سنت پیغمبری
بر امیر الملک مامسعود باد / آنکه او هست آفتاب داوری
آن سلیمان شوکت و دارا حشم / زیر فرمانش سپهر چنبری
ز آستانش شان رفعت پست شد / اوج می خندد به بام قیصری
پیش او فرمانروایان را مدام / هست در سر جبههٔ فرمانبری
از امیران معالی مرتبت / کیست تا بندد خیال همسری

آن علی بندست رای روشنش | شد دگر خاتون عالم زیوری
سال تاریخش متاع فکر شد | در زمان سعد با نیک اختری
گفت هاتف با مبین خیرخواه | ای بهم گردید ماه و مشتری ۱۲۹۸ھ

دیگر اردو

شادی ہے اک امیر کے دو نور عین کی | موجود سب لوازم جاہ و حشم ہوے
اک مہر فضل دوسرا ماہ کمال ہے | فضل خدا سے دونون وہ عالی ہمم ہوے
خلعت بھی بخشے خوان بھی اونکو عطا کیے | خادم تمام مورد لطف و کرم ہوے
وہ جود وہ کرم وہ عطا اور وہ نوال | محتاج سب جہان کے اہل کرم ہوے
نواب مستطاب کے فرزند نامدار | نوشاہ بنکے مہبط فضل و کرم ہوے
غلبانگ تہنیت ہے بلند آسمان تلک | اختر نثار اور دینہ نثار درم ہوے
شادی کے اہتمام کو حساد دیکھکر | ایسی گھٹی کہ مردم چشم عدم ہوے
نواب نامدار وہ رتبہ ہے آپکا | جو سربلند تھے پئے تسلیم خم ہوے
فضل و ہنر مین آپکا ہمسر کوئی نہین | علم اسقدر ملا کہ جہا نمین علم ہوے
سن سنکے شادمان تو نہایت ہوے مگر | حسرت یہی رہی کہ نہ موجود ہم ہوے
تھی فکر اے مبین مجھے تاریخ عقد کی | آئی ندا یہ آج دو اختر بہم ہوے ۱۲۹۸

بزم مشاعرہ

بعد ختم این نامه اتفاقا در بزم سخن سنجان بر سبیل تذکره این مصرع حضرت شیفته سے آپکو بھولے ہم اونکی یاد مین ✤ برزبان منشی محمد صابر حسین صاحب متخلص به صبا گذشت چون این مصرعه پسند خاطر بزم آرایان افتاد آنرا مصرع طرح

طرح گرفتہ سخن سنجان را بہ طبع آزمائی اشارت رفت چنانچہ ہر یکے از ایشان باندازۂ فکر خود سمند نظم را در میدان اندیشہ جولان داد از انجا کہ ضبط این مشاعرہ مناسب نبود گفتار ہر یکے را نقطۂ انتخاب زدہ در پایان این نگارش جلوہ دادہ شد نخستین نغمۂ بدیع کہ از خامۂ جادو نگار ہمین برادر گرامی قدر سید نور الحسن خان بر کرسی وزن نشستہ تماشا کردنی ست و آن این ست

کیا رکھا ہے قصۂ فرہاد مین
فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

کیا مبارک فکر آب و دانہ تھی
صید آیا قبضۂ صیاد مین

کیون نہون غم سے کسی کے بہرہ مند
شادیان ہین خاطر ناشاد مین

اقتضاے عاشقی کو کیا کرون
ورنہ پنہان شکر ہے فریاد مین

جس نے یہ گلشن بنایا ہے اوسے
کچھ بلا کی مشق ہے ایجاد مین

زاہدون سے وعدہ اور ہمکو عطا
دخل ہے کسکو خدا کی داد مین

ہمکو ہے جس سے ارادت اے کلیم
دوسرا اوس سا نہین ارشاد مین

سپس سحر سطور سلیم کا م تہ بتنگنا ر سخن کشاد و ابیات چند بدست قلم داد

عمر یون کاٹی کسی کی یاد مین
شام نالہ مین سحر فریاد مین

کیا ہوا قد کے مقابل گر ہوا
بات تیری سی کہان شمشاد مین

ہم اسیران محبت کا ہے گہر
یا قفس مین یا کف صیاد مین

شوق نے اب اور مضطر کر دیا
چٹکیان لیکر دل ناشاد مین

خفتگان خاک سمجھے صور حشر
کیا قیامت تھی مری فریاد مین

کیون نہ تڑپون شوق سے ہنگام قتل
لطف آتا ہے تری بیداد مین

قتل مشتاق شہادت کیجیے
ذبح کیجے خنجر کف جلاد مین

تم نہ آئے تو ہی اک چرچا رہا ۔ لگ گئی شب نالۂ و فریاد مین

چھوڑ دو الفت بتون کی ہی سلیم
دل لگاؤ اب خدا کی یاد مین

بعدہ چمن پیرای الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین صاحب صبا سہسوانی عندلیب خامہ را بہ انشا و نغمہ ہای شیرین آوردواز ہمصفیران گوی سبقت برد

کیا رہا ہے یہ کسیکی یاد مین ۔ شوخیان آئین دل ناشاد مین
کھینچتے ہی اونکی ابرو کی شبیہ ۔ کھینچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
کس لئے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے ۔ ملگیا شیون مبارکباد مین
کہتے ہین ضد سی کہ بنگئے اوظلم ۔ دیکھین کیا کیا ہین ستم فریاد مین
ڈہونڈتا ہی تہی طور پر جو کلیم ۔ ہے وہ اک شوخ ستم ایجاد مین
پڑگیا کس سخت جان سے واسطہ ۔ دم نہین ہے خنجر فولاد مین
دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا ۔ ہوگیا تمسا تمہاری یاد مین
بنگئے وہ رنگ گردون کا اثر ۔ جو تلوّن تہے ستم ایجاد مین
دادخواہی کون محشر مین کرے ۔ ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

اے صبا مین اور خوشامد غیر کی ؛
بھول اوٹھا سب کچھ کسیکی یاد مین

غزل دیگر بہ طرز اہل لکھنؤ

مرغ گویا ہے چمن کی یاد مین ۔ لعل اوگلے خانۂ صیاد مین
اے گنہگاران الفت شاد ہو ۔ تیغ پہونچی قبضۂ جلاد مین

پانؤن پھیلانے لگا شوق جنون
دیکھکر بیڑی کف حدّاد مین

آئے کیا راحت ٹہکانا ہی نہین
بھر گیا ہے غم دل ناشاد مین

حشر ڈہاتے ہین اسیران چمن
ہے قیامت خانۂ صیاد مین

تیرے قد سے ہمسری کرنے لگا
شاخ اب کیا لگ گئی شمشاد مین

کیا اوٹہین وصل سے حسینان جہان
وہ پری پیکر ہے آدم زاد مین

کج ڈہایا سخت جانی کا غرور
زور تہا یہہ بازوی جلّاد مین

بات کہتے کہتے بوسہ لے لیا
تم بھی کامل ہو صبا ایجاد مین ؛

دیگر نسیم جمیل احمد جمیل سہسوانی بہ نواسنجی این غزل پردہ گوش سامعان نواخت

تنگ کیون ہے خاطر ناشاد مین
جی نکل جاتے کسیکی یاد مین

شوخیان ہین جو تری بیداد مین
وہ کہان چرخ ستم ایجاد مین

ضعف سے یان لب بھی ہل سکتے نہین
کیا کرین گر ہے اثر فریاد مین

گر نہ کچھ ہم سے رکاوٹ تھی تو پھر
فرق کیون آیا تری بیداد مین

واہ کیا شوق شہادت ہے کہ ہم
دیتے ہین خنجر کف جلّاد مین

بے سبب خاموشی زاہد نہین
بنگیا ہے بت خدا کی یاد مین

مٹ گیا سب سخت جانی کا غرور
جاتے جاتے کوچۂ جلّاد مین

کیا سماتی شادیِ مرگ عدو
تھا ہجوم غم دلِ ناشاد مین

درد سے اسکے بہل جاتا ہے جی
اور تو کیا ہے دلِ ناشاد مین

ق

کہتے ہین وہ نام پہ مرتے ہین سب
مرنے والے عالم ایجاد مین

نام جسکا قیس ہے دیوانہ تھا
موڑ چہرا این تھا فقط فرہاد مین

پائیگا طرز صبا کیونکر جمیل
فرق ہے شاگرد مین استاد مین

دیگر سرخوش صہبائے سخن دلکش منشی ارشاد احمد میکش از مضامین رنگین بادۂ گلگون بکام جان ریخت

گر نہو ضبط نفس فریاد مین
ہو جواب آسمان بیداد مین

تیری چشم سرمہ سا کی یاد مین
تھر کی چپ ہے مری فریاد مین

یہان پڑا ہون جو سمجھے ذوق ستم
وہان کمی ہوتی گئی بیداد مین

حشر کہتے ہین جسے تحقیق ہے
تیری ٹھوکر ہین مری فریاد مین

حضرت واعظ بجا جورونکا وصف
کسکو شک ہے آپکے ارشاد مین

میرے سینہ سے نہ نکلے گا کبھی
دم ہے جبتک خنجر جلاد مین

عشق مین تیری رقابت ہی بہم
دلبران خلخ و نوشاد مین

سخت ہی وہ بہی مگر نسبت کو کیا
تیرے سنگین دلمین اور فولاد مین

روز محشر سی ہزارون شاد ہون
عشق کی قید ابد میعاد مین

کسکو کہتے ہین قفس اور دام کیا
قید ہون ہین الفت صیاد مین

شیفتہ کا رنگ میکش اور مین
فرق ہے شاگرد مین استاد مین

بعد ازان عزیز مصر نازک خیالی محمد عبد العزیز عزیز بہوپالی تلمیذ افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب شہیر لیجیاسی مضامین انجمن معانی آرائش فرمود

حور ہو تم گلشن ایجاد مین
ورنہ یہ حسن اور آدم زاد مین

آج اوسکا بہی ہوا ہون یا نصیب
ایک حسرت تہی دلِ ناشاد مین

کیا کہون حالِ چمن اے ہمصفیر
آمکہہ کہولی خانۂ صیاد مین

کچہہ نہین تو گالیان ہی دیجیو
لطف ہو کوئی نیا ارشاد مین

بوسونکی تکرار پر کہتے ہین وہ
پڑگئی بہول آہ کیون تعداد مین

کون ہے اسوقت مین اپنا رفیق
ایک دل سو بہی کسیکی یاد مین

وِرد ہے نام اک صنم کا اے عزیز
کوئی جانے ہین خدا کی یاد مین

سپس منشی مقبول احمد مقبول بقبول نقد بضاعت سخن فن شعر را بالماس آئینۂ اعتبار بخشید

جب سے مشق اونکی ٹہہری بیداد مین
ایک مین کیا خلق ہے فریاد مین

کب تہے جوہر تیشۂ فرہاد مین
محضر خون تہا خط جلاد مین

کہینچے گر ابروے قاتل کی شبیہ
ہو قلم خنجر کفِ بہزاد مین

مر گیا مین اسقدر شادی ہوئی
اونکے آنے کی مبارکباد مین

ہے مری فریاد قمری کی صدا
عشق قد غیرتِ شمشاد مین

کسطرح حاصل نہو دلکی مراد
گہر ہمارا ہے مرادآباد مین

جور ہے کسواسطے مقبول پہ
کیا ہے ظالم فایدہ بیداد مین

بعدہٗ نقد سخن را احیا کامل محمد علاءالدین لسمل جواہر سخن را بسلک نظم کشید

دم مرا نکلے تمہاری یاد مین
ہے یہہ ارمان خاطر ناشاد مین

آکے بالین پر مرے کہتے ہین وہ
کیا یہہ مرا ہے کسیکی یاد مین

جی تڑپتا ہے لگی کسکی نظر — پھڑک گیا نالۂ دلِ ناشاد مین
مخلصی مشکل ہے ابتو مرغ دل — پڑ گیا ہے پنجۂ صیاد مین
درد کا گھر سینۂ بسمل بنا
راتدن کی نالہ و فریاد مین

تقریظ بزم سخن از کمترین خلایق حمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

دربزم سخن سنجان گلدستۂ کہ آب و رنگ معانی بخشد حمد بہار پیرائے گلشن ایجاد است و شمعیکہ انجمن سخنوران را نور جاوید دہد ستائش باغبان چمن مراد است کہ مشعل گل افروختۂ اوست و متاع صبر بلبل سوختۂ او دیدۂ نرگس چمن بانوارش روشن و جعد سنبل بہوائش رشک ختن اگر بپائے سرو آزاد موج آب بزنجیر نمی شد براہش پائے شوق می کشاد و اگر قمری را طوق گردن سرمہ در گلو نمی ریخت سرود بستان یاد میداد مثنوی منہ

اے نور دہ چراغ بینش — روشن کن بزم آفرینش
پروانۂ شمع از تو در سوز — حسن تو بعاشقان نظر سوز
افروختۂ تو عارض گل — آتش زدۂ بجان بلبل
تو نقش بباغ می نگاری — از شاخ شگوفہ می برآری
ہر لالہ کہ آتشین بہار است — از خامۂ صنع یادگار است
شگفتی تو بسبزہ گوہرے چند — الماس و زمرد از تو دلبند
از رنگ گل و فغان بلبل — حسن تو بباغ میکشد گل

و درود نا محدود در بزم افروز سخن کن فیکون کہ وجودش اصل موجودات است و ذاتش خلاصۂ کائنات در بزم سخن شمع انا افصح العرب والعجم نور جاوید بخشید و کاشانۂ معانی را بچراغ اوتیت بجوامع الکلم روشن گردانید فصیحان عرب پیش او با وجود

شیوا بیانی چنان که تصویر خاموش زبان آوران تا کلام شیرینی گفتارش حلقه در گوش مثنوی

شاه دو جهان گلیم پوشے　　خود آبحیات و زهر نوشے
امی لقب و علوم دانے　　از نون و قلم دو حرف رانے
در ملک عرب شه جهانگیر　　لعل سخنش چو شکر و شیر
طوطی نشان فدائش بودند　　پیش شکرش نه لب گشودند
هم حرف شکر فروش میراند　　هم امی و صد کتاب میخواند
شیرین سخنے و هم ملیحے　　نادر دگرے چو او فصیحے

اما بعد باین نشین بزم سخن صوفی پر سخن که رحیق سخن در پیمانهٔ دلش جوش میزند و نشهٔ معانی بدماغش راه عقل و هوش میزند ه

در بزم سخن منم چراغے　　افروزم ازان چراغ داغے
روشن شوم از سواد نامه　　گوهر بکنم ز کاه خامه
از کلک من است زخم و مرهم　　تا سور فروشم و جگر هم
از خامه کنم چو موشگافی　　یک شعر بود به بزم کافی
از شعله چو خامه بر تراشم　　دل خون کنم و جگر خراشم
از آتش دل زبان بشویم　　تا گرم حدیث عشق گویم
شیرین سخنے ز عشق رانم　　بر زخم کهن نمک فشانم

در بزم اهل صفا لب بسخن آشنا میکند که سخن دل پسند متاعیست مشتری خیز و کلام جان نواز سرمایه ایست طرب انگیز آنرا که این گنج شایگان میدهند خسرو روزگار خویش است و آنرا که کلام شیرین نه بخشیده اند بر سنگ فرهاد خستهٔ دل ریش آرے ه

این سعادت بزور بازو نیست　　تا نه بخشد خداے بخشنده

درین روزگار تیره و تار که خود سخن بزنگ در یتیم در صدف گمنامی افتاده بود و در

یاس وحرمان بر روے سخن سنجان کشادہ بود مسبب الاسباب بسببے برانگیخت و بادۂ
کامرانی در جام شعراے ماضی وحال بریخت کہ آوازۂ قدر دانی سخن از شہریار الاقبال
بھوپال بلند گردید و شہرۂ آبرو افزائی قافیہ سنجان باکناف عالم فرا رسید مردگان را
جان تازہ و زندگان را مسرت بے اندازہ مید ہم کہ تذکرہ بزم سخن فراہم آوردۂ جناب
شمع انجمن بلاغت بہار صبح گلشن فصاحت ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب
بہادر دام اقبالہ طبع گردیدہ دیدۂ مشتاقان را منور گردانید و بچشم نظارگیان
سرمۂ صفاہان کشید آفرین بہمت ہمایونش کہ این جریدۂ والا را چون لولوے لالا در
رشتۂ ترتیب کشید و شعراے ماضی وحال را بکتاب خویش ہمسبق گردانید گلگشت
نفوذ صدور است کہ مردگان را در شور نشور انداخت و ہمہ را بصیر بہ قلم اعجاز رقم زندۂ
جاوید ساخت ہر صفحہ این کتاب رنگین رنگین تر از چمن و ہر ورقش غیرت دہ
یاسمین و نسترن سطرش چون حب سنبل بہ تسخیر دلہا مائل و ہر حرفش رد رشک گیسوے
دل آغازش باشعار رنگین راحت بخش دل ناشاد و انجامش بقطعات تہنیت و
مبارکباد بیش ازین تذکرۂ صبح گلشن باشعار فارسی گرد آوردہ شعراے فارس را
زندہ ساخت اکنون اردو گویان را از کنج خمول برآوردہ بوادی حیات ابدی
انداخت تا ابر جودش بر کشت ہمہ ببارد و ہیچکس را برزمین تشنہ نگذارد و بزم سخن
کہ ترتیب دادۂ اوست اگر دران بزم ساعتے بہ نشینی بگلہاے مضامین رنگین
بہار روضۂ رضوان بہ بینی الٰہی تا بزم سخن را از شمع معانی پر نور داری و تا سطر کہکشان
بر صفحہ سپہر نگاری این بزم سخن مقبول انام و مطبوع طبائع خواص و عوام باد —
بالنبی و آلہ الامجاد این دعا از من و از جملہ خلایق آمین فقط

تمّت

قصیدهٔ میرزا کمال الدین سنجر قزوینی شاگرد لسان الملک میرزا تقی سپهر

ماه من از در درآمد با دو زلف مشکبار
ماه را هرگز ندیدم مشک آرد در کنار

یکطرف بر سرو بسته دستهٔ سنبل ز ناز
یکطرف از خط نموده هاله بر مه آشکار

یکطرف بنشانده هندو در لب آب بقا
یکطرف آب بقا را کرده لعلش شرمسار

یکطرف بنموده رو را کرده گیتی را ختن
یکطرف بگشوده مو را کرده گیهان را تتار

یکطرف غوغا نمودی از غرور حسن خویش
یکطرف کردی پریشان آن دو زلف تابدار

یکطرف دادی فریبم کاین مرا گنج ست و مار
یکطرف بر گنج خوابانده دو پیچان شاهمار

گفتمش ای مرغ گلزار بهشتی راست گوی
گفت گویم زانچه می پرسی جوابی سازگار

گفتمش در بوستان از چیست دارد لاله داغ
گفت باشد لاله از گلگونهٔ من داغدار

گفتمش لب غنچه کن تا بشاسی آغوش الصنم
گفت پنداری ز من هم بوس خواهی هم کنار

گفتمش خط تو چون مور از مشک آرد کو
گفت زلفم مار گرد از تار جان سازد نثار

گفتمش بینیم سر غنچه را بخندد هم از طرب
گفت آری کبک خندد چون ببیند کوهسار

گفتمش زلف تو اندر چهر تو دانی که چیست
گفت اندر در دم قومی از دیار زنگبار

گفتمش در سایهٔ زلفت رخت دانی که چیست
گفت از کس گر نگویی آفتاب سایه‌دار

گفتمش بر قامتت زلف تو گویا عاشق است
گفت آری سرو را عاشق بود پیوسته مار

گفتمش از انتظارت جان بلب آمد مرا
گفت بنشین آنقدر تا می برآید ز انتظار

گفتمش آهوی چشمت از چه باشد شیر مست
گفت از آنرو تا تواند کرد شیران را شکار

گفتمش از تو کنار و بوس میخواهد دلم
گفت اندر عیش صاحبزادگان کامگار

گفتمش ای ترک صاحبزادگان کیستند
گفت صاحبزادگان حضرت صدر کبار

گفتمش آن صدر اعظم کیست با من باز گوی
گفت آن صدری که باشد بند خلق روزگار

گفتمش از نام آن صدر مکرم باز خوان — گفت نواب امیر الملک میر نامدار
گفتمش آن کو زره ملت از و شد مستقیم — گفت آن کو پشت دولت گشته از وی استوار
گفتمش آن کو بنای عدل از و شد متقن — گفت آن کو جیش ظلم از وی شده ستی تار و مار
گفتمش برگوی صاحبزادگان را نام هست — گفت یک ناطق کلیم و یک سلیم باوقار
گفتمش یعنی کلیم آن صاحب طبع سلیم — گفت آن کو طور دانش گشته از وی نوربار
گفتمش آن کو سلیم ست و بخلق همچون کلیم — گفت آری از کلامش زنده جان هوشیار
گفتمش این خواستگاری را چه کس آمد ملیق — گفت یک با ماه یک با مشتری گردید یار
گفتمش این عیش را ای شرکتاریخی بگوی — گفت لفظ (خواستگاری) را بتاریخ اندر آر ۱۲۹۸
گفتمش زین رو که گیتی پر ز شور شادی ست — گفت هان زین رو که گیهان گشته خرم چون بهار

حوریان گوی پریشیدند زلف عنبرین — خیز سوی بوستان با دوستان پای گذار
بارگاه شاهی آمد گلستان از روی گل — کارگاه مانی آمد گلشن از نقش و نگار

در بن هر سرو می رقصد ز شادی فاخته — در سر هر شاخ گل از وجد می خندد هزار
کبک از شادی بود مشغول در قهقه زدن — چهچه بلبل رباید هوش مغز هوشیار
بسته بر زلف بنفشه شاکیانی سلسله — کرده در گوش شقایق خسروانی گوشوار
در بن هر شاخساری گلعذاری جلوه گر — جانب هر مرغزاری مرغ زاری نغمه سار
چون شنیدم این خبر از وی بصد وجد و نشاط — هان بپا کردم بساطی چون بهشت کردگار
مجلسی بر پا نمودم با نوای عود و رود — محفلی آراستم با ارغنون و چنگ و تار

زهره در آن بزم آمد چون نکیسا چنگ زن — باربدسان مشتری مشغول بر تار ستار
یکطرف غوغای رود و یکطرف افغان چنگ — یکطرف آوای کبک و یکطرف آواز سار
یکطرف صوفی ز روی شوق در وجد و سماع — یکطرف عارف ز روی ذوق آمد شادخوار
گفتم ای ساقی ز جا خیز و بده جام شراب — ای که از رشک خط تو مشک باشد سوگوار

گیسوی خود برکنا نمای عنبرین — عارض خود را نمای چشم لاله زار
بر زنم دستی به زلفت تا که از هر تار او — همچو تار چنگ خیزد ناله افغان و زار
چون گشائی زلف تر سر می بریزد بر زمین — یکجهان دل بیخبر از هر شکنجش بیقرار
ساقیا ای ترک سیمین ساق از روی نشاط — می گسارا نزا از روی مهربانی می گسار
زان شراب آور که گر نوشد ز روی روباه پیر — از طرب بیرون کشد از پیکر ضیغم دمار
زان شراب ناب آور کز فروغ باده اش — راز قلب هور بیند کور اندر شام تار
سرخوشم تا ز آن باده که از روی شغف — تهنیت آرم به نزد آسمان اقتدار
سرخوشم تا چنان کز روی اخلاص و ادب — باز خوانم چامه در مدح امیر نامدار
راد امیر الملک عالی رتبه سید لوح حسن — خان والاجاه یعنی آسمان افتخار
آفتاب گیتی آرای سپهر داوری — اردشیر شیر دل اسکندر دارا وقار
عارضش را پرتو انوار گیتی در یمین + — خاطرش را خازن اسرار غیبی در یسار
با کف رادش چو بحر بذل چون ماهی در نشاط — در دل شادش مقر عدل چون یک در هزار
مدح خلقش گر نویسم خامه گردد مشکبیز — نقش جودش گر نگارم چامه گردد زرنگار
ای که اعوان تو دایم باد با عشرت قرین — ای که اعدای تو دایم باد بر محنت دوچار
بحرت اندر آستین یا هست دست زرنثار — برقت اندر زیر زین یا هست خنگ راهوار
از تو یک راکب بگو گیتی شود پر از رکوب — وز تو یک راجل بگو کیهان شود پر از سوار
تیغ و بخت تو نزار و فربه آمد در نظر — ملک از آن سمین و خصم تو از این گردد نزار
گر به بحر ژرف از رحمت فرود آری نظر — قطره هایش در شه گردد چو در شاهوار
چشمه شمشیر خون ریز تو هنگام مصاف — هست برقی سحرها یا که ابر شعله بار
برق تیغ تو اگر آتش فشان گردد بقهر — سبزه اندر پاسش نروید هرگز اندر جویبار
آسمان آسا شیم اسب تو در گاه جدال — بر رخ خورشید بنویسد سمین خط غبار

گویم ار از صولتت غوغا فتد در کاشغر ... خواهم الا ز هیبتت افغان شود در قندهار

با دو چشم خصم جابت تیر جایگاه تو گرد ... آنچه تیر گشتمن با دیده اسفندیار

سیم سنگین سنگ را در روز هیبت گاه کرد ... با جوی او دینار دهیچکس اندر شمار

هر کسی نازد بلطف پادشاه عصر خویش ... منت ایزد را که ذات تست فخر شهریار

وقت مهرت از هوا خیزد نسیم عنبرین ... گاه قهرت از سحاب آتش فشان جوشد بخار

شعر سنجم گشته چون جودت بگیتی مشتهر ... گوئیا این هر دو جاری باشد از یک چشمه سار

نه خطا گفتم نباشد شعر من چون جود تو ... در میان این و آن پیداست فرق بیشمار

چشمه سار شعر من بانادر است و قلم ... جویبار جود تو باشد کلان گوهر نثار

زنده از سرچشمه جود تو باشد خاص و عام ... تازه از سرچشمه شعرم روان هوشیار

من ز عالم شعر باشم برادر سیان مفتخر ... تو ز فضل جود داری بر امیران افتخار

چشمه سار جود تو از شعر شاعر بی نیاز ... فیض او عام ست بر هر کس ز لطف کردگار

چشمه سار شعر من محتاج فیض عام تست ... شعر من باشد بجود حضرتت امیدوار

جود تو چون آفتاب و شعر من باشد چو ماه ... ماه از خورشید میدارد شعاع مستعار

تو ز جود خود دهی بهر من انعام و صله ... من ز شعر خود نمایم خوشه پروین نثار

گر ردیف شعر سنجم شد بکرر باک نیست ... این تکرر هم ز جودت کرده ام بخود شعار

تا فروزان باشد اندر گلستان رخسار گل ... جمله ایام تو باشد شادمانی را دثار

داور را دایم کلیمت باد جان بخش از کلام ... سرور را دایم سلیمت باسلامت باد یار

مرغزار دشمنانت باد یکسر مرز غن ... مرز غن بر دوستانت باد یکسر مرغزار

LYTTON LIBRARY
Date
ALIGARH

CALL No. ٨٩١،٤٣٩١٠٩
٣٩٤ ب س ن
ACC NO. ٢٣٠٦٨
AUTHOR علی حسن خان
TITLE بزم سخن

٨٩١،٤٣٩١٠٩
٢٣٠٦٨ علی حسن خان
بزم سخن

Date	No.	Date	No.

...CKED AT THE TIME
...UE

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.